محمد یوسف کیفی ایم۔اے

صدر شعبہ علوم اسلامیہ پاکستان انٹرنیشنل اسکول وکالج کویت

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱-داتا گنج بخش روڈ لاہور 042-37313885

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب ——— تذکرہ قرآنی خواتین اور سبق آموز قصے
مصنف ——— محمد یوسف کیفی ایم-اے
تعداد صفحات ——— 216
بار اوّل ——— جولائی ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ
کمپوزنگ ——— **وارڈز میکر**
ناشر ——— سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ ——— 1N-140
ہدیہ ——— 135 روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز
زبید سنٹر 40 اُردو بازار لاہور
042-7246006

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
انفال سنٹر اُردو بازار کراچی
021-2630411

مکتبہ غوثیہ ہول سیل
پرانی سبزی منڈی کراچی
021-4910584

احمد بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5558320

اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

مکتبۃ المدینہ
فیضانِ مدینہ کراچی
021-4126999

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-7070063

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

نوریہ رضویہ
پبلی کیشنز

Marfat.com

فہرست مضامین

۱ انتساب ۷

۲ بہ فیضان کرم ۸

۳ عرضِ ناشر — از سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری ۹

۴ پیش لفظ — از مؤلف (محمد یوسف کیفی) ۱۱

۵ کلماتِ تشکر — از مؤلف احقر العباد ۱۴

۶ محمد یوسف کیفی تعارف اور تصنیفات کے آئینے میں — از پروفیسر عمرانہ سجاد ۱۷

۷ تقریظ — سلمان پذیر احمد پرنسپل پاکستان انگلش اسکول وکالج الکویت ۱۹

۸ اُمہاتُ الانبیاء علیہم السلام ۲۳

۹ حضرت حوا علیہا السلام ۲۵

۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ''یوکید'' ۳۹

۱۱ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ محترمہ ۴۵

۱۲ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ) ۵۵

۱۳ حضرت مریم رضی اللہ عنہا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ) ۶۱

۱۴ ازواج الانبیاء علیہم السلام ۷۱

۱۵ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویاں ۷۳

۱۶ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں ۸۶

۱۷ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ۸۸

Marfat.com

۱۸ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (واعلہ) ۹۱

۱۹ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ۹۷

۲۰ حضرت صفورا زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۰۲

۲۱ بی بی رحمت بنت افراثیم (زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام) ۱۱۱

۲۲ حضرت لیا اور حضرت راحیل علیہما السلام (حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیویاں) ۔ ۱۱۸

۲۲ فرعون کی مومنہ بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ۱۲۴

۲۳ عزیز مصر کی بیوی (زلیخا) ۱۳۰

۲۴ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ (حنہ) ۱۳۴

۲۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ عنہا ۱۳۶

۲۶ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۹

۲۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ۱۴۰

۲۷ فضائل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۵

۲۸ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب ۱۴۷

۲۹ اُم المؤمنین حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۵۶

۳۰ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۱۵۹

۳۱ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ۱۷۰

۳۲ اُم المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا ۱۷۲

۳۳ اُم المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا ۱۷۵

۳۴ اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۱۷۸

۳۵ ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ۱۸۱

۳۶ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ۱۸۳

۳۷ ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ۱۸۴

۳۸ ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا ۱۸۶

Marfat.com

۳۸ تین عورتیں ۱۸۹
۳۹ واقعہ اَفشاءِ راز اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ۱۹۳
۴۰ واقعۂ اِفک اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۱۹۵
۴۱ حضرت زید بن حارثہؓ ۱۹۹
۴۲ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ ۲۰۳
۴۳ قرآن کی فریاد ۲۰۷
۴۴ عورت قرآن کی نظر میں ۲۰۸
۴۵ عورت دانایانِ فرنگ کی نظر میں ۲۱۲
۴۶ کتابیات / مآخذ ۲۱۵
۴۷ مصنف کی دیگر زیرِ طبع تصانیف ۲۱۶

Marfat.com

انتساب

میری پیاری رفیقۂ حیات کے نام!

جو میری شریکِ حیات ہونے کے ساتھ یہ کتاب لکھنے میں میری معاون و مددگار رہیں۔ اُنہوں نے بچوں کی تعلیم وتربیت کو احسن طریقے سے پورا کیا، گھریلو ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے سرانجام دیا اور مجھے علمی خدمات کے لیے گھریلو فکروں اور مصروفیتوں سے آزاد کر دیا۔ میری تمام تر علمی کاوشیں ان کے تعاون کی مرہونِ منت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ خوش وخرم اور صحت مند رکھے اور ان کے علم وعمل میں برکت عطا کرے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

احقر العباد

محمد یوسف کیفی (ایم-اے)

Marfat.com

بہ فیضان کرم

مرجع علماء وصوفیاء، سند الواصلین، مخزن علم وحکمت

واقفِ اسرار شریعت ورموز طریقت، زینتُ القُراء

منبع رشد وہدایت، قُدوۃ العارفین

سیدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صاحب

صدیقی نقشبندی مجدّدی مجیدی دامت برکاتہم العالیہ

کیونکہ

ع دین ودنیا میں جو پایا انہی سے پایا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

سورج کی روشنی اگر روئے زمین سے سلب کر لی جائے تو ہوسکتا ہے کہ انسان تباہ نہ ہولیکن کتابِ ہدایت کی روشنی سے اگر انسان محروم کر دیا جائے تو پھر کوئی طاقت اسے تباہی سے نہیں بچا سکتی، خدا نے اپنے بندوں پر جو بے پایاں احسانات کئے ہیں ان میں سب سے عظیم احسان قرآنِ حکیم ہے۔ اور دنیا کی دوسری تمام کتابوں کے مقابلے میں اس کا ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ یہ صرف تعمیرِ زندگی کے اُصول واحکام ہی نہیں دیتا، بلکہ ان اُصول واحکام کے مطابق زندگی تعمیر کرنے کا جذبہ اور زبردست قوت بھی عطا کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لیے قرآن حکیم کی تعلیمات ہی سب سے بڑا سرمایہ ہیں بشرطیکہ اُسے اس قدردانی کی توفیق حاصل ہو۔

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گراں قدر کتب کو عمدہ معیار پر شائع کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ پاکستان کے مذہبی و دینی کتب کے ناشرین میں اس کو ایک مقام حاصل ہے (الحمدللہ) اس کتاب ''تذکرہ قرآنی خواتین'' سے پہلے یہ ادارہ جناب محمد یوسف کیفی (ایم-اے) کی گراں قدر کتب ''تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' سیرت رسولِ ہاشمی سیّدنا محمد ﷺ اور ''عبرتناک قرآنی قصے'' زیورِ طباعت سے آراستہ کر چکا ہے۔ اور اصحاب ذوق قارئین سے یہ تینوں کتابیں دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اب ادارہ ان کی تحقیقی کاوش ''تذکرہ قرآنی خواتین'' شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے قرآن وحدیث اور بائبل کے مستند حوالوں سے اس کو اس

Marfat.com

طرح ترتیب دیا ہے۔ کہ قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں کرتا یہ کتاب مطالعہ قرآن میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔ (انشاءاللہ) ان کی اسی سلسلے کی دوسری کڑی ''تذکرہ اولیاء اللہ خواتین'' جلد منظر عام پر آرہی ہے۔اور قارئین کے لئے یہ کتاب بھی ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگی۔

آخر میں اللہ عزوجل سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کا باعث بنائے اور قرآن فہمی میں مددگار بنائے اور قرآن فہمی میں مددگار ثابت ہو۔ فاضل مصنّف ،ناشر، کمپوزرز، ان کے والدین، اساتذہ کرام مشائخ کرام اور ہر اُس شخص کو ساقیٔ کوثر تاجدارِ اَنبیاءِ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے جس نے کسی بھی مرحلہ پر اس کتاب میں تعاون فرمایا ہو۔ آمین

دعاؤں کا طلبگار

سیّد محمد شجاعت رسول قادری

Marfat.com

پیش لفظ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کے مصداق صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور صلحائے اُمت رحمۃ اللہ علیہم، جن کے نقشِ قدم پر چل کر ہی موجودہ دور کے مسلمانوں کی اصلاح و فلاح ہو سکے گی ان کے احوال میں بکثرت کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ اُردو زبان میں لکھی گئیں اور لکھی جائیں گی۔ ''قرآنی خواتین'' کے کردار اور زُہد و عبادت اور اُن کی عملی زندگی پر مکمل بحث اس کتاب کا موضوع ہے۔ قرآن و حدیث، بائبل اور تاریخی لحاظ سے ان کے تمام حالات کو یکجا کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے۔ ''صالحاتِ اُمت'' پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن صرف ''قرآنی خواتین'' کے حالات پر کوئی کتاب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے اگرچہ ''صالحاتِ اُمت'' کے متعلق کافی سرمایہ عربی زبان میں محفوظ ہے۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الا صابہ فی تمیز الصحابہ'' میں قَرنِ اوّل کی ۱۵۴۳ (پندرہ سو تینتالیس) محدث خواتین کا ذکر کیا ہے۔ ''تہذیب الاسماء''۔ تاریخ بغداد خطیب وغیرہ کتب میں خواتین سلف کے تذکرے لکھے گئے ہیں۔ ''نفحات الانس''، ''اخبار الاخیار'' میں بھی عارفات کا تذکرہ ہے غرض کہ اسلامی تاریخ میں ہزارہا خواتین کے احوال ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری ایک عاجزانہ تالیف ''تذکرہ اولیاء اللہ خواتین'' بہت جلد قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صرف قرانِ حکیم میں مذکور خواتین کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ابتدا اُمّ البشر حضرت حوّا رضی اللہ عنہا سے کی گئی ہے اگرچہ قرآن حکیم میں ان کے متعلق تفصیلات نہیں ہیں لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ جو حالات

Marfat.com

بھی ملے ان کو قرآن و حدیث اور بائبل کے لحاظ سے درج کر دیا ہے تا کہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے اور ساتھ ساتھ علمی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ افسانوی اور بے بنیاد باتوں کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ یعنی واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مدِ نظر رکھی گئی ہے۔

قارئین محترم! اللہ تعالیٰ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھی بناتا ہے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مصر سے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لاتی ہیں۔ پھر اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں کعبہ بنتا ہے اور پھر اسی کعبے کو وہ شان حاصل ہوتی ہے جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی کعبہ حج کی بنیاد بنتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نبی علیہ السلام کا ساتھی نہ بناتا تو دنیا والوں کو تحریکِ اسلامی کا مرکز ہرگز نہ مل سکتا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے حالات سے ایک اسرائیلی خاتون (حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ) ایک اسرائیلی لڑکی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ) اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو الگ کر دیا جاتا تو تحریک اسلامی کی وہ تاریخ ہمیں کہاں سے ہاتھ آتی جو بڑی تفصیل کے ساتھ قران حکیم میں ملتی ہے۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم.....حکمتِ او لایزال است وقدیم

اسی طرح قارئین کرام! قرآنِ حکیم کی سورہ یوسف مطالعہ فرمایئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ''زلیخا'' سے ٹکرانے کے لئے ایک نبی کو کوسوں دور سے مصر لایا گیا اور ''زلیخا'' کی شکست پر تحریکِ اسلامی کو نقطہ عروج ملا۔ زلیخا کا کردار منفی ہی سہی اگر یہی منفی کردار سورہ یوسف کے واقعات میں نہ جوڑا جاتا تو یہ قصہ ''احسن القصص'' ہرگز نہ بنتا۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ ہر تخریب میں تعمیر کے پہلو کی بہترین مثال یہ واقعہ ہے۔

ناظرین کی سہولت کے لئے ہم نے حوالہ جات کا خاص خیال رکھا ہے۔ قرآن حکیم کی سورۃ کا نام بمعہ آیت نمبر اور اُردو ترجمہ دیا گیا ہے تا کہ قاری آسانی سے وہ آیت قرآن حکیم میں ملاحظہ کر سکے۔ حدیث کا اُردو ترجمہ اور کتاب کا نام، اور جلد نمبر، صفحہ نمبر چھاپہ اور ایڈیشن کا بھی حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مجھ ہیچمدان سے تحریر و حوالہ میں کچھ فروگذاشتیں ہوگئی ہوں۔ لیکن میرے جیسا ناکارہ اور عاجز انسان اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہیچمدان کی اس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اور میرے گناہوں کا کفارہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ
علیہ و آلہٖ وسلم

ہیچمدان
محمد یوسف کیفی (ایم-اے)
صدر شعبہ علوم اسلامیہ
پاکستان انگلش اسکول و کالج کویت

Marfat.com

کلماتِ تشکر

☆ اللہ ربّ العزت اور محبوب ربّ العالمین ﷺ کے بعد والدین کریمین کے نام جو میری پیدائش اور تربیت کا وسیلہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جنت میں درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

☆ فیضانِ اَولیاء پیارے وطن عزیز پاکستان اور اُمتِ مسلمہ کے نام جس کا میں فرد ہوں اور جو میری پہچان ہے۔

☆ سیّدی مرشدی قدوۃ الاولیاء منبع رشد و ہدایت حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے نام جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

☆ جملہ رفقائے محترم بالخصوص محمد یوسف بختاور صاحب، سیّد یوسف سیّد ہاشم الرفاعی مدظلہ العالی (کویت) الحاج صوفی شکر الدین صاحب، حاجی محمد لطیف صاحب، جناب محمد عمر صاحب، پروفیسر مسز میمونہ مشہود صاحبہ، جناب محمد یونس صاحب، پرنسپل جناب سیّد سلمان پذیر احمد صاحب، احسن رضا ہاشمی صاحب، امجد علی خان صاحب، حافظ شبیر احمد صاحب، جناب منیر احمد قادری صاحب' جناب محمد ادریس رانا صاحب' مرزا محمد انور صاحب'، پروفیسر عمرانہ سجاد، پروفیسر ظہور احمد، عبدالستار صاحب، پروفیسر مسز ساجدہ نجم' پروفیسر مسز ظل ہما' مسز عنبرین احمد صاحبہ اور پروفیسر محمد آصف باجوہ صاحب کے نام جن کی حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔

☆ تمام قارئین، ناظرین اور قرآنی ذوق رکھنے والے طلباء و طالبات اور شائقینِ علمِ قرآن کے نام جو اس کتاب سے استفادہ کر کے مزید مطالعہ اور عملِ صالح کی راہ

Marfat.com

پر گامزن ہوں۔ اور قرآن حکیم میں غور خوض کر کے اس کا نور حاصل کر سکیں

☆ تمام موجود اور مرحوم علماء کرام اور ادیبوں کے نام جن کی کتب اور تحریروں سے میں نے خوشہ چینی کی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

☆ پسرانِ باسعادت محمد شہباز (بٹ)، سہیل اختر، محمد نعیم، محمد ابراہیم، دختران نیک اختران، رفیقۂ حیات اور برادرم محمد یٰسین صاحب کے نام جو اس کتاب کی تیاری میں ممدّ و مُعاون ثابت ہوئے۔

☆ کتاب کے ناشر جناب سیدّ محمد شجاعت رسول قادری، اس کتاب کے کمپوزرز اور آرٹسٹ کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کے حُسن میں عملاً حصہ لے کر زادِ آخرت بنایا۔ اس کی طباعت میں جو حسن و کمال کارفرما ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ناشر کی سرپرستی اور مخلصانہ توجہ کا نتیجہ ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ عناوعن جمیع المسلمین۔

☆ آخر میں عاجز مؤلف ان تمام حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت حرج کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری، تقریری، قولی، فعلی اور اخلاقی امداد فرما کر قرآن حکیم سے دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

اے خدائے ہر بلند و پستی
شش چیز عطا بکن ز ہستی
ایمان و امان و تن درستی
علم و عمل و فراخ دستی

(سیّد ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ)

دُعا گو
محمد یوسف کیفی (ایم-اے)

Marfat.com

☆ مالی تعاون واشتراک:

ہم

جناب محمد یوسف صاحب

جناب قاسم نعمان صاحب

جناب رضوان یوسف صاحب

اور

والدہ محترمہ (جناب قاسم نعمان صاحب اور رضوان یوسف صاحب)

کے شکرگزار ہیں کہ جن کے خصوصی تعاون واشتراک سے کتاب ہذا کی طباعت میں سہولت میسر آ سکی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا کے کاموں میں آسانیاں اور برکت عطا فرمائے۔ ان کے مال و جان اور علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کو ہمیشہ صحت کاملہ سے نوازے۔ آمین۔

برائے ایصال ثواب (والدین کریمین جناب ابوقاسم محمد یوسف صاحب)

i- عنایت علی والد محترم ومرحوم

ii- اللہ رکھی والدہ محترمہ ومرحومہ

اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے او ران کے درجات بلند فرمائے اور تمام مومنین ومومنات کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

یااللہ! ہمارے اعمال میں اخلاص پیدا فرما اور انہیں قبول فرما کر ہمارے نامۂ اعمال میں درج فرما' ہماری لغزشوں کو معاف فرما' ہمیں اپنے والدین کا فرماں بردار اور اطاعت گزار بنا' ہمارے والدین پر رحم فرما۔ ان کی بخشش فرما اور ان کو اپنی رضا اور خوشنودی عطا فرما اوران پر اپنی لطف وکرم کی بارشیں برسا۔

یااللہ! ہمیں علم نافع عطا فرما اوراس میں خیر و برکت عطا فرما! (آمین)

دعاگو: فقیر حقیر سراپا تقصیر

محمد یوسف کیفی (ایم اے)

Marfat.com

محمد یوسف کیفی

تعارف اور تصنیفات کے آئینے میں

☆از پروفیسر عمرانہ سجاد صدر شعبۂ اردو- پاکستان انگلش اسکول و کالج کویت☆

جس شخص کے نام میں محمد ﷺ سے محبت کا کیف موجود ہو اس کا قلم بے ساختہ ''سیرتِ رسول ہاشمی'' لکھنے پر تیار ہو جاتا ہے مطالعہ کی کمی کا قلق دل میں ہو تو ''شوقِ ناتمام'' کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ وقت کی عینک سے بدلتے ہوئے زمانے کا مشاہدہ کرے تو '' قرآن اور جدید سائنس'' کا امتزاج پیش کرتا ہے۔ حیات و ممات کا فلسفہ سمجھنے اور سمجھانے کی آرزو جنم لے تو '' اقبال اور تصوف'' کو ہمراہِ سفر کر لیتا ہے، نئی نسل سے بداخلاقی کی شکایت ہو تو ''اسلامی اخلاق و تصوف'' لکھ کر روحانی تسکین حاصل کرتا ہے اور اگر دورِ مادیت پرستی سے دامن بچا کر گزرنے کا خواہاں ہو تو '' کونو امع الصادقین'' اور تذکرہ '' نقشبندیہ مجدّدیہ مجیدیہ'' کے لئے ''کشکول نقشبندیہ'' ہاتھ میں پکڑ کر عارفوں، صوفیوں، قلندروں کے نظریات و خصائل کے نقش و نگار تراشنے لگتا ہے۔

لیکن جب اس کے دل کے کسی گوشے میں یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کا وجود، وجودِ زن کا مرہونِ منت ہے تو اس صوفی منش درویش کے قلم کا حُسن، حُسنِ یوسف کی طرح علمیت کے حسین جواہر لٹانے لگتا ہے اس میں شک نہیں کہ محمد ﷺ کی محبت کا کیف اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا کیف یکجا کر دیا جائے محمد یوسف کیفی ہی بنتا ہے۔ تو پھر کیسے ممکن تھا کہ ان کا قلم '' تذکرہ قرآنی خواتین'' پر نہ اُٹھتا۔ یوں تو اس

Marfat.com

موضوع سے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہو گا۔ لیکن اختصار اور سادگی سے لکھی گئی تحریروں کی نہ صرف کمی ہو گی بلکہ عام لوگوں کی اُن تک رسائی بھی ضرور مشکل ہو گی۔

کیفی صاحب کے ساتھ درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران میں نے ہمیشہ اُنھیں شفیق اصولوں کے پابند، منکسر المزاج اور ممد و معاون پایا وہ میرے لیے قابلِ قدر ہیں۔ اُن کی تحریر پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ انھیں صفحہ قرطاس پر حقائق کو ترتیب اور سادگی کے ساتھ پیش کرنے کا ہُنر آتا ہے۔ خاص طور پر ''تذکرہ قرآنی خواتین'' اُنکے عمیق مطالعے کا منہ بولتا ثبوت ہے انشا اللہ یہ کتاب نہ صرف تحقیق کے لیے مددگار ثابت ہو گی بلکہ ہر دور کی خواتین کی اصلاح کے لیے بہترین تحفے کے مصداق ہو گی۔ خاص طور پر اُن لوگوں کے لیے جو'' سورۃ یوسف'' میں عزیزِ مصر کے قول کو پڑھ کر ہر عورت پر مکر و فریب کا لیبل چسپاں کر دیتے ہیں۔

محمد یوسف کیفی صاحب کی شخصیت کے بیان میں شدتِ عقیدت یا مبالغہ آرائی سے کام لینے کی بجائے میں ایک اجنبی کا جملہ دُہراؤں گی جس نے یہ کہا تھا کہ'' پاکستان انگلش اسکول و کالج کویت میں محمد یوسف کیفی جیسے درویش صفت انسان کے علاوہ کچھ نہیں''

اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے علم سے فیض حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا رہے، اس صحرا میں اُن کے خیالات کے چمن کو یونہی دینِ اسلام کی خوشبو سے مہکاتا رہے۔ اور زورِ قلم میں روز بروز اضافہ کرے۔ گو کہ لکھنے کا ہُنر ابھی مجھ سے کوسوں دور ہے لیکن اُن کی شخصیت کو دیکھ کر یہ شعر ضرور یاد آتا ہے کہ ؎

بہت کچھ سکھایا ہے حالات نے
یہ درویش دنیا کا ممنون ہے

دعا کی طالبہ

عمرانہ سجاد

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از مشہور دانشور، ماہرِ تعلیم محترم جناب سلمان پذیر احمد صاحب
پرنسپل پاکستان انگلش اسکول و کالج، الکویت

قرآن کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ اسلامی کو تاریخی طور پر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے مرتب فرما کر ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جستہ جستہ حالات ملتے ہیں۔ ان حالات کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔ لیکن ان حالات کی جو ترتیب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات میں پائی جاتی ہے: ہ اس سے پہلے نظر نہیں آتی۔ آج سے تقریباً پانچ ہزار برس پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُر (UR) کے مقام پر ایک نبی کی حیثیت سے اُٹھنا، والدین کا مخالف ہونا، بستی والوں کا دُشمن ہو جانا، اُر (عراق) کے بادشاہ نمرود (NIMROD) کا برہم ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا، پھر آنجناب علیہ السلام کی ہجرت، جنگلوں بیابانوں میں گھوم پھر کر اللہ کے بندوں کو تلاش کرنا اور اُنھیں اللہ کا پیغام پہنچنا۔ پھر مصر پہنچنا۔ مصر سے تحریکِ اسلامی کے لیے ایک بہترین خاتون کا ملنا پھر اولاد کی دُعا، اللہ تعالیٰ کا اولاد سے نوازنا، تحریکِ اسلامی کے مرکزی مقام کا چنا جانا، وہیں کعبے کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا وغیرہ۔

تاریخی طور پر یہ سب ثابت ہے۔ مرکزی نقطۂ عروج یعنی کعبہ کی تعمیر تک پہنچتے پہنچتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن مرحلوں سے گزارا گیا اگر ان مرحلوں میں عورت کے کردار کو الگ کر دیا جائے یا یوں کہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مرحلوں میں

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عورت کی ذات سے قوت نہ پہنچائی جاتی تو آنجناب علیہ السلام کے حالات سے تحریکِ اسلامی کی جو اوّلین تاریخ ہمیں ملی ہے وہ اس طرح نہ ہوتی۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

محترم محمد یوسف کیفی (ایم-اے) صدر شعبۂ علوم اسلامیہ محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی اب تک جو کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ''تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' ''سیرت رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''عبرت ناک قرآنی قصے تجلیاتِ سیّدنا صدیق اکبرؓ'' قابلِ ذکر ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''تذکرہ قرآنی خواتین'' بہت کاوشوں کے بعد اب شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی ان کتب کے علاوہ تقریباً پندرہ کتب تکمیل کے آخری مراحل میں پہنچ چکی ہیں۔ آپ کی یہ خدمات یقیناً مبارک باد کی مستحق ہیں۔

میرے لیے یہ امر باعث خیر و برکت ہے کہ مجھے ان کی چاروں مذکورہ کتب پر تقاریظ لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے جب بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں ان کی کتاب پر تقریظ لکھوں تو مجھ سے انکار نہ ہو سکا یہ ان کا حسنِ ظن ہے۔ اور میں برکت کے حصول کے لیے چند الفاظ رقم کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے کالج کے سینیئر اُستاد ہیں اور عرصہ پینتیس سال سے طلبا و طالبات کی روحانی تربیت اور اسلامی تعلیمات سے ان کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔ قدرت نے ان کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے سادگی اور وقار کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت علمی اور علم سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ میں تو اتنا کہہ سکتا ہوں کہ محترم محمد یوسف کیفی صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت اور ترقی نصیب کرے آمین۔

آپ کے عرب ٹائمز (کویت) میں چھپنے والے گزشتہ اور کویت ٹائمز (کویت) کے حالیہ مضامین اسلامی عقائد و اعمال کا سادہ و سلیس مگر دلنشین بیان اور کتاب و سنت سے خصوصی استفادہ کے سبب وہ بہت قابلِ قدر ہیں اور ان میں عبرت و بصیرت کا بڑا

Marfat.com

سامان ہوتا ہے۔ بندہ ان کے ہر مضمون کا بالاستیعاب مطالعہ کرتا ہے۔ ''قرآنی خواتین'' اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک نہایت تحقیقی کاوش اور اچھوتا اسلوب ہے۔ اگرچہ اس موضوع سے ملتی جلتی کچھ کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں اس کتاب کا معیار عام کتب سے بہت ہٹ کر نظر آتا ہے۔ قرآن حکیم نے اگر کسی خاتون کی طرف اشارہ کیا ہے تو فاضل مصنف نے قرآن و حدیث، بائبل اور تاریخ سے حوالے دے کر تفصیلی حالات تحریر کیے ہیں کہ قاری کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں کرتا اور نہ ڈھیروں کتابیں کھنگالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کتاب کو قارئین تک پہنچانا بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ اپنے رنگ کی محققانہ بلکہ مختلف حیثیتوں سے لاجواب تالیف ہے جس میں فاضل مؤلف نے بڑے علمی اور تاریخی انداز میں ''قرآنی خواتین'' کو مرتب کر کے قارئین کی علمی تشنگی کو پورا کر دیا ہے۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خُدائے بخشندہ

اللہ ربُّ العزت سے دُعا گو ہوں کہ ربِ ذوالجلال ان کی مساعی مخلصانہ کو قبول فرما کر سعادتِ دارین نصیب فرمائے اور آخرت میں کامیابی و کامرانی و سرفرازی سے نوازے۔ آمین ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد والہٖ وسلم

نیک تمناؤں کے ساتھ

سلمان پذیر احمد

(پرنسپل پاکستان انگلش اسکول و کالج کویت)

Marfat.com

55630

Marfat.com

تذکرہ قرآنی خواتین

اُمہاتُ الانبیاء علیہم السلام

☆ حضرت حوّا علیہا السلام (بنی نوعِ انسان کی ماں)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (یوکید)

☆ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ محترمہ (حضرت سارہ رضی اللہ عنہا)

☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ (حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (حضرت مریم رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کا کردار

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ (حضرت حوا علیہا السلام) مامتا کی جیتی جاگتی مثال تھیں۔

☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی جود وکرم میں اپنی مثال آپ تھیں۔

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی نہایت وفادار اور راضی برضا رہنے والی تھیں۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نہایت صبر کرنے والی' مخلص اور اپنے شوہر کی فرماں بردار تھیں۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی' ایک پاکیزہ' حیادار اور دیانتدار خاتون تھیں۔

☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی' اللہ عزوجل کی اطاعت اور اخلاص میں بلند ترین مقام پر فائز تھیں۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں بیویاں' مومن' متقی' پرہیزگار اور فرماں بردار تھیں۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی جو نہایت ضدی' دعوت توحید کا مذاق اڑانے والی اور مومنوں کو اذیت پہنچانے والی تھی۔

☆ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو شوہر کے راز کھولنے والی' بداخلاق اور بری خصلتوں کی حامل تھی۔

Marfat.com

حضرت حوا علیہا السلام

(زوجہ حضرت آدم علیہ السلام)

۱-قرآن وسنت کی رو سے سب سے پہلے نبی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ۔
۲-اس کرۂ ارضی پر زندگی پانے والی سب سے پہلی خاتون۔
۳-مرد وعورت سمیت سارے انسانوں کی ماں
۴-ان کا نام حوا اس لئے تھا کیونکہ ان کو ایک جاندار سے پیدا کیا گیا تھا۔ پھر اس لئے کہ وہ سارے انسانوں کی ماں تھیں۔
۵-وہ سب ماؤں کی ماں اور مامتا میں ان کیلئے ایک اعلیٰ مثال اور نمونہ تھیں۔
۶-اپنے شوہر آدم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ مشرفہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔
۷- ایک مرتبہ کے حمل میں ان کے یہاں دو جڑواں بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) پیدا ہوتے تھے اور ان کی شادی پھر دوسرے حمل سے پیدا ہونیوالے جڑواں بچوں سے ہوتی تھی اور یوں زندگی آگے بڑھتی رہی۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ: (ترجمہ) ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں''۔ (النساء۔۱)

Marfat.com

حضرت حوّا علیہا السلام

☆"EVE" THE MOTHER OF MANKIND☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خلافت کے منصب پر سرفراز کرنے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی شکل وصورت بنائی، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے آگے سجدہ کرو، خدا کا حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدے میں گر پڑے، لیکن ابلیس نے جس کو اپنی کبریائی پر بڑا ناز تھا تکبّر کا اظہار کیا اور اکڑ کر کہا کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں پھر حقیر سی مٹی سے پیدا کئے گئے آدم کو سجدہ کیوں کروں؟ چنانچہ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور خدا کی نافرمانی کر بیٹھا، یہی نہیں بلکہ اس نے کہا کہ اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تیرے بندوں کو اسی طرح بہکاؤں گا اور گھات میں بیٹھ کر تیرے سیدھے سادھے راستے سے ہٹاتا رہوں گا۔ اللہ نے شیطان (ابلیس) کو مہلت دے دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تو میرے نیک بندوں کو گمراہ نہ کر سکے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا، آدم علیہ السلام چونکہ جنت میں اکیلے تھے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی تنہائی دور کرنے اور ان کی تسکینِ قلب کے لئے ان کا جوڑا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا۔

دونوں کے لئے جنت میں تمام ضروریات مکمل کر دیں اور کہہ دیا کہ جو کچھ اور جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا.....شیطان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی اور وہ انتقام کی گھات میں لگا ہوا تھا چنانچہ اس نے دونوں کو ورغلانا اور پھسلانا شروع کر دیا اور طرح طرح کے لالچ دلاتا اور کہتا کہ تمہارے ربّ نے تم

Marfat.com

دونوں کو اس درخت کے قریب ہونے سے محض اس وجہ سے روکا ہے کہ اس کا پھل کھاتے ہی تمہیں ابدی زندگی مل جائے گی اور جنت میں تمہارا قیام مستقل ہو جائے گا۔ اور شیطان لعین نے اپنے دعویٰ میں ربّ کی قسم بھی کھائی۔ چنانچہ آدم وحوا بھی اس کی باتوں آگئے اور اُنھوں نے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھالیا، پھل کا مزہ چکھتے ہی دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھُل گئے اور وہ اپنے ستر کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو متنبہ کیا کہ میں نے تم دونوں کو اس درخت کا پھل کھانے سے نہیں روکا تھا اور یہ نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کُھلا دشمن ہے؟ اس وقت وہ چوکنا ہوئے اور اُنھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا فوراً ہی گڑگڑا کر معافی مانگی اور یہ دُعا کی:

''اے ہمارے ربّ ہم نے اپنے اُوپر ستم کیا، اب اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔''

(سورۃ الاعراف: آیت ۲۳)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور جس مقصد کے لئے ان کی تخلیق کی تھی اسے پورا کرنے کے لئے انھیں اور شیطان (تینوں) کو دنیا میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے دُشمن رہو گے۔ تمھیں ایک مقررہ مدت تک دنیا میں بھیجا جا رہا ہے۔ دنیا میں جو لوگ میری ہدایت کے مطابق عمل کریں گے وہ انعام سے نوازے جائیں گے اور جو کفر کریں گے اور اللہ کے رسول کو جھٹلائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قرآنی آیات اور تذکرۂ حضرت حوا رضی اللہ عنہا

☆ (ترجمہ آیات سورۃ البقرۃ آیات 35 تا 38)

☆ ''اور ہم نے فرمایا اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں اور دونوں کھاؤ اس سے جتنا چاہو جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے اپنا حق تلف کرنے والوں سے''۔ (البقرۃ:35)

☆ ''پھر پھسلا دیا اُنھیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو

Marfat.com

وہاں سے جہاں وہ تھے اور ہم نے فرمایا اُتر جاؤ تم ایک دوسرے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اُٹھانا ہے وقتِ مقرر تک"۔

(البقرۃ:36)

☆ "پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے ربّ سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا"۔ (البقرۃ۔37)

☆ "ہم نے حکم دیا اُتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے (پیغام) ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی اُنھیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔ (البقرۃ:38)

☆ "(ترجمہ سورۃ الاعراف آیات ۱۹ تا ۲۵)

☆ "اور اے آدم! رہو تم اور تمھاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس (خاص) درخت کے ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے اپنا نقصان کرنے والوں سے"۔ (۱۹: الاعراف)

☆ پھر وسوسہ ڈالا ان کے (دلوں میں) شیطان نے تا کہ بے پردہ کر دے ان کے لیے جو ڈھانپا گیا تھا ان کی شرم گاہوں سے اور (اُنھیں) کہا کہ نہیں منع کیا تمھیں تمہارے ربّ نے اس درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے"۔ (الاعراف: ۲۰)

☆ "اور قسم اُٹھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"۔ (۲۱)

☆ "پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکہ سے پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور چپکانے لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے اور ندا دی اُنھیں اُن کے ربّ نے کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمھیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمھیں کہ بلا شبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔" (الاعراف:۲۲)

☆ "دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر

Marfat.com

نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لیے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اُٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔'' (۲۳)

☆ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیچے اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت تک۔'' (الاعراف: ۲۴)

☆ ''(نیز) فرمایا اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے تم اُٹھائے جاؤ گے''۔ (الاعراف۔ ۲۵)

☆ ترجمہ سورۃ طٰہٰ: (آیات ۱۱۷ تا ۱۲۳)

☆ ''اور ہم نے فرما دیا اے آدم! بے شک یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمھیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔'' (طٰہٰ: ۱۱۷)

☆ ''بے شک تمھارے لیے یہ ہے کہ تمھیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم ننگے ہو گے''۔ (۱۱۸)

☆ اور تمھیں نہ پیاس لگے گی یہاں اور نہ دُھوپ ستائے گی۔'' (طٰہٰ: ۱۱۹)

☆ ''پس شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا اُس نے کہا اے آدم! کیا میں آگاہ کروں تمھیں ہمیشگی کے درخت پر اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی زائل نہ ہو''۔ (طٰہٰ: ۱۲۰)

☆ ''سو (اس کے پھسلانے سے) دونوں نے کھا لیا اس درخت سے تو (فوراً) برہنہ ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور وہ چپکانے لگے اپنے (جسم) پر جنت (کے درختوں) کے پتے۔ اور حکم عدولی ہو گئی آدم سے اپنے ربّ کی سو وہ بامراد نہ ہوا''۔ (طٰہٰ: ۱۲۱)

☆ ''پھر (اپنے قرب کے لیے) چن لیا اُنھیں اپنے ربّ نے اور (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی ان پر اور ہدایت بخشی''۔ (طٰہٰ: ۱۲۲)

☆ ''حکم ملا دونوں اتر جاؤ یہاں سے اکٹھے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ پس

Marfat.com

اگر آئے تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو نہ وہ بھٹکے گا اور نہ بدنصیب ہوگا"۔ (طٰہٰ:۱۲۳)

حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ پہلے قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کی گئی۔ ایک دوسرے قول کے مطابق حضرت حوا علیہا السلام کو پہلے تخلیق کیا گیا۔ پھر آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام دونوں کو جنت میں رہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں جو باتیں تورات (کتاب پیدائش، ۲:۱۸-۲۳) میں بیان کی گئی ہیں۔ یہی باتیں بخاری اور مسلم کی روایتوں میں مذکور ہیں، یعنی یہ کہ حضرت آدمؑ کی ایک پسلی نکال کر اس سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا گیا اور نکالی گئی پسلی کی جگہ گوشت بھر دیا۔ قرآنِ حکیم میں یوں ارشاد ہے: "لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (SINGLE CELL) سے پیدا کیا پھر اس (جان) سے اس کا زوج پیدا کیا۔" (سورۃ النساء:۱)۔

☆ (تفصیل ہماری کتاب "قرآن اور سائنس میں ملاحظہ فرمائیں)۔

قرآن حکیم میں آدم علیہ السلام اور حوا رضی اللہ عنہا کا قصہ پڑھنے سے ہمیں کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو اس لئے پیدا فرمایا تھا تا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تنہائی دور ہو اور ان کا دل بہلے (سکون حاصل کرے)، سورۃ اعراف میں ہے:

"وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔" (آیت:۱۸۹)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی تخلیق اس مقصد سے کی ہے کہ وہ بیوی بن کر شوہر کے لئے سکون کا باعث بنے۔ قرآن حکیم نے ایک دوسری جگہ اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے:

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمھاری جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔"

(سورۃ الروم- آیت:۲۱)

Marfat.com

۲- قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم وحوا دونوں کو بہکایا، عام طور پر یہ مشہور ہو گیا تھا اور بائبل (BIBLE) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے پہلے حوا کو بہکایا اور پھر حوا رضی اللہ عنہا نے آدم علیہ السلام کو بہکایا (شجرِ ممنوعہ کے پاس جانے کے لئے آمادہ کیا) لیکن قرآن حکیم اس بات کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہکنے میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اس میں صرف حوا کا قصور نہیں۔ (''فازلھما الشیطٰن '' پھر شیطان نے ان دونوں کو پھسلا دیا۔ (بقرۃ آیت ۳۶) اس سے واضح بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس لئے قرآن حکیم کا فرمان ہی حرفِ آخر ہے۔

۳- انسان سے غلطیاں سرزد ہوتی ہی رہتی ہیں اس وقت اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرے اور گڑگڑا کر معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے تو وہ اس پر ڈھٹائی کا رویہ اختیار نہ کرے بلکہ اس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو اور اپنی غلطی پر نادم و پشیمان ہو کر اسی کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا دے تو اُس وقت خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اسے دوگنا اجر دیتا ہے۔

۴- شیطان انسان کا شروع سے ہی دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھنا چاہئے۔ اور کبھی اس کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہئے۔ مگر خواہشاتِ نفس کے لئے جو ترغیبات وہ پیش کرتا ہے، ان سے دھوکہ کھا کر آدمی اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ اور وقتی طور پر اپنے دشمن سے شکست کھا جاتا ہے اور اُس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس لئے شیطان کے بارے میں کہا گیا ہے۔

مرے فتنے اگر شوخی پہ آئیں
نچاؤں انگلیوں پہ اس جہاں کو

نیک نیت کے سرزد ہونے والی خطاؤں اور غلطیوں کی بات مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری اُمت سے بھول چُوک اور اُس (کام) سے کہ جس پر وہ مجبور کیے گئے درگزر (معاف) کیا ہے۔

(ابنِ ماجہ۔ بیہقی۔ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تو جو کوئی مجبور ہو جائے بشرطیکہ سرکش اور حد سے نکلنے والا نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں۔'' (سورۃ البقرۃ:۱۷۳)

جب تری شانِ کریمی پہ نظر جاتی ہے
زندگی کتنے مراحل سے گزر جاتی ہے

☆ قران حکیم میں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کرنے کا اس طرح ذکر ہے:

''(اللہ) وہی ہے جس نے تم کو ایک ذات سے پیدا کیا اور اُسی ذات سے اسی کی بیوی کو بنایا تا کہ اس کی طرف سکون حاصل کرے۔''

(سورۃ الاعراف:۱۸۹)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اور اچھا سلوک کرو''۔ کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپر والے حصے میں ہوتا ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو چھوڑو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی، سو عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔''

(صحیح بخاری جلد اول ۴۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

☆ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ پھر ابلیس

Marfat.com

کو جنت سے نکال دیا گیا اور اس پر لعنت کی گئی اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا گیا، حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے اور ان کو وحشت ہوتی تھی ان کی بیوی نہیں تھی جس سے ان کو سکون ملے، ایک دن وہ سو گئے جب وہ بیدار ہوئے تو ان کے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے پیدا کیا تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا عورت، پوچھا تم کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، کہا تا کہ تم کو مجھ سے سکون ملے، فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا اے آدم علیہ السلام اس کا نام کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا حوّاء پوچھا آپ نے نام حوّاء کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ یہ ''حی'' (زندہ شخص) سے پیدا کی گئی ہے! تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس جنت میں سے جہاں سے چاہو خوب کھاؤ''۔ (جامع البیان جلد اول ص ۱۸۶)

☆ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر کہاں اتارا گیا؟

اس جگہ اور مقام کے بارے میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو اتارا گیا متعدد روایات اور اقوال ملتے ہیں۔ کچھ علماء کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا اور حوا کو جدہ میں (عربی زبان میں جدۃ بولتے ہیں' جس کے معنی دادی یا نانی کے آتے ہیں۔ شاید اسی لئے اس کا نام ''جدۃ'' پڑ گیا۔ واللہ اعلم بالصواب) اور دونوں مزدلفہ کے مقام پر قریب آئے اور عرفات کے مقام پر دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا (شاید اسی لئے اس میدان کا نام عرفات پڑ گیا کیونکہ عرفات کے معنی ہیں پہچاننے کی جگہ۔ عرف سے)

ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ

''آدم علیہ السلام کو جبل صفا پر اتارا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو جبل مروہ پر ...! اور طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جگہ کا تعین نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ان سب اقوال کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملا' علاوہ اس کے آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا تھا کہ علماء اسلام کو اس کی

Marfat.com

صحت سے انکار نہیں۔ (تاریخ طبری' جلد اول' ص ۱۸۰)

جس وقت حضرت حوا علیہا السلام جنت سے نکلیں' انہوں نے جان لیا تھا کہ اب انہوں نے سکون و سلامتی کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ دیا ہے اور زمین پر آ کر وہ اپنے شوہر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مل کر زندگی کی مشقتوں اور صعوبتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار ہو گئیں کہ یہاں ان دونوں کو اپنا پیٹ پالنے کیلئے محنت و مشقت کرنی پڑتی تھی جبکہ جنت میں دونوں نہایت فراخی اور آسودگی کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔

اور زمین پر آنے کے بعد ہی آدم علیہ السلام کو لوہا سازی سکھائی گئی اور کھیتی باڑی کرنے کا حکم ملا تو آدم علیہ السلام نے زمین پر ہل چلایا' بیج بویا اور کھیتی کو پانی دیا اور جب فصل تیار ہو گئی تو اسے کاٹا' سکھایا' چھانا پھٹکا اور جب دانہ الگ ہو گیا تو اسے پیسا اور اب اس کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی ذمہ داری شروع ہو گئی کہ انہوں نے آٹا گوندھا' پھر پکایا اور کھایا''۔ (تاریخ طبری' جلد اول' ص ۸۳' تھوڑے سے تصرف کے ساتھ)

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی محنت و مشقت کا یہ سفر جاری رہا اور حضرت حوا علیہا السلام نے اون (wool) کا تنا سیکھا' جس کے بعد آدم علیہ السلام نے اپنے لئے ایک جبہ بنا اور حضرت حوا علیہا السلام کے لئے کرتا اور دوپٹہ بنا۔ پھر دونوں نے وہ پہنا۔

(الکامل' جلد اول' ص ۳۸)

ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے پاس ایک فرشتہ بھیجا تا کہ وہ انہیں بتائے اور سکھائے کہ انہیں کیا پہننا ہے اور اپنا ستر کس طرح ڈھانپنا ہے۔

☆ حضرت حوا علیہا السلام اور تعمیر خانہ کعبہ ☆

حضرت حوا علیہا السلام' حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ شریف کی تعمیر کیلئے اٹھ کھڑی ہوئیں' جس کا اشارہ انہیں بارگاہ ایزدی سے ملا تھا۔ اس گھر کی تعمیر میں حصہ لیا جس کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کیلئے کرۂ ارض پر بننے والا پہلا گھر قرار دیا اور اس کو باعث برکت اور تمام عالم کیلئے موجب ہدایت بنایا اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا کہ

Marfat.com

وہ ہر خوفزدہ کیلئے پناہ گاہِ امن ہے اور زمین کے کسی خطہ کو یہ شرف حاصل نہیں۔ حضرت حوا علیہا السلام مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتی تھیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اس کام میں مدد کرتی تھیں اور ان دونوں (میاں بیوی) کا تعمیر کعبہ میں حصہ لینا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ میرے لئے ایک عمارت تعمیر کرو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے ان کے لئے نقشہ بنایا اور آدم علیہ السلام نے کھدائی شروع کردی اور حضرت حوا علیہا السلام وہاں سے مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتی تھیں یہاں تک کہ وہاں پانی نکل آیا۔ پھر نیچے سے آواز آئی۔ بس آدم اتنا کافی ہے اور پھر جب ان دونوں نے تعمیر کعبہ کا کام انجام دے لیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اب اس کعبہ مشرفہ کا طواف کرو اور ان سے کہا گیا کہ تم سب سے پہلے انسان ہو اور یہ سب سے پہلا گھر (بیت اللہ) ہے۔

حضرت حوا علیہا السلام اس زمین پر بسنے والے ہر مرد و عورت کی ماں ہیں۔

حضرت حوا علیہا السلام ان تمام دوسری ماؤں کی طرح ایک ماں ہیں جو حاملہ ہوتی ہیں اور بچے پیدا کرتی ہیں اور تاریخ بشریت میں وہ سب سے پہلی بیوی ہیں اور روئے زمین پر بچے پیدا کرنے والی پہلی عورت ہیں۔ الحافظ ابوالقاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام (غوطۃ دمشق) کے ''بیت لھیا'' میں رہتی تھیں۔

یاقوت الحموی کا کہنا ہے کہ ''بیت لھیا'' کا اصل نام ''بیت الالاھۃ'' ہے اور یہ غوطۃ دمشق میں واقع ایک مشہور گاؤں ہے اور ایسا لگتا ہے کہ دمشق کا وہ علاقہ جو آج کل (قصاع) کہلاتا ہے وہی جگہ ہے جہاں پر یہ گاؤں واقع تھا۔ واللہ اعلم۔ حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں ہر حمل کے نتیجے میں جڑواں بچے پیدا ہوتے تھے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس طرح انہوں نے آدم علیہ السلام کیلئے بیس مرتبہ حمل کے دوران چالیس بچے پیدا کئے۔ بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں۔ حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں ایک مرتبہ کے حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتے تھے اور دوسرے حمل میں بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا

Marfat.com

ہوتے تھے اور ان کی آپس میں اس طرح شادیاں ہوتی تھیں کہ پہلے پیدا ہونیوالے بیٹے کی شادی دوسرے حمل میں پیدا ہونے والی بیٹی کے ساتھ ہوتی تھی اور پہلے پیدا ہونیوالی بیٹی کی شادی دوسرے حمل میں پیدا ہونے والے بیٹے کے ساتھ ہوتی تھی اور اس طرح سے شادی کرنا اس وقت حلال اور جائز تھا۔ حضرت حوا علیہا السلام کے یہاں پہلے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ لڑکے کا نام قابیل تھا اور ان کی بہن کا نام لیوذا یا لوذا تھا۔

اور دوسری مرتبہ جو دو جڑواں بچے پیدا ہوئے وہ ہابیل اور ان کی بہن اقلیما تھے۔

(الاتقان' جلد۲' ص۳۴۰ بحوالہ ازواج الانبیاء ترجمہ نساء الانبیاء' ص ۴۸' الطبقات الکبریٰ' جلد اول' ص ۳۶)

(قابیل اور ہابیل کے قصے کی تفصیل ہماری کتاب ''عبرتناک قرآنی قصے'' میں ملاحظہ فرمائیں)

☆ حضرت حوا علیہا السلام کا آخری سفر ☆

ایک جمعہ کو حضرت آدم علیہ السلام انتقال فرما گئے اور حضرت حوا علیہا السلام پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا' وہ ان کے بعد صرف ایک سال زندہ رہیں اور پھر ان کا بھی انتقال ہو گیا اور انہیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

مگر یہ کہ حضرت حوا علیہا السلام کا انتقال کس جگہ ہوا' اس بارے میں یقینی معلومات نہ ہو سکی البتہ کچھ علماء کرام نے اشارہ دیا ہے کہ ان کی وفات بہرحال جزیرۂ عرب میں ہی ہوئی۔

☆ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرنامے میں ذکر کیا ہے کہ جدہ میں ایک مقام پر ایک بہت پرانا گنبد بنا ہوا تھا' کہا جاتا ہے کہ وہ حوا علیہا السلام کا گھر تھا۔

امام فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: شاید یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت حوا علیہا السلام کی قبر ہے اور یہ جگہ جدہ کے مشہور مقامات میں سے ہے۔

کوئی بعید نہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام یہاں پر ہی ہوں اور یہیں مدفون ہوں۔ واللہ اعلم

(شفاء الغرام' جلد ا' ص ۱۴۲' بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۵۷)

الفاکھی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: ''کہ حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے''

Marfat.com

اور ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ''کہا جاتا ہے کہ ام البشر حضرت حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے اور نمایاں ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرنے جاتے ہیں''۔

(وفیات الاعیان، ج ۵، ص ۳۸۹، بحوالہ ایضاً)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری ماں حوا علیہا السلام سے راضی و خوش رہیں اور انہیں اپنی جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ (آمین)

☆ بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزہ رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۲۲، اصح المطابع)

☆ لڑکیوں کی پرورش کرنا

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو آداب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے تو ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی اجر و ثواب ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک لڑکی کو پالے (پرورش کرے)؟ تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی ثواب ہے۔

(مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۲۳، اصح المطابع)

☆ ماں باپ کی خدمت کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قرأت کر رہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ یہ قرأت کرنے والا کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حارثہ بن نعمان

Marfat.com

ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو۔ یہ ہے نیکوکاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ' ج ۲' ص ۴۱۹' اصح المطابع)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (مشکوٰۃ' ج ۲' ص ۴۱۹)

☆ بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کیلئے آئی تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہ پایا۔ وہی ایک کھجور میں نے اس کو دے دی تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اکرم ﷺ مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا (آزمایا) کیا گیا اور اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔

(مشکوٰۃ' ج ۲' ص ۴۲۱)

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ "یوکید"

فرعونِ مصر ایک بہت ہی ظالم و جابر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے ظلم و جبر ہی کی وجہ سے تمام لوگ اس سے اچھی طرح واقف ہیں وہ خود خدا بن بیٹھا تھا اور اپنے آپ کو "انا ربکم الاعلیٰ" (میں تمہارا سب سے بڑا ربّ ہوں) کہتا ہے۔ بنی اسرائیل سے تو اسے خاص طور پر نفرت تھی۔ انھیں ہر روز دردناک سزائیں دیا کرتا تھا اور چوپایوں کی طرح ان سے خدمت لیتا۔

☆ ایک دن نجومیوں نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری سلطنت کو ختم کر دے گا۔ فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو قتل کر دیا جائے۔ ہر روز ہزاروں ماؤں کے بچوں کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا۔ لیکن خدا کی خدائی میں کون دخل اندازی کر سکتا ہے؟ جس بات سے فرعون ڈر رہا تھا اور جس سے بچنے کے لئے اس نے نئی نئی ترکیبیں نکالی تھیں وہ ہو کر رہی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی ماں بہت گھبرائیں۔ کہ کہیں فرعونی میرے بچے کو قتل نہ کر دیں۔ اس کے لئے وہ برابر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی رہیں اور بچے کی جان بچانے کے لئے مضطرب اور بے چین ہو گئیں۔ اللہ نے اُنھیں الہام کیا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے دودھ پلاؤ اور جب راز فاش ہو جانے کا خوف ہو تو ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل (RIVER NILE) میں بہا دینا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ اللہ ایک دن ضرور اسے اپنی والدہ سے ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ ملتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنے کلیجے پر پتھر رکھ کر اپنے ننھے منے بچے

Marfat.com

(موسیٰ) کو صندوق میں بند کیا اور ''بسم اللہ'' کہہ کر اسے دریائے نیل کے حوالے کر دیا اور خدا کے وعدے پر صبر کر کے بیٹھ گئیں۔ وہ صندوق پانی پر تیرتا ہوا فرعون کے محل تک پہنچ گیا، اس وقت بادشاہ (فرعون) دریائے نیل کے خوشنما مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اُس نے ملازموں کو کہا کہ اس صندوق کو پانی سے نکال کر لاؤ۔ صندوق کھولنے پر معلوم ہوا کہ اس میں ایک ننھا منا اور معصوم بچہ ہے۔ ملکہ (فرعون کی بیوی جس کا نام آسیہ رضی اللہ عنہا تھا) نے اس بچہ کو دیکھا تو اُسے بہت ہی اچھا لگا، اس نے فرعون سے اصرار کر کے بچے کو لے لیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔

☆ اس طرح موسیٰ (علیہ السلام) کی پرورش بادشاہِ مصر (فرعون) کے گھر ہونے لگی۔ اب بچے کو دودھ پلانے کا مسئلہ تھا۔ اس کے لئے عورتیں بلائی گئیں، مگر بچہ کسی کا دودھ نہ پیتا تھا، پورے شہر میں اس کا چرچا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے بھی اس اعلان کو سنا، وہ ملکہ کی خدمت میں گئیں اور کہا کہ میں ایک ایسی عورت کو جانتی ہوں جس کا دودھ ہر بچہ پی لیتا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ بچہ بھی اسے قبول کر لے گا۔ اس طرح وہ اپنی ماں کو فرعون کے گھر بُلا لائیں، موسیٰ نے فوراً ہی اس کا دودھ پی لیا۔ لوگ شک کی نظر سے (والدۂ موسیٰ) کو دیکھنے لگے تو موسیٰ کی والدہ نے کہا کہ میں ایک صاف ستھری عورت ہوں ہر بچہ مجھ کو قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح چند دنوں کے بعد ہی موسیٰ پھر دوبارہ اپنی ماں کے پاس لوٹ آئے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ایک محترم صاحبِ الہام خاتون تھیں)

☆ قرآن حکیم میں صرف یہیں تک موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ ملتا ہے اور اس سے زیادہ حالات نہیں ملتے۔ بعض اسرائیلی روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام ''یوکابذ'' یا ''یوکبد'' بھی مذکور ہے۔

☆ بصیرتیں اور عبرتیں

اس واقعہ سے ہمیں درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

۱- جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے یعنی فرعون نے اپنی بادشاہت چلے جانے کے ڈر

Marfat.com

سے ہزاروں بچوں کو قتل کرایا مگر جس بچے کے ہاتھوں اس کی بادشاہت چھن جانی تھی اس کی پرورش خود اس کے محل میں ہوئی۔

۲- ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں اسی طرح سبقت کرنا چاہئے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ کی ماں نے کیا، اُنھیں اللہ نے موسیٰ کو دریا میں ڈال دینے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً اس پر تیار ہو گئیں اور اس کے انجام کی مطلق پرواہ نہ کی اور بالکل نہ سوچا کہ وہ بہہ کر پتہ نہیں کہاں جائے اور اس کا کیا حشر ہو؟ توریت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام ''یوکید'' مذکور ہے۔ توریت میں یہ بھی آیا ہے کہ ''لڑکی (موسیٰ علیہ السلام کی بہن) گئی اور لڑکے کی ماں کو بلایا۔ فرعون کی بیٹی نے اُس سے کہا کہ اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے ''رماہہ'' (غالباً اُس زمانے کے سکے کا نام ہے) دوں گی۔ اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا''۔ (خروج -۲: ۸-۹)

توریت میں موسیٰ علیہ السلام کو دریا کے سپرد کرنے کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے'' وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنا اور اس نے اسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینہ تک چھپا رکھا اور جب آگے کو نہ چھپا سکی تو اُس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر'' لاسا'' اور ''رال'' لگایا اور لڑکے کو اس میں رکھا اور اس نے اسے دریا کے کنارے پر بہاؤ میں رکھ دیا۔'' (خروج -۲: ۱-۳)۔

توریت میں ہے کہ یہ خاتون (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ) لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔

قرآنی آیات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ

☆ (سورۃ طٰہٰ۔ آیات ۳۸ تا ۴۰)

☆ ''جب ہم نے وہ بات الہام کی تمھاری ماں کو جو الہام ہی کیے جانے کے قابل تھی۔'' (آیت: ۳۸)

☆ ''یہ کہ رکھ دو اس معصوم بچے کو صندوق میں پھر ڈال دو اس صندوق کو

Marfat.com

دریا میں پھینک دے گا اسے دریا ساحل پر پھر پکڑے گا وہ شخص جو میرا بھی دُشمن ہے اور اس بچے کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ!) میں نے پر تو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے (تا کہ جو دیکھے فریفتہ ہو جائے اور (اس تدبیر کا منشاء یہ تھا) کہ آپ کی پرورش کی جائے میری چشم (کرم) کے سامنے''۔ (۳۹)

☆ ''یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ کی بہن اور کہنے لگی (فرعون کے اہل خانہ سے) کیا میں بتاؤں تمھیں وہ عورت جو اس کی پرورش کر سکے۔ پس (یوں) ہم نے آپ کو لوٹا دیا آپ کی ماں کی طرف تا کہ (آپ کو دیکھ کر) اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور غمناک نہ ہو اور (تمھیں یاد ہے جب) تو نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو۔ پس ہم نے نجات دی تھی تمھیں غم واندوہ سے اور ہم نے تمھیں اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال اہلِ مدین میں پھر تم آ گئے ایک مقررہ وعدہ پر اے موسیٰ!' (طٰہٰ: ۴۰)

☆ (سورۃ القصص۔ آیات ۷ تا ۱۲)

☆ ''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمھیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔''

(القصص: ۷)

☆ ''پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تا کہ (انجامِ کار) وہ ان کا دشمن اور باعث رنج و الم بنے۔ بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے۔'' (قصص: ۸)

☆ اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع

Marfat.com

دے۔ یا ہم اُسے اپنا فرزند بنالیں اور وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔'' (قصص:۹)

☆ ''اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اُس کے دل کو تا کہ وہ بنی رہے اللہ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔'' (۱۰)

☆ ''اور اُس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے پس وہ اُسے دیکھتی رہی دور سے۔ اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔'' (۱۱)

☆ ''اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمھیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمھاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔''

(سورۃ القصص ۔ ۲)

انسان کی تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی۔ (۲) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ و پکار کرنا۔ (۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا۔ (۴) دشمن کو حقیر سمجھنا (۵) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (۶) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (۷) کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چاپلوسی میں آ جانا (۸) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا (۹) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (۱۱) لوگوں کی تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی امید رکھنا (۱۲) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کر لینا (۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اپنی اولاد سے خدمت کی امید رکھنا (۱۴) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا (۱۵) ہر شخص سے بدی

Marfat.com

کرنا اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا (۱۶) گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا (۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (۱۸) خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا (۱۹) جھوٹی قسم کھا کر' جھوٹ بول کر' دھوکہ دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (۲۰) علم دین اور دینداری کو عزت نہ سمجھنا (۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا (۲۴) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (۲۵) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (۲۶) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (۲۹) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا (۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کرنا۔

عبادت کی شان

رحمتِ کبریا عبادت ہے — راحتِ مصطفیٰؐ عبادت ہے
حسنِ نورِ خدا عبادت ہے — طلعتِ جاں فزا عبادت ہے
حاصلِ زیست معرفت حق کی — خلق کا مدعا عبادت ہے
دونوں عالم کا بھلا اس سے — دولت بے بہا عبادت ہے
یہ خدا سے تجھے ملائے گی — قبلہ حق نما عبادت ہے
روشنی معرفت کی گر چاہو — چشم دل کی دوا عبادت ہے
روح کو ملتی ہے توانائی — ہر مرض کی دوا عبادت ہے
اعظمی کر علاج عصیاں کا
معصیت کی شفا عبادت ہے

(جنتی زیور' ص ۱۱۸)

Marfat.com

حضرت سارہ علیہا السلام

۱- حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی دادی جان۔

۲- روئے زمین کی خوبصورت و حسین ترین اور غیرت مند خاتون۔

۳- بانجھ تھیں اور پھر انہوں نے وہ بشارت سنی جو فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی تھی (نیک و صالح اولاد پیدا ہونے کی!)

۴- مومن و متقی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے شاہِ مصر کے شر سے ان کی حفاظت فرمائی۔

۵- اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرماں بردار اور ان سے شدید محبت کرنے والی بیوی۔

۶- ایسی عظیم خاتون ہیں جنہیں ملائکہ کرام کے ساتھ گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہوا اور ملائکہ کرام نے ان سے گفتگو فرمائی۔

۷- حضرت حوا علیہا السلام کے بعد سے حضرت سارہ کے دور تک' حضرت سارہ سے بہتر کوئی خاتون نہیں گزری۔ (البدایۃ والنھایۃ' ج ۱' ص ۱۵۲)

۸- اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ننانوے سال جبکہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت سو سال تھی۔ (القرطبی' ۱۷/ ۴۷)

Marfat.com

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

حضرت سارہ (SARAH) رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاءِ کرام آپ ہی کی نسل سے تھے۔ آپ کا شمار ان عظیم الشان خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے انتہائی صبر و شکر کے ساتھ اللہ کے راستے میں تمام تکلیفیں برداشت کیں۔ اللہ ہی کے لیے گھر بار اور رشتے دار چھوڑے اور مسافرت کی زندگی اختیار کی اور طرح طرح کی آزمائشیں برداشت کیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو اُس وقت جن لوگوں نے آپ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ علیہ السلام پر ایمان لائے ان میں سرفہرست آپ علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ علیہ السلام کا ساتھ دیتی رہیں۔ پھر جب آپ علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کی دعوت ماننے سے انکار کر دیا اور آپ علیہ السلام ان سے بالکل مایوس ہو گئے تو اللہ کی دعوت کو دوسرے لوگوں میں عام کرنے اور اپنے دنیا میں مبعوث کئے جانے کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہجرت کی، اس وقت بھی آپ علیہ السلام کی محبوب اور وفادار بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور آپ علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدین، عزیز و اقارب، گھر بار اور مال و دولت کو چھوڑ کر، سفر کی تمام تکالیف کو نظر انداز کرتے ہوئے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے شوہر کے ساتھ نکل پڑیں، راستے میں کوئی جائے پناہ نہ تھی اور نہ کھانا پانی میسر تھا لیکن وہ اپنے شوہر کے ساتھ تپتی ہوئی ریت کے سفر اور گرمی کی شدت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے

Marfat.com

ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسی کے راستے پر گامزن رہیں اور برابر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ دیتی رہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اللہ کے پیغام کو عام کرنے کی غرض سے مصر بھی گئے، وہاں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ایک بہت بڑی آزمائش سے دو چار ہونا پڑا، آپ رضی اللہ عنہا حسین وجمیل تھیں، مصر کے بادشاہ فرعون نے آپ کی خوبصورتی کے بارے میں سنا تو پہلے اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بُلا کر دریافت کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتایا کہ وہ میری (دینی) بہن ہیں پھر اُس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آپ رضی اللہ عنہا پر دست درازی کرنا چاہی لیکن اللہ کی قدرت کہ فرعون کے ہاتھ شل ہو گئے، اس طرح تین بار ایسا ہوتا رہا، ہر بار فرعون کے ہاتھ شل ہو جاتے اور اس طرح اللہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی عصمت پر ذرا سا بھی حرف نہ آنے دیا، یہ دیکھ کر فرعون نے خود گڑگڑا کر معافی مانگی اور آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اپنی بیٹی ہاجرہ پیش کر دی اور کہا کہ یہ میری بیٹی ہاجرہ آپ کے پاس خادمہ کی حیثیت سے رہے یہ اس کے میرے پاس رہنے سے بہتر ہے۔اس موقع پر بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے ..... حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کوئی پست سلوک نہیں کیا ان کے ساتھ خادمہ کی حیثیت سے برتاؤ نہیں کیا بلکہ انھیں حضرت ابرہیم علیہ السلام کی زوجیت میں دے دیا اور اُنہیں اپنی سوتن کی حیثیت سے برداشت کیا۔اس موقع پر اگر کوئی دوسری عورت ہوتی تو اس سے ہرگز ایسے کردار کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک چاند سا بیٹا عطا کیا جس کا نام ''اسمٰعیل'' رکھا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی امتحان لینا تھا۔اس لئے انھیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے اور بیوی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بیابان میں چھوڑ آؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے اور اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔لیکن یہودیوں نے اپنی خیانت اور خباثت کی وجہ سے واقعات کو مسخ کر کے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف وہ بات منسوب کر دی جس کا ان سے تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ان (یہودیوں) کے قول

Marfat.com

کے مطابق حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کہ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُنھیں ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حسد ہونے لگا اور اس حسد کی وجہ سے اُنھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بھڑکایا اور اُنہیں گھر سے نکال دینے پر مجبور کیا، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو کچھ کھجوریں اور تھوڑا سا پانی دے کر اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ گھر سے نکال دیا اور وہ بیابان میں بھٹکتی پھریں۔

☆ قارئینِ محترم! قرآنِ حکیم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بیابان میں بسانے کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے تو اللہ نے خوش ہو کر انھیں ایک اور لڑکے کی بشارت دی۔ انھیں دنوں قوم لوط علیہ السلام کی سرکشی کی بنا پر اللہ نے اس کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ قومِ لوط علیہ السلام کے ہلاک کرنے کی خبر اور حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت لے کر فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر انسانوں کی شکل میں پہنچے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دروازے پر اجنبی لوگوں کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ ان کا استقبال کیا۔ ان کی خاطر مدارت کے لئے بچھڑا ذبح کیا اور کھانا تیار کروا کر اُن کے آگے پیش کیا مگر جب اُنہوں نے دیکھا کہ اجنبی مہمان نہیں کھا رہے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔ اُس وقت فرشتوں نے اپنے آنے کا مقصد بتلایا اور ایک دوسرے بیٹے حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی پاس کھڑی تھیں۔ وہ حیرت سے کہنے لگیں کہ اب میرے بچہ پیدا ہو گا؟ جبکہ میرے شوہر بوڑھے ہو گئے ہیں اور میں بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کی یہی مرضی ہے۔ بالآخر دوسرے سال حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادتِ با سعادت ہوئی۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ شام میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کی خبر گیری کرنے مکہ مکرمہ

Marfat.com

(جو اس وقت بے آب و گیاہ وادی تھی) چلے جایا کرتے تھے اور اپنے ماننے والوں میں بھی دورہ کرتے تھے اور ان کی خیریت دریافت کرتے۔

☆ جس وقت فرشتوں نے حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۲۰ سال تھی اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نوے (۹۰) یا ننانوے (۹۹) سال کی تھی۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور نیز یہ بھی سبب تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام موجود تھے اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ بھی تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے (حضرت یعقوب علیہ السلام) کو بھی دیکھیں گی۔ سُبحان اللہ!

☆ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا انتقال شام (SYRIA) ہی میں ''ہبرون (HIBRON) کے مقام پر ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ ''خلیل الرحمٰن'' میں اپنے شوہرِ نامدار کے قریب مدفون ہوئیں۔

☆ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے راستے میں کسی بھی چیز کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اور تقدیر پر راضی برضا رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی سیرت سے سبق حاصل کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆ توریت میں ان کا ذکر اس طرح آیا ہے: ''اور ابرہام اور سرہ جو بوڑھے اور بہت دن کے تھے اور سرہ سے عورتوں کی معمولی عادت موقوف ہوگئی تھی، تب سرہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ بعد اس کے میں ضعیف ہوگئی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہوا، کیا مجھ کو خوشی ہوگی۔ (پیدائش ۱۸: ۱۱-۱۲)

اسرائیلی روایات کے مطابق آپ بڑی حسین خاتون تھیں اور بہت بڑی عُمر تک اولاد سے محروم رہی تھیں۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)۔

Marfat.com

ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین کے مطابق سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا حارآن کی بیٹی تھیں اس لئے چچازاد بہن بھی تھیں۔

(تفصیلات کے لئے ہماری کتاب ''تاریخ انبیائے قرآن'' ملاحظہ فرمائیں)

بعض نے لکھا ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابرہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی پہلی بیوی تھیں۔ وہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں اور عجیب حالات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ واقعہ یوں ہے:

''جب حضرت ابرہیم علیہ السلام ملکِ عراق سے ہجرت کر کے شام کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ان کا گزر ایک ایسے شہر میں ہوا جہاں میلے یا جشن کی کیفیت تھی۔ لوگ بیش قیمت ملبوسات سے آراستہ ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ طرب کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ یہاں کے بادشاہ کی بیٹی نے اپنا شوہر خود منتخب کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بادشاہ کی بیٹی کو دوپہر کے وقت سوار ہو کر لوگوں کے ہجوم سے گزرنا ہے۔ ابھی تک اس کی نظر انتخاب کسی پر نہیں پڑی۔ اب اُس کے آنے کا وقت ہوا ہی چاہتا ہے۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام حیران ہو کر لوگوں کی گفتگو سن رہے تھے کہ شہزادی کی سواری آ پہنچی۔ اُس کی نظر اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پڑی۔ صحت مند جسم اور چہرہ جلالِ نبوت سے منور۔ فوراً اعلان کر دیا کہ میری شادی اس اجنبی مسافر سے ہو گی۔ شاہی کارندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے محل میں لے گئے۔ بادشاہ اپنی بیٹی کا انتخاب دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا ہونے والا داماد کوئی صاحبِ ثروت اور امیر کبیر ہو گا۔ اب جو سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک نادار آدمی کو دیکھا تو بہت افسوس ہوا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بارہا سمجھایا کہ تیرا اس درویش مسافر سے جوڑ نہیں ہے۔ اپنا ارادہ ترک کر دے لیکن حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اپنی بات پر جمی رہیں۔ چنانچہ مجبوراً بادشاہ نے اپنی لختِ جگر کی شادی حضرت ابراہیم سے کر دی۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لوگوں نے کہا ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا، ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ دینِ ابرہیمی

Marfat.com

قبول کرنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی کی تو ابراہیم علیہ السلام نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ لیکن توریت میں ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا سرزمین کلدانیین سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حران آئیں اور یہاں پر ابراہیم علیہ السلام سے ان کا عقد ہوا۔ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (علامہ) نے لکھا ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا ہاران ابنِ ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے اور جس ہاران کے لوط علیہ السلام لڑکے ہیں وہ تارح ابنِ ناحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح کا دوسو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا

قرآنی آیات اور تذکرۂ حضرت سارہ علیہا السلام

☆ (سورۃ ھود- آیات ۷۵ - ۶۹)

☆ ''اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر اُنھوں نے کہا (اے خلیل!) آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کے لیے) ایک بچھڑا اُبھنا ہوا۔'' (۶۹)

☆ ''پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف تو اجنبی خیال کیا انھیں اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں ہمیں تو بھیجا گیا ہے قومِ لوط کی طرف۔'' (ھود-۷۰)

☆ ''اور آپ کی اہلیہ (سارہ پاس) کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں تو ہم نے خوشخبری دی سارہ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔'' (ھود:۷۱)

☆ ''سارہ نے کہا وائے حیرانی! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے میاں ہیں یہ بھی بوڑھے ہیں بلاشبہ یہ تو عجیب وغریب بات ہے۔''

(سورۃ ھود-۷۲)

☆ (سورۃ الذاریات۔ آیات ۳۰-۲۴)۔

☆ ''(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی۔'' (۲۴)

☆ ''جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُنہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر

Marfat.com

بھی سلام ہو (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔" (۲۵)

☆ پس چپکے سے اہلِ خانہ کی طرف گئے اور ایک (بُھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔" (۲۶)

☆ "لاکر ان کے قریب رکھ دیا فرمایا کھاتے کیوں نہیں۔" (۲۷)

☆ "پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریے نہیں اور اُنہوں نے بشارت دی آپ کو ایک صاحبِ علم بیٹے کی۔" (سورۃ ھود-۲۸)

☆ "پس آئی آپ کی بیوی چیں بجبیں ہو کر اور (فرطِ حیرت سے) طمانچہ دے مارا اپنے چہرہ پر اور بولی (میں) بوڑھی (میں) بانجھ (کیا میرے ہاں بچہ ہو گا!) اُنہوں نے کہا ایسا ہی تیرے ربّ نے فرمایا ہے۔ بے شک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔" (سورۃ ھود-۳۰)

☆ حضرت سارہ علیہا السلام کی خوبیاں ☆

اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو دولتِ حسن و جمال سے بھرپور نوازا تھا کہ وہ اپنے دور میں روئے زمین پر بسنے والی حسین ترین خاتون تھیں اور اس کے متعلق ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے انس بن مالک سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اعطی یوسف و امه شطر الحسن" (تاریخ مدینۃ)

ترجمہ: "یوسف اور ان کی ماں کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا"۔

(تاریخِ مدینہ دمشق) (ص ۱۲۱) تراجم النساء، فتح الباری، ج ۶، ص ۳۹۲، بحوالہ ازواج الانبیاء)

"یوسف علیہ السلام کی ماں سے مراد حضرت سارہ ہیں"۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہی ربیعۃ الجرشی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

"حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو عطا کیا گیا اور دوسرا حصہ بقیہ سارے عالم کے لوگوں میں بانٹ دیا گیا۔

(تاریخِ مدینہ دمشق، ص ۱۲۱)، فتح الباری، ج ۶، ص ۲۹۶، بحوالہ ایضاً)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حُسن کو دس حصوں میں تقسیم فرمایا۔ جس

Marfat.com

کے تین حصے حضرت حوا علیہا السلام کو عطا کئے اور تین حصے حضرت سارہ کو اور تین حصے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور ایک حصہ ساری دنیا کے لوگوں کو عطا کیا گیا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق)' ص ۱۲۱' فتح الباری' جلد ۶' ص ۲۹۲' بحوالہ ایضاً)

حضرت سارہ روئے زمین پر بسنے والی حسین ترین اور غیرت مند خاتون تھیں۔

☆ حضرت سارہ علیہا السلام کی کرامت اور ان کی خوبیاں ☆

حضرت سارہ علیہا السلام نیک' مومن اور سچی خاتون تھیں۔ ان کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ اللہ رب العزت کے یہاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت مخصوص فرمائی اور وہاں پر ان کے اور ان کے شوہر ابراہیم علیہ السلام کے ذمہ مسلمانوں کے بچوں کی کفالت اور دیکھ بھال کرنے کا کام سپرد کیا۔ اس بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ترجمہ) ''مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑی میں ہوں گے ان کی کفالت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کر رہے ہوں گے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ انہیں ان کے ماں باپ کے پاس بھیج دیں گے''۔

اور حضرت سارہ علیہا السلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ انہوں نے ایثار کیا اور اپنی باندی کو اپنی ذات پر فوقیت دے کر (دے کر) انہیں اپنے شوہر کے حوالے کر دیا اور بولیں: یہ مجھے اچھی لگتی ہے آج سے یہ آپ کی ہے۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو اولاد عطا فرما دیں۔

کیونکہ حضرت سارہ علیہا السلام اولاد پیدا کرنے سے قاصر تھیں اور مایوس ہو چکی تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''رب هب لی من الصالحین'' (الصافات' ۱۰۰)

(ترجمہ) ''اے میرے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے (ہو)''۔

مگر ان کی دعا کی قبولیت موخر کر دی گئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور حضرت سارہ بانجھ ہو گئیں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ سے نکاح کر لیا

Marfat.com

اوران کے یہاں اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

جب ابراہیم علیہ السلام کے یہاں اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت سارہ علیہا السلام کا اولاد سے محرومی کا احساس اور رنج وغم اور بڑھ گئے مگر انہوں نے صبر کیا اور اسے مشیت خداوندی جان کر مطمئن ہو گئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا اور اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی جو ایک نیک صالح فرزند ثابت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بشریت کی ہدایت کیلئے منتخب فرما کر انہیں منصب نبوت پر فائز کیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت سارہ علیہا السلام کو یہ بشارت بھی دی گئی کہ اسحاق علیہ السلام خود بھی نبی ہوں گے اور ان کے یہاں بھی ایک نبی پیدا ہوگا۔ یہ خوشخبری تھی اس بات کی کہ وہ اپنے پوتے کو بھی دیکھ سکیں گی اور یہی ہوا بھی انہوں نے بہت اچھی زندگی گزاری اور اسحاق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام سے بھی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں!!

☆عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں☆

☆۱- ایک عورت تو وہ ہے جو پاکدامن' مسلمان' نرم طبیعت' محبت کرنے والی' زیادہ بچے دینے والی ہو اور زمانہ کے فیشن کیخلاف اپنے گھر والوں کی مدد کرتی ہو (سادہ رہتی ہو) اور گھر والوں کو چھوڑ کر زمانہ کے فیشن پر نہ چلتی ہو لیکن تمہیں ایسی عورتیں بہت کم ملیں گی۔

☆۲- دوسری وہ عورت ہے جو خاوند سے بہت مطالبہ کرتی ہو اور بچے جننے کے علاوہ اس کا اور کوئی کام نہیں۔

☆۳- تیسری وہ عورت ہے جو خاوند کے گلے کا طوق ہو اور جوں کی طرح چمٹی ہوئی ہو (یعنی بداخلاق بھی ہو اور اس کا مہر بھی زیادہ ہو جس کی وجہ سے اس کا خاوند اسے چھوڑ نہ سکتا ہو)۔

ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کی گردن سے اتار لیتے ہیں۔

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہن' ج۳' ص۵۶۲)

Marfat.com

حضرت ہاجرہ علیہا السلام

(زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام)

۱- حضرت ہاجرہ علیہا السلام عزت مآب خاتون اور اُمّ العرب تھیں۔

۲- ایک حلیم الطبع نبی کی والدہ اور ایک ایسے عظیم الشان نبی کی اہلیہ جو اپنی ذات میں پوری ایک امت تھے۔

۳- ایک ایسی خاتون جو خلیل الرحمٰن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے بڑی بابرکت ثابت ہوئیں اسی دن سے' جس دن سے شاہ مصر نے انہیں ان کی اہلیہ سارہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

۴- حضرت ہاجرہ علیہا السلام حرم میں عبادت کرتیں اور فرائض ادا کرتیں' ان کے دم سے مکہ کی وادی میں بے پناہ رونق تھی۔ وہ (جرہم) کے بچوں کو جمع کر کے انہیں صحف ابراہیمیہ پڑھاتیں' حفظ کراتیں اور شاید انہیں لکھنا بھی سکھاتیں کیونکہ وارد ہوا ہے کہ مکہ میں قلم سے کتابت سب سے پہلے انہوں نے ہی کی' کافی عرصہ تک حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے یہی معمولات رہے اور لوگوں کی زندگی میں نمایاں اور اچھی تبدیلی رونما ہوئی۔

۵- حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے نوے سال کی عمر پائی۔

Marfat.com

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

(حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

ذی الحجہ کا مہینہ ہر سال بے شمار خوشیوں، یادوں اور تقریبات کے ساتھ آتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں ایک طرف لوگ دور دراز ملکوں سے سفر کر کے اور صعوبتیں برداشت کر کے حج کے لئے اللہ کے دربار میں جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کا طواف، رمی جمار، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، حجرِ اسود کا بوسہ، قربانی اور دوسرے مناسکِ حج ادا کرتے ہیں۔ دوسری طرف پوری دنیا کے مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ ان سب چیزوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ان کے پیچھے ایک ایسی شخصیت کا کردار نظر آتا ہے جسے ہم ''حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت دنیا کی تمام عورتوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہے جن کے صبر و رضا اور اطاعتِ الٰہی کی ادا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ اس نے قیامت تک کے لئے اسے زندہ جاوید کر دیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس وقت سے ہمارے سامنے آتا ہے جب وہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے نکاح میں آئیں، اس سے پہلے کے حالات کے بارے میں کچھ زیادہ اور مستند معلومات نہیں ملتیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا (آپ علیہ السلام کی بیوی) اور حضرت لوط علیہ السلام (آپ علیہ السلام کے بھتیجے) کے ساتھ دعوتِ حق کے سفر میں مصر گئے تو فرعونِ مصر نے (مصر کے بادشاہ نے) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور دست درازی کرنا چاہی مگر اللہ نے انہیں محفوظ رکھا اور فرعون کے ہاتھ شل ہو گئے، فرعون بہت متاثر ہوا اور اس نے

Marfat.com

آپ علیہ السلام کی خدمت کے لئے ایک لونڈی ہاجرہ دے دی۔لیکن دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ فرعون (مصر کا بادشاہ) کی بیٹی تھیں۔فرعون نے ابرہیم علیہ السلام کے حالات سنے اور آنحضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کرامات دیکھیں تو کہا کہ میری بیٹی ان کے پاس خادمہ کی حیثیت سے رہے گی۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ میرے پاس رہے۔

قارئینِ باتمکین! یہودیوں نے بنی اسماعیل سے اپنی دشمنی کی وجہ سے تاریخ میں تحریف کر کے ان کی ماں ہاجرہ کو لونڈی لکھ دیا۔ یہود ونصاریٰ عربوں کو لونڈی کی اولاد کہتے ہیں اور حقیر سمجھتے ہیں۔العیاذ باللہ

بہر حال حقیقت جو بھی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا، کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کو ایک چاند سا بیٹا دیا جس کا نام ''اسمٰعیل'' رکھا گیا۔ اسرائیلی روایت کے مطابق جب ''اسمٰعیل'' پیدا ہوئے تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا، ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ حسد کرنے لگیں اور انھوں نے ابراہیم علیہ السلام سے شکایت کر کے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ننھے اسمٰعیل کو گھر سے نکال دیا اور حضرت ہاجرہ جنگل میں بھٹکتی پھریں۔لیکن یہ سب یہودیوں کی تحریف ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام انھیں خود لے کر گئے تھے اور مکہ میں جو اس وقت بے آب وگیاہ وادی تھی آباد کیا تھا وہ دعا یہ ہے:

''پروردگار میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے پروردگار یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انھیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔'' (ابراہیم-۳۷)

صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو وہاں (مکہ میں) چھوڑ کر آنے لگے تو اُنھوں نے کہا کہ مجھے آپ کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پھر کہا کیا اللہ نے آپ علیہ السلام کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے کہا ہاں! تو اُنھوں نے کہا

Marfat.com

یقیناً اللہ میری حفاظت کرے گا اور انھوں نے کوئی پرواہ نہ کی، جب انھیں بھوک لگتی تو کھا لیتیں اور پانی پی لیتیں اور ننھے اسمٰعیل کو دودھ پلا دیتیں لیکن کب تک؟ جلدی کھانا پانی سب کچھ ختم ہو گیا۔ ایک عورت کا اور وہ بھی ننھے منے بچے کے ساتھ بے آب و گیاہ جنگل میں رہنا بہت ہی دشوار تھا جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کوئی چرند پرند، لیکن اس جفا کش عورت نے ہمت نہ ہاری۔ جب ننھے اسمٰعیل کے ہونٹ پیاس سے خشک ہو گئے تو حضرت ہاجرہ بے چین ہو گئیں اور پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر دوڑنے لگیں قریب ہی صفا و مروہ نام کی دو مشہور پہاڑیاں تھیں۔ پانی کی تلاش میں کبھی صفا پر چڑھتیں، کبھی مروہ پر۔ لیکن پانی کا کہیں نام ونشان نہ تھا، آخر کار اللہ تعالیٰ کو اپنی وفادار بندی پر رحم آیا تو اُس نے اسمٰعیل کی ایڑیوں سے ایک چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت ہاجرہ نے جلدی جلدی اس پانی کے گرد منڈیر بنانا شروع کر دی اور زبان سے ''زم زم'' پکارنے لگیں۔ (یعنی ٹھہر جا ٹھہر جا) تا کہ پانی کہیں ختم نہ ہو جائے۔ اس پانی سے ان دونوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ یہ چشمہ بطورِ یادگارِ ہاجرہ و اسمٰعیل آج بھی ''زم زم'' کے نام سے موجود ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اس سے سیراب ہوتے ہیں اور اپنے اپنے علاقوں میں اس کا پانی بطور تبرک لے کر جاتے ہیں۔ یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا کبھی خشک نہیں ہوگا۔ باذن اللہ!

کچھ دنوں کے بعد ادھر سے ''بنی جرہم'' نامی قبیلے کا ایک قافلہ گزرا۔ پانی دیکھ کر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے وہاں ٹھہر گیا اور اس طرح اس وادی میں کچھ آبادی ہونے لگی۔ حضرت ابراہیم، اسمٰعیل اور ہاجرہ کو وقتاً فوقتاً دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اب اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہو گئے تھے اور دوڑنے بھاگنے لگے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو بیٹے سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمھیں اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہوں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوری سعادت مندی سے کہا ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے کر گزریے آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب یہ باپ بیٹے مثالی قربانی پیش کرنے چلے تو راستے میں شیطان نے بار بار بہکانے کی کوشش

Marfat.com

کی مگر اسمٰعیل نے اس کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا محض امتحان تھا اور جب باپ بیٹے اس میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے سنت اور یادگار بنا دیا۔

☆ قارئین محترم! اس واقعہ سے جہاں اسماعیل علیہ السلام کی سعادت مندی معلوم ہوتی ہے وہیں ماں کی عمدہ تربیت بھی عیاں ہوتی ہے مکہ کی وادی میں اسماعیل کی پرورش کرنے والی صرف ان کی ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اُنھوں نے اپنے بیٹے کی اتنی اچھی تربیت کی کہ وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے میں ذرا بھی نہ جھجکے اور شیطان کے بہکاوے میں نہیں آئے۔ سُبحان اللہ!

حج میں حاجی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، جمرات پر رمی کرتے ہیں اور دوسرے اعمال انجام دیتے ہیں۔ یہ تمام اعمال دراصل حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ کی زندگی کے یہ لمحات اس قدر پسند آئے کہ اس نے انھیں قیامت تک کے لئے زندہ جاوید بنا دیا، ہر سال لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرتے ہیں اور ان اعمال کو زندہ کرتے ہیں جنھیں حضرت ہاجرہ نے جذباتی انداز میں کیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنی نسل (یعنی ہاجرہ اور اسمٰعیل) کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں آباد کرنے کا ذکر'' سورۃ ابراہیم۔ آیت ۳۷ میں موجود ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمارے لئے سیکھنے کی جو بات ہے وہ ان کا صبر اور اللہ کے حکم پر راضی برضا رہنے کی صفت ہے انھیں بے آب و گیاہ وادی میں رہنے کا حکم ملا تو وہ ہنسی خوشی تیار ہو گئیں اور حرفِ شکایت بھی زبان پر نہ لائیں دوسرے یہ کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے انھیں صبر کرنے والوں سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی تعریف کرتے ہوئے انھیں صبر کرنے والوں سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الامین** صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

☆ ''ہاجرہ'' یہ اصل میں عبرانی (HEBREW) لفظ ''ہاغار'' ہے جسکے لغوی معنی ''بیگانہ'' اور ''اجنبی'' کے ہیں۔ عربی میں معنی ہاجرہ کے ہیں۔ آپ ''حطیم کعبہ'' میں مدفون ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)۔

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا شاہِ مصر کی صاحبزادی تھیں اور یہ مصر کا شاہی خاندان بھی عرب ہی تھا جو عراق سے منتقل ہو کر مصر آ گیا تھا اور اسمٰعیل علیہ السلام کی زوجہ شریفہ مصر ہی کی تھیں جیسا کہ توریت میں ہے:

''اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور ان کی ماں نے ملکِ مصر سے ایک عورت ان کے بیاہنے کو لی''۔ (پیدائش:۳۱-۲۱)

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ہاجرہ رضی اللہ عنہا مادر اسمٰعیل علیہ السلام کا نام عبرانی زبان میں ''ہاغار'' ہے رقیوں بادشاہِ مصر کی بیٹی تھیں۔ یہ رقیوں شہر بابل کا رہنے والا تھا، جو افلاس و تنگدستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت اور دانشمندی سے اراکینِ سلطنت میں داخل ہو گیا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ سب سے پہلے جس کا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے۔ اسی کے عہدِ حکومت میں ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے قحط کی وجہ سے معہ اپنے اہلِ بیت کے چلے آئے تھے''۔ (سفرِ الیشار میں ایسا ہی ہے)

☆ صالح بیوی کا مقام ☆

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار و مطیع ہو اس کیلئے پرندے ہوا میں استغفار کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں استغفار کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں میں استغفار کرتے ہیں اور درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں۔

(بحرمحیط) (معارف القرآن جلد۲' ص۳۹۹ بحوالہ بکھرے موتی' ص۶۱)

Marfat.com

حضرت مریم رضی اللہ عنہا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ)

دنیا میں ایسی بہت سی ہستیاں گزری ہیں جن کی سیرت وکردار اور عظیم کارناموں سے تاریخ کے اوراق معمور ہیں۔ انھیں عظیم ہستیوں میں ایک نہایت ہی معروف و مشہور ہستی حضرت مریم کی بھی ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پہلی جگہ والدۂ مریم کی زبان سے کہ: ''میں نے اس (لڑکی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں (اے اللہ) دیتی ہوں۔''

دوسری جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان سے ہے کہ:

''اے مریم! تجھے یہ (کھانے پینے کی نعمتیں) کہاں سے مل جاتی ہیں؟

(آیات ۳۵ تا ۳۷)

☆ تیسری اور چوتھی جگہ فرشتوں کی زبان سے ہے کہ:

''اے مریم! بے شک اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے۔ اے مریم! اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہ اور رکوع کرتی رہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

پانچویں جگہ پھر فرشتوں کی زبان سے ہے کہ:

''اے مریم! تم کو اللہ خوشخبری دے رہا ہے، اسی طرف سے ایک کلمہ کی کہ اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ ابنِ مریم ہوگا۔'' (آیات ۱۵۸-۱۷۱)

آٹھویں مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں ہے کہ:

Marfat.com

''وہ تو اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اُس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک۔'' (سورۃ النساء: آیت ۱۷۱)

''سورۃ مریم'' میں یہ ہے کہ

''(اس) کتاب میں ذکر کیجئے مریم کا جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی۔''

اور پھر ذکر (اسی سورۃ میں) دور تک چلا گیا ہے۔ دسویں جگہ یہود کی زبان سے، جب آپ ان کے پاس اپنے بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر آئی ہیں کہ:

''اے مریم! بے شک تو نے یہ غضب کی حرکت کی۔'' (آیت-۲۷)

''سورۃ التحریم'' میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

'' اور اللہ مریم بنت عمران کا (یہی) حال بیان کرتا ہے جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا، پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور انھوں نے تصدیق کی اپنے پروردگار کے پیاموں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اطاعت کرنے والیوں میں تھیں۔'' (التحریم:۱۲)

سورۃ الانبیاء میں ہے کہ:

''اور اُس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ میں رکھی تو ہم نے اُس میں اپنی رُوح پھونکی اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو سارے جہان کے لئے نشانی بنایا۔'' (آیت:۹۱)

سورۃ المائدہ میں ہے کہ:

''اور اُس (عیسیٰ علیہ السلام) کی ماں صدیقہ ہے۔'' (آیت:۷۵)

سورۃ المومنون میں ہے کہ:

''اور ہم نے مریم اور اُس کے بیٹے کو نشانی بنایا اور اُنھیں ٹھکانا دیا اور بلند زمین جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی۔'' (آیت:۵۰)

نام اتنے ہی موقعوں پر آیا ہے باقی تذکرہ اور بھی متعدد طریقوں پر آیا ہے۔ کبھی

Marfat.com

یہود کی زبان سے ''اُختِ ہارون'' کے تحت میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے امی کے ماتحت اور کبھی عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب میں والدتک کے زیرعنوان۔

☆ یہ مریم بنت عمران بن ماثان، بنی اسرائیل کے ایک شریف ترین گھرانے میں ہیکلِ سلیمان کے خادموں کے خاندان میں پیدا ہوئیں۔ والدہ ماجدہ کا نام حَنہ (HANNA) تھا۔ اپنے والدین کے زمانہ ضعیفی کی اولاد تھیں۔ بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ زمانہ شاہ ہیروڈس (متوفی ۴۰ق-م) فرماں روائے یہودیہ کا تھا۔ حدیث میں ان کی حضرت مریم علیہا السلام کی) بڑی فضیلت آئی ہے:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا کی سب سے بہتر عورت مریم بنت عمران اور میری اُمت میں سب سے بہتر عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔'' (بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں میں سے بہت سے لوگ درجۂ کمال تک پہنچے لیکن عورتوں میں یہ مرتبہ صرف مریم بنتِ عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کو نصیب ہوا۔'' (بخاری)

اس مضمون کی متعدد احادیث حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ قرآن حکیم میں آپ کی ولادت کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی تو اسے خدا کے لئے وقف کردوں گی لیکن جب آپ کے یہاں حضرت مریم کی ولادت ہوئی تو وہ بہت گھبرائیں اس لئے کہ اس زمانے میں لڑکی کو خدا کے لئے وقف کرنے کا رواج نہیں تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے اشارے سے انھوں نے مریم ہی کو وقف کر دیا اور وہ خدا کے گھر میں عبادت و ریاضت کرنے لگیں، ان کی تربیت کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کو مقرر کیا گیا جو ان کے رشتے دار بھی تھے۔ اسی زمانے میں حضرت مریم سے معجزات و کرامات کا صدور ہونے لگا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ وہ بے موسم پھل کھا رہی ہیں۔

Marfat.com

پوچھتے یہ کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتیں کہ اللہ نے بھیجا ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اب آزمائش کا دور شروع ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی آزمائش کرنا چاہی چنانچہ ایک مرتبہ جب وہ نماز میں مشغول تھیں ایک فرشتے نے آکر بچے کی خوشخبری دی۔ اُنھوں نے حیرت سے کہا:

''اے اللہ مجھ کو تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

فرشتے نے کہا:

''اللہ کے لئے کیا مشکل ہے؟ وہ جو چاہے آن کی آن میں کر گزرتا ہے''

چنانچہ حمل ہوا اور وہ جنگل میں گئیں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

اس کے بعد وہ ان کو لئے ہوئے گھر آئیں لوگوں کو موقع مل گیا اور اُنھوں نے ان کو طنز و تشنیع اور مذاق و استہزاء کا نشانہ بنا لیا اور ان پر بہت سی تہمتیں لگائیں ہر طرف سے الزامات کی آوازیں بلند ہونے لگیں، لوگ ان سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، لوگوں کے اس رویہ کو دیکھ کر حضرت مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا کہ یہ نوزائیدہ بچہ کیا جواب دے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اُٹھے:

''کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ مجھے نبی بنائے اور کتاب نازل کرے۔''

وہ اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پاتے رہے اور جب وہ وقت آپہنچا کہ وہ اپنے اس فریضے کو انجام دیں جس کے لئے پیدا کئے گئے تھے تو وہ اس پیغام کو لے کر اُٹھے لیکن لوگوں نے آپ کے ساتھ وہی بُرا رویہ اختیار کیا جو اور نبیوں کے ساتھ کیا تھا۔

یہاں تک کہ وہاں کے بادشاہ نے آپ کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا، لیکن اللہ نے آپ کو زندہ ہی اُٹھالیا اور ان کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور انھوں نے دوسرے شخص کو جسے اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا تھا تختۂ دار پر لٹکا دیا، ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کی یہ عادت تھی دوسری طرف ان کے معتقدین کی اندھی تقلید کا یہ عالم ہوا کہ اُنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے صادر ہونے والے

Marfat.com

معجزات کو دیکھتے ہوئے انھیں خدا بنالیا۔ چنانچہ عیسائیوں میں ''عقیدۂ تثلیث'' وجود میں آیا۔ یعنی وہ تین ہستیوں کو خدائی میں شریک مانتے ہیں۔ ایک فرقے کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، روح القدس اور اللہ اور دوسرے فرقے کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور اللہ، جس خدا کی بندی نے حد درجہ اللہ کی اطاعت کی تھی اور آزمائش میں صبر کیا تھا اسی کو لوگوں نے خدا بنالیا۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوگی کہ صنفِ نازک ہوتے ہوئے بھی وہ دی ہوئی تکالیف پر راضی برضاء رہیں اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

☆ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے بڑے اچھے اسلوب میں حضرت مریم کے بارے میں لکھا ہے:

''اللہ نے ان کو شدید آزمائشوں میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا اس کے لیے اُنھوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا، حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے سوا دنیا میں کسی شریف اور نیک لڑکی کو ایسی سخت آزمائش میں نہیں ڈالا گیا کہ کنوارپنے کی حالت میں اللہ کے حکم سے اس کو معجزہ کے طور پر حاملہ کر دیا گیا ہو اور اسے بتا دیا گیا ہو کہ اس کا ربّ اس سے کیا خدمت لینا چاہتا ہے تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اس پر کوئی واویلا نہیں مچایا بلکہ ایک سچی مومنہ کی حیثیت سے وہ سبھی کچھ برداشت کرنا قبول کیا جو اللہ کی مرضی پوری کرنے کے لیے برداشت کرنا ناگزیر تھا۔ تب اللہ نے اُنھیں سیدہ النساء فی الجنتہ (احمد) کے مرتبہ عالی پر سرفراز فرمایا۔ (تفہیم القرآن ج۶ ص۱۴۶)

قارئینِ محترم! حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب ہم کسی آزمائش سے دوچار ہوں تو ہمیں صبر کا دامن تھامے رہنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے ثبات واستقامت کی دعا کرنی چاہیے، آزمائش پر واویلا مچانا یا خدا کی ناشکری کے الفاظ زبان سے نکالنا بندگی کی شان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں میں صبر واستقامت کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اُسوہ پر چلائے۔ آمین

Marfat.com

وضاحت:

مسیحی روایات میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی دوسری اولاد کا ذکر بھی آتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ لیکن قرآن حکیم کو اس دعویٰ سے نفیاً (نفی میں) اور اثباتاً کوئی بحث نہیں۔ اس لئے قرآن حکیم میں ابنِ مریم سے مراد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

قرآن حکیم اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

(آلِ عمران: ۳۷-۳۵ اور ۴۷-۴۲)

☆ ''جب عرض کی عمران کی بیوی نے اے میرے رب! میں نذر مانتی ہوں تیرے لیے جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرما لے (یہ نذرانہ) مجھ سے بے شک تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے (۳۵)۔

☆ ''پھر جب اس نے جنا اسے (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب! میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اُسنے جنا اور نہیں تھا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) مانند اس لڑکی کے اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے۔ (آلِ عمران:۳۶)

☆ ''پھر قبول فرمایا اسے اُس کے ربّ نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا اور نگران بنا دیا اس کا زکریا علیہ السلام کو جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے ارے مریم! کہاں سے تمھارے لیے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔'' (آلِ عمران:۳۷)

☆ ''اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم! بے شک اللہ نے چن لیا ہے تمھیں اور

Marfat.com

خوب پاک کر دیا ہے تمھیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہاں کی عورتوں سے اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہ اپنے ربّ کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔'' (آلِ عمران:۴۳)

☆ ''یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم وحی کرتے ہیں ان کی آپ کی طرف، اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب پھینک رہے تھے وہ (مجاور) اپنی قلمیں (یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ) کون ان میں سے سرپرستی کرے مریم کی اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔'' (آلِ عمران:۴۴)

☆ ''جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے اس کا نام مسیح عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم ہوگا معزز ہوگا دنیا اور آخرت میں اور (اللہ کے) مقربین سے ہوگا۔'' (آلِ عمران:۴۵)

☆ ''اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی اور پکی عمر میں بھی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔'' (۴۶)

☆ ''مریم بولیں اے میرے پروردگار! کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ؟ حالانکہ ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کسی انسان نے۔ فرمایا: بات یونہی ہے (جیسے تم کہتی ہو لیکن) اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے جب فیصلہ فرماتا ہے کسی کام (کے کرنے) کا تو بس اتنا ہی کہتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتا ہے۔'' (آلِ عمران:۴۷)

☆ (النساء:۱۷۱)

☆ ''اے اہلِ کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات بے شک مسیح عیسیٰ علیہ السلام پسرِ مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف پس ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آجاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لیے بے شک اللہ تو معبودِ واحد ہی ہے پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں

Marfat.com

ہے اور کافی ہے اللہ کارساز۔" (النساء:۱۷۱)

☆ (سورۃ مریم - آیات ۲۳-۱۶)

☆ "اور (اے حبیب ﷺ!) بیان کیجیے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔(۱۶)

☆ "مریم بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔"(۱۸)

☆ "جبرائیل نے کہا میں تو تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ فرزند"(۱۹)

☆ "مریم (حیرت سے) بولیں (اے بندۂ خدا) کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں۔"(مریم:۲۰)

☆ "جبرائیل نے کہا یہ درست ہے (لیکن) تیرے ربّ نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لئے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔"(مریم:۲۱)

☆ "پس وہ حاملہ ہوگئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے (شکم میں) لیے کسی دور جگہ۔"(مریم:۲۲)

☆ "پس لے آیا اُنھیں دردِ زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس (بصد حسرت و یاس) کہنے لگی کاش میں مر گئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کر دی گئی ہوتی۔"(۲۳)

☆ "پس پکارا اسے ایک فرشتہ نے اس کے نیچے (اے مریم!) غم زدہ نہ ہو جاری کر دی ہے تیرے ربّ نے تیرے نیچے ایک ندی۔"(۲۴)

☆ "اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔"

(مریم:۲۵)

☆ "(میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور (اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر)

Marfat.com

آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو تو (اشارہ سے اسے) کہو کہ میں نے نذر مانی ہوئی ہے رحمٰن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔'' (مریم:۲۶)

☆ ''اس کے بعد وہ لے آئیں بچہ کو اپنی قوم کے پاس (گود میں) اُٹھائے ہوئے۔ اُنھوں نے کہا اے مریم! تم نے بہت ہی بُرا کام کیا ہے۔'' (۲۷)

☆ ''اے ہارورن کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بد چلن تھی۔'' (مریم: ۲۸)

☆ ''اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کمسن) بچہ ہے۔'' (مریم: ۳۰)

☆ ''وہ بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔'' (مریم:۳۱)

☆ ''اور اُسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں۔ اور اُسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ ہوں۔'' (مریم:۳۱)

☆ ''اور مجھے خدمت گار بنایا ہے اپنی والدہ کا اور اُس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بد بخت۔'' (مریم:۳۲)

☆ ''یہ ہے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔'' (مریم: ۳۴)

☆ ''یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرما دیتا ہے کسی کام کا تو بس صرف اتنا حکم دیتا ہے اس کے لیے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔'' (۳۵)

☆ ''اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی سو اسی کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔'' (مریم:۳۶)

Marfat.com

☆سعادت مندی کی چار علامتیں☆

☆۱- بیوی نیک ہو۔

☆۲- اس کی روزی اس کے شہر میں ہو۔

☆۳- ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں۔

☆۴- اس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ جائے۔

(حدیث رسول مقبول ﷺ)

☆میت پر رونے والی عورت کا عذاب☆

نوحہ کرنیوالی عورت نے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرلی تو اسے قیامت کے دن گندھک کا کرتا اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائیگا۔ مسلم شریف میں بھی یہ حدیث ہے اور روایت میں ہے کہ وہ جنت دوزخ کے درمیان کھڑی کی جائیگی۔ گندھک کا کرتا ہوگا اور منہ پر آگ کھیل رہی ہوگی۔

(تفسیر ابن کثیر' جلد ۳' ص ۸۵)

Marfat.com

ازواج الانبیاء علیہم السلام

☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویاں صدیٰ
بنت سعد اور رعلۃ علیہا السلام بنت مضاض
☆ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی (واہلہ)
☆ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (وائلہ)
☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی
(حضرت ایشاع علیہا السلام)
☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی (صفورا)
☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی (بی بی رحمت)
☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی (راحیل علیہا السلام)

Marfat.com

جرہم قوم

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجاہت' نفاست طبع اور نیکی سے متاثر تھی اور انہیں اپنا داماد بنانے کی خواہشمند! یوں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (صدیٰ بنت سعد) نامی لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام بھجوایا اور اس نے فوراً اپنی بیٹی کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کر دیا۔

مگر جہاں تک خیال ہے' ایسا لگتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی یہ بیوی مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں اور نہ ہی اسماعیل علیہ السلام کے رتبہ اور مقام سے واقف تھیں۔ وہ اپنے طرز زندگی سے بیزار تھیں اور ان کا دعویٰ تھا کہ اتنی کٹھن اور مشکلات سے بھرپور زندگی ان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویاں

(صدیٰ بنت سعد اور رعلۃ علیہا السلام بنت مضاض)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کون نہیں جانتا، ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کی نسل سے تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابراہیم علیہ السلام نے انھیں ان کی ماں کے ساتھ بے آب وگیاہ وادی میں جہاں آج مکہ آباد ہے لا بسایا، آپ وہیں بڑے ہوئے اور وہیں لوگوں سے عربی بولنا سیکھا، حضرت ابراہیم وقتاً فوقتاً آپ کے حالات کا جائزہ لینے آجایا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بہت ہی مشقتوں سے پالا، لیکن وہ بھی زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالو

☆ آپ بڑے ہوئے تو قبیلہ بنی جرہم میں (جو اس وادی میں آکر آباد ہو گیا تھا) ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے وقتاً فوقتاً ملنے آیا کرتے تھے۔ ایک دن حسب معمول آپ (اسمٰعیل علیہ السلام) سے ملنے آئے۔ لیکن آپ گھر میں موجود نہ تھے۔ اُنھوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنی بہو سے اسماعیل علیہ السلام کا حال دریافت کیا، اس نے بتلایا کہ ہمارے لیے

Marfat.com

روزی کا سامان (خورونوش کا سامان) تلاش کرنے گئے ہیں اور کھانے پینے کے بارے میں آپ نے پوچھا تو اسماعیل کی بیوی نے جواب دیا کہ ہم بہت ہی تنگی اور پریشانی میں ہیں۔ ہمارے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں اور ادھر اُدھر کی بہت سی شکایتیں کیں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب اسمٰعیل آجائیں تو سلام کہنا اور میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اس دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو بیوی نے سارا حال کہہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ بزرگ آئے تھے فلاں فلاں باتیں پوچھ رہے تھے۔ میں نے سب باتیں بتلا دیں۔ تو اُنہوں نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ جب اسمٰعیل علیہ السلام آجائیں تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اس دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہنے لگے کہ وہ میرے والد تھے اُنھوں نے مجھ سے آپ کو طلاق دینے کو کہا ہے۔ میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔ تم اپنے گھر چلی جاؤ۔

☆ اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وہیں دوسری شادی کی، کچھ عرصے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے، اتفاق سے اس دن بھی ان کی ملاقات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے نہیں ہوئی گھر میں صرف ان کی بیوی تھیں۔ ان سے بھی اُسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا، اُس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھر کا حال دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ ہم بہت خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ رہتے ہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہے اور اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا اس کی حمد وثنا بیان کی۔ کھانے پینے کے بارے میں دریافت کیا تو اُس نے کہا گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس میں برکت دے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ اسمٰعیل جب آجائیں تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ وہ اس چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے بتایا کہ ایک نورانی صورت بزرگ آئے تھے اور فلاں فلاں باتوں کے

Marfat.com

متعلق پوچھ رہے تھے میں نے تمام باتیں بتلائیں اور کہا کہ وہ جاتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اس دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں، اس نے ان بزرگ کی بڑی تعریف کی، اس پر اسمٰعیل نے کہا کہ وہ میرے والد محترم تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہی ہو۔ اور تمھیں طلاق نہ دینے کا اشارہ فرما گئے ہیں۔ پھر اس بیوی کو پہلی بیوی کا قصہ سنایا اور کہا کہ تم امتحان میں پوری اُتری ہو۔

قارئینِ ذی وقار! یہ تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دو بیویوں کا متضاد کردار۔ ایک بیوی نے اللہ کی ناشکری کی اور بے صبری اور بدخلقی کا مظاہرہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُنھیں ناپسند فرمایا اور اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دیا، دوسری بیوی نے شکر و صبر اور حسنِ اخلاق کو اپنایا، اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پسند کیا اور اسے باقی رکھنے کا حکم دیا۔

☆ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہئے اور اللہ کی نعمت پر شکر کر کے اس کی حمد و ثنا بیان کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی نے کیا، ذرا سی مصیبت یا پریشانی میں گھبرا کر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا اہلِ ایمان کا کام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں آزماتا ہے اگر کوئی انسان کسی پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہو تو اسے ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ ہر حال میں اسی کو یاد کر کے ایسی روش اختیار کرنی چاہئے جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہو، تبھی اللہ خوش ہو سکتا ہے اور اپنے محبوب بندوں میں شامل کر سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں مزید دوں گا اور کفر کی روش اختیار کرو گے تو میرا عذاب بہت شدید ہے۔'' (ابراہیم-آیت:۷)

خدا تعالیٰ ہمیں صبر و شکر اور حسنِ اخلاق کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ کسی نے کیا

Marfat.com

خوب کہا ہے کہ

کوئی تو تمنائے زرومال میں خوش ہے
اور کوئی تماشائے خدوخال میں خوش ہے
پر ہم سے جو پوچھو تو نہیں کوئی بھی خوش حال
خوش حال وہی ہے جو ہر حال میں خوش ہے

(حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیویوں کا درج بالا قصہ صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں مذکور ہے)

☆ قرآن حکیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں کا تذکرہ یوں بیان ہوا ہے:

''وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔'' (سورۃ مریم-آیت:۵۵)

Marfat.com

حضرت رعلۃ علیہا السلام

(زوجہ حضرت اسماعیل علیہ السلام)

۱- اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی ہر عورت کیلئے جودوکرم میں' سخاء اور عطا میں نہایت اعلیٰ مثال تھیں۔

۲- قناعت پسند' صابرہ' شاکرہ اور اپنے شوہر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرماں بردار تھیں۔

۳- سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی تو اللہ عزوجل نے ان کی ذریت اور نسل میں برکت عطا فرمائی اور ان کے یہاں بارہ بیٹوں کی ولادت ہوئی۔

☆ رعلۃ ایک نیک اور مومن بیوی تھیں

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی (صدیٰ بنت سعد) کو طلاق دینے کے بعد کچھ عرصہ ایسے ہی گزارا۔ پھر اس کے بعد ایک متقی' پرہیزگار' اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھنے والی بیوی کی تلاش شروع کردی جو ہنسی خوشی اور صبر کے ساتھ ہر تنگی اور مشکل کو جھیل سکے۔ انہیں ایک ایسی عورت کی تلاش تھی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دنیاوی اور مادی آسائشوں سے منہ پھیر کر آخرت کی نعمتوں اور آسائشوں پر نظر رکھے اور آخر کار' انہیں گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔ انہیں یہ ساری خوبیاں ایک (رعلۃ بنت مضاض بن عمرو الجرھمۃ) نامی خاتون میں نظر آئیں۔ سو انہوں نے ان کے والد کو پیغام بھجوا دیا اور انہوں نے یہ پیغام منظور کر لیا اور اپنی بیٹی رعلۃ کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کر دیا۔

اور اس طرح (رعلۃ بنت مضاض) اسماعیل علیہ السلام کے گھر منتقل ہو گئیں اور

Marfat.com

بے اختیار اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنے لگیں کہ جس نے ان کو نوازا اور اتنا مبارک نکاح انکا مقدر کر دیا۔

رعلۃ بنت مضاض' اللہ تعالیٰ پر اور ان کے رسول ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے (صحف مطہرۃ) پر سچے دل سے ایمان لے آئی تھیں اور اپنے شوہر اسماعیل علیہ السلام کی عادات واخلاق پوری طرح اپنالی تھیں جس کی وجہ سے وہ آخرت کی طالب عورتوں کیلئے جود وسخا میں ایک اعلیٰ ترین مثال بن کر ان کیلئے مشعل راہ بن گئیں! حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ایک عرصہ کے بعد اسماعیل علیہ السلام کے گھر آئے تو اپنی بہو (رعلۃ بنت مضاض) سے مل کر بہت خوش ہوئے اور انہیں احساس ہوا کہ ان کے سامنے ایک صابرہ' شاکرہ اور اپنے شوہر کی قدر جاننے والی خاتون ہے اور اس وقت وہ بے اختیار اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا فرمائی: ''اللھم بارك لھم فی طعامھم و شرابھم'' (اے میرے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما!)

☆ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی بیویاں اور حدیث نبوی ﷺ

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی اور نکاح کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور نہیں بلکہ سنت مطہرہ میں اس کا ذکر' حدیث کی کئی کتابوں میں' کئی جگہ وارد ہوا ہے۔ خاص کر صحیح بخاری میں یہ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہاجرہ علیہا السلام کی مکہ میں رہائش اور اسماعیل علیہ السلام کی دونوں بیویوں سے متعلق حدیث ایک طویل قصہ کی شکل میں روایت کی ہے۔

(تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری' حدیث ۵۸۳' ص ۴۳۶)

حدیث میں ذکر ہے کہ (جرہم) قبیلہ نے آب زمزم کے قریب پڑاؤ ڈالا اور پھر ہاجرہ علیہا السلام سے وہاں رہنے کی اجازت طلب کی اور انہوں نے اجازت دے دی۔

(ازواج الانبیاء' ص ۱۳۷)

☆ ایک مثالی ماں ☆

سیّدنا اسماعیل کی بیوی (رعلۃ بنت مضاض) جرہم کی سب سے زیادہ دیندار اور

Marfat.com

عفت مآب خاتون تھیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی' سو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت میں برکت عطا فرمائی اور وہ اس نیک نسل کی ماں بنیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم مقصد اور منصب کیلئے منتخب فرمایا۔

مورخین کہتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے بارہ لڑکے پیدا کئے اور وہ یہ ہیں: نابت' اور یہ سب سے بڑے تھے۔ پھر قیدار' اربل' منشا' مسمع' ماشی' دوما' طیما' ادر' یطورا' نبشا اور قیدما علیہم السلام اور ان سب کی ماں رعلۃ بنت مضاض بن عمرو الجرھمۃ تھیں۔ (شفاء الغرام' اخبار مکہ' ازرقی' سیرت ابن ہشام بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۱۳۹)

رعلۃ بنت مضاض نے اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد کو مکہ کے سرداروں کے روپ میں دیکھ لیا تھا۔ وہ سب کے سب نہایت طاقتور اور رعب و دبدبہ والے لوگ تھے جن کے دل (بیت اللہ الحرام) کی محبت اور عظمت سے لبریز تھے۔ اس گھر سے جسے ان کے شوہر اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔

☆ عرب قوم اسماعیل علیہ السلام اور ان کی بیوی رعلۃ بنت مضاض ہی کی اولاد اور نسل تھی۔ ان کے بیٹے قیدار کے ذریعہ عرب قوم کو فروغ ملا اور وہ ''العرب'' کہلائے۔ (شفاء الغرام ۲/۳۳' بحوالہ ایضاً)

رعلۃ بنت مضاض زوجہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ ایک نبی کی بیوی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا تھا!! اور پھر (بیت اللہ الحرام) کے پاس ہی انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور بخشے ہوئے مقام سے بہت خوش اور مطمئن تھیں اور ان کی روح ہنسی خوشی اپنے پروردگار کی طرف پرواز کر گئی اور اعلیٰ علیین کے مقام تک پہنچی اور اسی طرح اسماعیل علیہ السلام کی اہلیہ رعلۃ نے عالم نسواں میں رہتی دنیا تک کیلئے ایسا نقش چھوڑا جسے گزرتا وقت بھی نہ مٹا سکے گا اور وہ واقعی ساری خواتین کیلئے بہترین عملی نمونہ ہیں جن کے نقش قدم پر چل کر فلاح دارین حاصل کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کو اپنی رضا اور خوشنودی عطا فرمائیں اور ان کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین (ازواج الانبیاء' ص ۱۴۲)

Marfat.com

☆عورت اللہ کی خاص نعمت☆

''اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں اور تمہارے لئے پیدا فرمائے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور تمہیں رزق عطا فرمایا پاکیزہ چیزوں سے۔تو کیا یہ لوگ پھر بھی باطل (جھوٹ) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں''۔(سورۃ النحل'۷۲)

☆عورت پرسکون زندگی کا ساتھ☆

''وہی خدا ہے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ سکون حاصل کرے اس جوڑے سے پھر جب مرد (اپنے جسم کے نیچے) ڈھانپ لیتا ہے عورت کو تو وہ ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس حمل کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہتی ہے۔ پھر جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں میاں بیوی دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ان کا پالنے والا ہے کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں تندرست لڑکا عنایت فرمائے تو ہم ضرور تیرے شکرگزار بندوں میں ہو جائیں گے''۔(سورۃ الاعراف'۱۸۹)

☆ساری انسانیت ایک مرد اور عورت کی اولاد ہے☆

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کی نظر میں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے''۔(سورۃ الحجرات'۱۳)

☆عورت سے نفرت کا احمقانہ عقیدہ☆

''اور وہ تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں (جنہیں وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے) وہ اولاد سے پاک ہے اور ان کیلئے وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی تو (غم اور نفرت سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (غم و غصے سے) بھر جاتا ہے' چھپتا پھرتا ہے

Marfat.com

(شرم اور احساس کمتری سے) لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے۔ اب یہ سوچتا ہے کہ کیا وہ اس بچی کو ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔ افسوس کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں''۔ (سورۃ النحل' ۵۷'۵۹)

☆عورت کا خاندانی مقام☆

''اس کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرمائے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والے لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں''۔ (سورۃ الروم' ۲۱)

☆عورت رسول مکرم ﷺ کی نظر میں☆

عورت کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نظر میں کتنی پسندیدہ ہے؟ اس کا اندازہ اس ایک حدیث سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) ''تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزوں کو پسند کرنے کو کہا گیا ہے۔
ایک خوشبو' دوسری عورتیں اور تیسری یاد الٰہی میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے''۔ (مجربات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ' ص ۱۲۷)

اس حدیث مبارکہ میں خوشبو کے ساتھ عورت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے عورت کی فطری معصومیت' لطافت طبع اور مزاج کی نزاکت نسوانیت اور فطری حیاء کا خیال رکھا گیا ہے اور یہ فرمانا کہ ''عورت کو پسند کرنے اور شفقت کرنے کیلئے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے''۔ اس میں عورت کی عظمت اور روحانیت کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو اللہ کی نظر میں پسندیدہ ہونے کا اظہار ہے' ایک اور مقام پر عورت سے حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورتوں کے ساتھ درگزر' چشم پوشی اور حسن سلوک سے پیش آؤ' نرمی کے ساتھ معاملہ کرو' بلاوجہ سختی اور جھڑکنے سے وہ اپنا کام انجام نہیں دے سکتیں''۔

(مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام لکھنؤ)

Marfat.com

اور اس ایک حدیث مبارکہ میں بزرگی اور ذلت اخلاق میں فرق عورت سے سلوک کو دیکھ کر کرنا معیار قرار دیا جارہا ہے۔ ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے کہ

(ترجمہ) ''عورت کی عزت صرف کریم اور اچھے اخلاق والا ہی کرتا ہے اور عورت کی توہین صرف کمینہ ہی کرتا ہے''۔

ان آیات اور احادیث سے عورت کا انسانی احترام اور انسانیت کی بھلائی' امن عالم اور انسانی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا معیار عورت کی انسانی حیثیت کو قرار دیا گیا ہے۔

☆ بہترین بیوی وہ ہے!

۱- جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے!

۲- جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

۳- جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور راس کے عیوب اور خامیوں کو نظرانداز کرتی رہے!

۴- جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

۵- جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

۶- جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

۷- جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت وناموس کی حفاظت کرے۔

۸- جو شوہر کے مال اور مکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت ونگہبانی کرتی رہے۔

۹- جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی ومالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

۱۰- جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

Marfat.com

۱۱- جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔

۱۲- جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں!

۱۳- جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو ادا کرتی ہو!

۱۴- جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

۱۵- جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیئے۔

؎ معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے
تو جانور سے بھی بدتر ہے آدمی کی حیات

☆عورت کیا ہے؟

☆ عورت: خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے!

☆ عورت: دنیا کی آبادکاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔

☆ عورت: مرد کے دل کا سکون' روح کی راحت' ذہن کا اطمینان' بدن کا چین ہے۔

☆ عورت: دنیا کے خوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی صورت کانی (اندھی) ہوتی۔

☆ عورت: آدم علیہ السلام وحضرت حوا کے سوا تمام انسانوں کی ''ماں'' ہے اس لئے وہ سب کیلئے قابل احترام ہے۔

☆ عورت: کا وجود انسانی تمدن کیلئے بے حد ضروری ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی!

☆ عورت: بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اولاد سے محبت کرتی ہے۔
اس لئے عورت دنیا میں پیار و محبت کا ایک ''تاج محل'' ہے۔

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ

(واہلہ یا واعلہ)

۱- جو کافر و نافرمان عورتوں کیلئے بدترین نمونہ ہے۔

۲- کافر اور ضدی قوم کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر حق کا مقابلہ کیا۔

۳- دعوت توحید کا مذاق اڑایا..... اور اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو بے تحاشا اذیت پہنچائی۔

۴- اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ کافروں کے ساتھ ساتھ طوفان میں غرق ہو گئی۔

۵- نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والے لوگوں میں ان کی بیوی بھی شامل ہو گئی اور اس قافلے کے ساتھ چل پڑی' ان کی بولی بولتی تھی اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی۔

۶- مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا۔ (تفسیر القرطبی' ۲۰۱/۱۸) یا واہلہ (تفسیر خزائن العرفان) یا والعہ تھا۔ اس نے کافروں اور ملحدوں کا ساتھ دیا۔

☆ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں کہتی تھی کہ وہ دیوانہ ہے۔ اسے عقل نہیں' ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں' ایسی چیزوں کے بارے میں باتیں کرتا ہے جو ناممکن الوقوع ہیں اور دعویٰ کرتا ہے کہ بت نفع نقصان پہنچانے سے قاصر ہیں اور نوح علیہ السلام کی قوم کا کوئی شخص اگر ایمان لا کر ان کے نورانی قافلے کا مسافر بن جاتا تو نوح علیہ السلام کی بیوی فوراً حرکت میں آ جاتی تھی اور اپنی قوم کے ظالم اور جابر لوگوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دیتی تھی تا کہ وہ اسے مار پیٹ اور ایذا رسانی کے ذریعہ اسے اس کے دین سے پھیر دیں یا مختلف طریقوں سے اسے بہلا پھسلا کر گمراہ کر دیں!! اور یہی نہیں بلکہ یہ عورت..... اپنے شوہر اور ان کی دینی دعوت قبول کرنے والے

Marfat.com

ہر شخص پر نظر رکھتی تھی اور ان کی ہر ہر بات کی خبر رکھتی تھی اور کوشش میں لگی رہتی تھی کہ نوح علیہ السلام کی جدوجہد کو ناکام بنا دے اور ان کی نورانی دعوت کیلئے سارے راستے بند کر دے اور اس طرح اس عورت کا نام بدبختوں' کافروں اور محروم لوگوں میں لکھ لیا گیا اور یہ عورت رہتی دنیا تک کفر والحاد کا راستہ اپنانے والی ہر عورت کیلئے ایک بدترین مثال اور نمونہ بن کر رہ گئی اور جو عورت بھی اس کی اقتدا کرے گی۔ وہ نور الٰہی کے اس چشمۂ فیض سے بہت دور ہو جائیگی کہ جس کی روشنی صراط مستقیم تک لے جاتی ہے!!

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کی بیوی ان پر ایمان لاتی' ان کی ہمت بندھاتی' احکام خدا لوگوں تک پہنچانے میں ان کی پوری پوری مدد کرتی لیکن اس نے نافرمانی کی اور اس کی بدبختی اس پر غالب آ گئی۔ اس نے اپنے بیٹے (کنعان) کو بھی بہکا دیا اور وہ کفر و ضلالت کی راہ پر گامزن ہو گیا اور دین و مذہب' نیت و عمل میں اپنے باپ کی مخالفت کرنے لگا۔

☆ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ان کے چار بیٹے تھے: سام' حام' یافث اور کنعان' جو طوفان میں غرق ہو کر ہلاک ہو گیا اور ان چاروں کی ایک ہی ماں تھی۔ (ازواج الانبیاء' ص ۶۵)

نوح علیہ السلام کی بیوی مستقل کافروں اور مجرموں کے ساتھ شر اور فتنہ کے راستے پر اندھوں کی طرح بڑھتی چلی جا رہی تھی اور اپنے شوہر کیلئے طرح طرح کے جال بن رہی تھی اور ان کی دینی دعوت کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹ کھڑی کرنے کیلئے جتن کر رہی تھی۔

ایک دن کہنے لگی۔ اے نوح! (علیہ السلام)

کیا تمہارا خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا؟

تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا: بالکل کرے گا!

تو وہ استہزائیہ ہنسی ہنستے ہوئے بولی: آخر کب؟

تو نوح علیہ السلام نے فرمایا: جب زمین سے پانی ابلنا شروع ہوگا! وہ باہر نکل کر اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی: اے میری قوم کے لوگو! قسم خدا کی یہ آدمی دیوانہ ہے' دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا خدا جب تک اس کی مدد نہیں کرے گا جب تک کہ زمین میں سے پانی ابلنا شروع نہیں ہو جائیگا۔ (تفسیر قرطبی' ۹/ ۴۷ بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۷۶)

Marfat.com

حضرت نوح اور
حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر اس نے دنیا میں بُرے اعمال کئے ہوں گے تو اس کا کوئی رشتہ دار اور قریبی اسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا، یہی نہیں بلکہ دنیا میں عذاب نازل ہونے کی صورت میں اس کا حسب ونسب اس کے کچھ کام نہ آئے گا اور وہ بھی عذاب پانے والوں میں شامل ہوگا۔ قرآنِ حکیم نے اس سلسلہ میں حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال دی ہے۔

☆ لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں بہت سے پیغمبر بھیجے، ان میں سے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام بھی تھے۔ ان کی قومیں طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھیں، لوگ اللہ کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، اپنی من مانی کرتے تھے اور اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوموں کو ڈرایا، اللہ کی طرف دعوت دی، اس کے احکام یاد دلائے، اس کی اتباع کا حکم دیا، کچھ لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی دعوت پر لبیک کہا، اور اکثر لوگوں نے انھیں جھٹلایا اور انکار کیا، انھیں جھٹلانے والوں میں ان کی بیویاں بھی تھیں، حالانکہ وہ رات دن اپنے شوہروں کے ساتھ رہتی تھیں اور کھلے چھپے ہر چیز سے واقف تھیں مگر پھر بھی ان پر ایمان نہ لائیں،

Marfat.com

یہی نہیں بلکہ ان میں دوسری برائیاں بھی پائی جاتی تھیں، روایتوں میں ہے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے لوگوں کو ایمان لانے والوں کی خبریں پہنچایا کرتی تھی اور لوط علیہ السلام کی بیوی اپنے شوہر کے یہاں آنے والوں کی اطلاع اپنی قوم کے بداعمال لوگوں کو دے دیا کرتی تھیں۔

☆ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قوموں کو ان کی بداعمالیوں کے سبب دنیا میں عذاب دیا تو ان کی بیویاں بھی اس عذاب سے نہ بچ سکیں، اور نبی کی بیوی ہونا ان کے کسی کام نہ آیا۔ اللہ نے نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اس میں ایمان لانے والوں کو بٹھالو، پھر پانی آسمان سے برسنے اور زمین سے اُبلنے لگا، اُس وقت ایمان لانے والے محفوظ رہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا (کنعان)، بیوی (واہلہ) اور سب دوسرے کافر بھی غرق ہو گئے۔

نہ ہے قبرِ دارا ، نہ گورِ سکندر
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

اسی طرح لوط علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ تم راتوں رات ایمان والوں کو ساتھ لے کر کوچ کر جاؤ، پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا، اور تمہاری بیوی بھی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی، بالآخر حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے صبح ہونے سے پہلے محفوظ مقام پر پہنچ گئے اور ان کی پوری قوم اُلٹ دی گئی اور دردناک عذاب سے دوچار ہوئی، لوط علیہ السلام کی بیوی بھی عذاب سے نہ بچ سکی باوجود یہ کہ وہ نبی کی بیوی تھی۔

قرآن کی اس مثال سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اپنی عاقبت سنوارنی چاہئے ورنہ قیامت میں حسب ونسب اور خاندان کوئی کام نہ آئے گا، وہاں نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور صرف اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی (واہلہ)

ذکرِ پیمبر حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے ساتھ اور اسی سلسلہ میں پیمبر نوح علیہ السلام کی بیوی کا بھی آیا ہے۔ کہ:

''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، ان کے لئے اللہ مثال بیان کرتا ہے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کہ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں، لیکن اُنھوں نے ان کے حقوق ضائع کئے تو اللہ کے مقابلے میں وہ دونوں (نیک بندے) ذرا ان کے کام نہ آسکے اور ان سے کہا گیا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں عورتیں بھی داخل ہو جاؤ۔'' (التحریم:۱۰)

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

'' حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان بیوی کا ذکر تو کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتہً قرآنِ حکیم میں اور بھی متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان بیوی کا ذکر صرف '' سورۃ التحریم'' میں ہی آیا ہے توریت میں اس بی بی کو حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکوں اور بہوؤں کی نجات یافتہ بتایا گیا ہے (پیدائش-۶:۱۸) اور ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کو یہ ذکر لانے سے اسی غلطی کی اصلاح مقصود ہو۔''

☆ '' حضرت نوح علیہ السلام کی اس بیوی کا نام تفسیر خزائن العرفان میں '' واہلہ'' بتایا گیا ہے۔ اس نے دین میں کفر اختیار کیا اور اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہتی تھی کہ وہ مجنوں ہیں۔

Marfat.com

سورۃ التحریم کی آیت نمبر۱۰ میں دو کافر عورتوں کا ذکر ہے' دونوں کی دونوں نبیوں سے وابستہ اوران کے گھر میں رہتی تھیں۔نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ ان کی یہ خیانت دینی دعوت میں خیانت تھی۔فحش کاری والی خیانت نہیں۔ بہت سے مفسرین کرام نے غلطی کی۔ یہ کہہ کرکہ خیانت سے مراد (زنا کاری) ہے کیونکہ یہ ہرگز جائز نہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل کو اس بات سے پناہ میں رکھا ہے کہ ان کے نکاح میں کوئی ایسی عورت آئے جو ان کی حرمت کو داغدار کرے۔وہ ان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے والی شریف عورتیں تھیں۔

(ازواج الانبیاء' ص ۸۸)

شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع امت ہے کہ کسی بھی نبی کی بیوی سے (زنا کاری) جیسا گناہ ہرگز سرزد نہیں ہوا اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کی خیانت میں چار چیزیں سامنے آتی ہیں۔

۱- کہ وہ دونوں کی دونوں کافر تھیں اور اپنے کفر کی وجہ سے خیانت کی مرتکب ہوئیں۔یہ سدی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے۔

۲- وہ دونوں منافق تھیں۔ بظاہر ایمان والی بنتی تھیں مگر دلوں میں کفر چھپا رکھا تھا اور یہی ان کی خیانت تھی۔

۳- ان کی خیانت یہ تھی کہ وہ چغل خور تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اوز لوط علیہ السلام کو وحی کے ذریعے کچھ پیغام بھیجا جو انہوں نے جا کر مشرکین کو بتا دیا۔یہ ضحاک کا قول ہے۔

۴-نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی پھرتی تھی کہ نوح دیوانے ہیں اور جب کوئی شخص ان پر ایمان لاتا تھا تو وہ ظالم اور جابر لوگوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دیتی تھی۔

اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب لوط علیہ السلام کے پاس کوئی مہمان آتا تو وہ اپنی قوم کو جا کر بتا دیتی تھی کہ نیا مہمان آیا ہے کیونکہ قوم لوط مردوں میں

Marfat.com

دلچسپی رکنے والی قوم تھی۔

☆ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ان دونوں کی خیانت کیا تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ان دونوں کا نفاق اور دلوں میں کفر چھپانا اور دونوں پیغمبروں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنا۔

کیونکہ نوح علیہ السلام کی بیوی نے اپنی قوم سے ان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ دیوانے ہیں۔

جبکہ لوط علیہ السلام کی بیوی نے ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

اور یہ کہنا اور سمجھنا ہرگز جائز نہیں کہ ان کی خیانت سے مراد فسق و فجور یا بدکاری ہے۔ ان دونوں عورتوں کی ہلاکت میں ہر قلب ونظر رکھنے والے کیلئے سامان عبرت بدرجۂ اتم موجود ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام اپنے رب سے ان الفاظ میں دعا مانگتے تھے۔ (ترجمہ) ''اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل وعیال) علاوہ (زوجہ وکنعان) اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دیجئے''۔ (نوح' آیت ۲۸)

یااللہ! ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما' اور اپنے فضل وکرم سے نواز کر صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما کہ تو سب سے بہتر جاننے والا اور حکمت والا ہے!! (آمین)

Marfat.com

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (واعلہ)

☆ پیمبر حضرت نوح علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے ساتھ پیمبر حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی کا بھی ذکر ایک ہی سلسلہ میں آیا ہے جیسا کہ ''سورۃ التحریم'' میں مذکور ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ اور نافرمان تھی۔ جب آپ کی قوم پر عذاب کا وقت آیا تو عذاب لانے والے فرشتوں نے آپ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کرے گی، نہ یہ ہماری ہدایت پر عمل کرے گی۔ اس کا دل کافروں میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ نزولِ عذاب کے وقت ان کی ہمدردی میں پیچھے مُڑ کر دیکھے گی اور خود بھی عذاب کا شکار ہو کر رہے گی۔

توریت میں ہے کہ:

''مگر اس کی جورو نے اس کے پیچھے سے پھر کر دیکھا اور نمک کا کھمبا بن گئی۔''

انجیل میں لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر بطورِ ضرب المثل کے آیا ہے:

''لوط کی بیوی کو یاد رکھو، جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے وہ اسے کھوئے گا اور جو کوئی کھوئے وہ اسے زندہ رکھے گا۔'' (لوقاء:۱۷-۳۳)

''سورہ ہود'' میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اے لوط علیہ السلام..... آپ رات ہی کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر (پھر کر) نہ دیکھے مگر ہاں آپ علیہ السلام کی بیوی (کہ وہ دیکھے گی)۔'' (ھود:۸۱)

Marfat.com

دوسری جگہ بھی اسی سیاق میں فرشتوں کی زبان سے ہے کہ:

''ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو عذاب سے بچالیں گے، بجز آپ علیہ السلام کی بی بی کے کہ وہ (عذاب) میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔''

(العنکبوت:۳۲)

سورۃ الحجر۔ آیت ۶۰، سورۃ النمل-آیت: ۵۷، سورۃ الاعراف-آیت: ۸۳ اور سورۃ العنکبوت-آیت :۳۳ چاروں جگہ مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا ہونا بالکل ظاہر ہے۔ سورۃ الشعراء-آیت ۱۷۱ میں ''عجوزاً'' سے مراد بھی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (کافرہ) ہی ہے۔ اور سورۃ الصفٰت -آیت: ۱۳۵ میں بھی ''عجوزاً'' سے مراد لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی ہے۔ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام ''وائلہ'' تھا اور وہ اپنا نفاق چھپاتی تھی۔ اور جو مہمان آپ علیہ السلام کے یہاں آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو ان کے آنے سے خبردار کرتی تھی۔''

بعض نے زوجۂ لوط علیہ السلام کا نام ''والھہ'' لکھا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱/۱۸۱)

☆ جو اپنے شوہر کے خلاف اپنی قوم کی مددگار اور ان کی جاسوس تھی اور اپنے شوہر کے راز افشا کرنے اور ان کی دعوت میں رُکاوٹ ڈالنے والی تھی۔

☆ بداخلاق تھی، بدخصلت تھی، بگڑی فطرت والی تھی۔

☆ اپنی گمراہ قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی!

☆ جو اپنی قوم کے لئے فحش کاری کا راستہ ہموار کرتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی قوم سرتاپا گناہوں میں ڈوب چکی ہے اور اُنہیں عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اس لئے وہ اپنے شوہر کے خلاف ان کی مددگار تھی اور کسی نہ کسی طریقہ سے وہ انہیں اپنے گھر آنے والے مہمانوں کی آمد سے مطلع کردیتی تھی۔

کہ اگر کوئی مہمان رات میں ان کے یہاں آتا تھا تو اسے جا کر بتانے کا موقع نہیں ملتا تھا تو وہ الاؤ جلا کر انہیں خبر کردیا کرتی تھی اور اگر کوئی مہمان دن میں آتا تھا اور اسے گھر سے نکلنے کا موقع نہیں ملتا تھا تو وہ بڑی چالاکی سے آگ جلا کر بجھا دیتی تھی

Marfat.com

تا کہ اس میں سے دھواں اٹھے اور وہ لوگ دھواں دیکھ کر سمجھ جائیں کہ کوئی نیا مہمان آیا ہے اور پھر وہ لوگ ٹولے کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر آ دھمکتے اور اپنی بدترین خواہش کی تکمیل کیلئے مہمانوں کا مطالبہ کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام کی بیوی نے اپنے کفر اور بددیانتی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ اپنے شوہر کی چغلی بھی کھاتی تھی اور اپنی قوم کے ظالم و جابر لوگوں کو اکساتی تھی کہ وہ اس کے شوہر کو جھٹلائیں' ان کی دینی دعوت کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کریں اور یہی نہیں بلکہ وہ ان کے راز بھی افشا کرتی تھی اور ان کی دیرینہ دشمن تھی۔ اپنے دل میں نفاق چھپا کر رکھتی تھی اور ظاہر یہ کرتی تھی کہ وہ مومن ہے۔

امام ابوذکریا یحییٰ بن زیاد الفراء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کو ان کے شوہروں کا ایمان کوئی نفع نہ پہنچا سکا اور ان دونوں خواتین کا نفاق ان کے شوہروں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

(معانی القرآن للفراء۔ ۳/۱۶۹ بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو پاکیزگی عطا فرمائی علاوہ ان کی بیوی کے' جو کفر میں اپنی قوم کے شانہ بشانہ چلتی رہی اور ان کی قوم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑی رہی بلکہ اب تو وہ لوگ لوط علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے:

''تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم (اس بات) میں سچے ہو کہ یہ افعال موجب عذاب ہیں''۔ (العنکبوت' ۲۹)

جب اس بدبخت قوم پر عذاب لے کر فرشتے آئے تو انہوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی کافر بیوی کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو اس قوم کے ساتھ ہوگا اسلئے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں کہ اس نے حد سے تجاوز کیا اور اس پر حکم ربی نافذ ہو گیا۔ تمہارے ان گھر والوں میں شامل نہیں ہو سکتی کہ جن کے لئے نجات اور سعادت مقدر فرما دی گئی۔

''اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے

Marfat.com

گی''۔ (الحجر'۶۰)

لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ رہ گئی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنی بیٹیوں اور شوہر کے ساتھ اس بستی سے نکل گئی تھی لیکن عذاب کے نازل ہونے پر قوم کا شور سن کر صبر نہ کر سکی' مڑ کر (پیچھے) ان کی طرف دیکھا اور حسب عادت نافرمانی کی اور اس کی زبان سے نکل گیا۔ ہائے میری قوم! اسی وقت آسمان سے ایک پتھر اس پر بھی آیا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگئی۔

☆ قوم لوط پر برسنے والے پتھروں پر قدرتی طور پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے جس کے نام کا پتھر تھا اسی پر گرتا تھا! ان میں سے جو جہاں تھا وہیں پتھر سے ہلاک کیا گیا۔ (ازواج الانبیاء' ص ۱۱۷)

''اے ہمارے پروردگار بلاشبہ آپ جس کو دوزخ میں ڈالیں گے اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں' اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری برائیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے''۔ (آمین) (آل عمران' آیات ۱۹۲-۱۹۳)

Marfat.com

حضرت ایشاع علیہا السلام

(زوجہ حضرت زکریا علیہ السلام)

☆ ایک نبی کریم کی اہلیہ' ایک نبی محترم کی والدہ اور ایک نبی کی خالہ!
☆ بانجھ تھیں۔ ان کے یہاں اولاد نہیں ہوتی تھی مگر بفضل خدا ان کے یہاں اولاد ہوئی۔

☆ اللہ رب العزت نے انہیں وہ پیاری خوشخبری عطا فرمائی جس پر ہر عورت فخر کرتی ہے (مامتا کی خوشخبری)

☆ وہ اللہ رب العزت کی اطاعت اور اخلاص میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھیں۔

☆ ان کے شوہر وہ نبی کریم ہیں کہ جن کو فرشتوں نے اس وقت پکارا جب وہ عبادت میں مصروف تھے اور انہیں ایسی خوشخبری سنائی کہ جس کو سن کر ان کا وجود مہک اٹھا اور وہ دن رات اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مصروف رہنے لگے۔

☆ ان کے بیٹے وہ نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سی عمر میں ہی حکمت اور بردباری سے نوازا' تقویٰ کا لباس عطا فرمایا۔ نیکی' تواضع' انکساری اور امن پسندی ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔ اس پر انہیں ایک اور خصوصیت سے نوازا کہ وہ پہلے فرد تھے جن کا نام یحییٰ علیہ السلام رکھا گیا اور انہیں سردار اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والا بنایا۔

☆ جبکہ ان کے بھانجے وہ پاکیزہ نبی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں وجاہت عطا فرمائی اور اپنے مقرب بندوں میں سے بنایا اور ان کو ایک کتاب (انجیل) عطا فرمائی۔

Marfat.com

☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع بنت عمران بڑی نیک سیرت وصورت اور صالح خاتون تھیں۔

☆ یہ وہ پاکباز خاتون تھیں کہ جن کا نیکی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے' جو اپنے شوہر زکریا علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوئے اور اللہ رب العزت کی رحمت کی چاہ میں ہر نیکی اور فضیلت میں پیش پیش رہتی تھیں۔

☆ اللہ عزوجل نے اس تین ستون والے گھر کی بڑی تعریف بیان کی اور ان کی فضیلت بتائی وہ تین ستون (زکریا علیہ السلام' ان کی اہلیہ اور ان کے بیٹے یحییٰ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کا مقام بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ لوگ کس طرح عمل صالح کیلئے کوشاں رہتے تھے اور کتنے خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرتے اور چھپ کر اور کھل کر ہر طرح اپنے رب کو پکارا کرتے تھے۔

"هنالك دعا زكريا ربه"

(اس وقت زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی)

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ محترمہ

(حضرت ایشاع علیہا السلام)

حضرت زکریا علیہ السلام آخری دور کے اسرائیلی پیغمبروں میں سے ہیں۔ رشتے میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے خالو تھے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمران کی وفات کے بعد ہیکل کے خادموں کے سردار تھے۔ جب مریم رضی اللہ عنہا کی ماں نے انھیں ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تو ان کی پرورش آپ علیہ السلام ہی نے کی تھی۔

☆ اس وقت بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور بے اولاد تھے اور آپ علیہ السلام کی بیوی (الیشبع -AL-YASHBA) بھی بانجھ تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان موجود ہوتا، انھیں تعجب ہوتا وہ اس کے بارے میں پوچھتے تو مریم رضی اللہ عنہا جواب دیتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

☆ مریم رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اللہ انھیں بھی ایسی ہی نیک اولاد عطا کرتا، اور یہ دیکھ کر کہ اللہ محض اپنی قدرت سے ایک گوشہ نشیں لڑکی کو رزق پہنچا رہا ہے، انھیں یہ اُمید ہوئی کہ اللہ انھیں اپنی قدرتِ کاملہ سے اس عمر میں بھی اولاد عطا کر سکتا ہے چنانچہ ان کی زبان پر بے اختیار یہ کلماتِ دعا جاری ہو گئے،

"پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر، تو ہی سننے والا ہے۔
اے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر سے بڑھاپے کا شعلہ

Marfat.com

چمک رہا ہے۔ اور میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا۔ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا وارث بھی ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے پروردگار اسے پسندیدہ انسان بنا۔'' (سورہ مریم آیت ۴ تا ۶)

☆ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور فرشتوں نے اولاد ہونے کی بشارت دی، اس وقت باوجود یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے خود پہلے دعا کی تھی لیکن چونکہ ظاہری اسباب بالکل مفقود ہو چکے تھے وہ تعجب کرتے ہوئے پوچھ بیٹھے:

''پروردگار بھلا میرے یہاں لڑکا کہاں سے ہوگا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ایسا ہی ہوگا تیرا ربّ فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لیے ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کوئی چیز نہ تھا۔''

قرآنِ حکیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا قصہ سورۃ آلِ عمران کی آیات ۳۷ تا ۴۱ اور سورۃ مریم رضی اللہ عنہا کی آیات ۱ تا ۱۰ میں مذکور ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی ''الیشبع'' کی عمر اٹھانوے سال تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا۔ (بعض نے آپ علیہ السلام کی بیوی کا نام ''ایشاع'' بنت فاقوذا'' (EISHA BINT FAKOOZA) تحریر کیا ہے)۔

قرآن حکیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں صرف یہ مذکور ہے کہ وہ بانجھ تھیں اس کے باوجود بڑھاپے کی عمر تک حضرت زکریا علیہ السلام ان کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے رہے اس قصہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے جو بیوی کے بانجھ ہونے پر اسے طلاق دے دیتے ہیں اور اگر طلاق نہیں دیتے تو اسے ظلم و ستم کا نشانہ بنانے لگتے ہیں۔ حالانکہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہونا یا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہوتا ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

بھول کر غافل نہ ہونا تم خدا کی یاد سے
اس طرح محفوظ ہوجاؤ گے ہر اُفتاد سے

اسرائیلی معاشرہ میں عقیم (بانجھ پن) عورت کے لئے ایک سخت ترین عیب تھا۔ انجیل میں ان کا نام ''الیشبع'' آیا ہے۔ انگریزی تلفظ میں ''الزبہتہ'' (AL-ZABHATA)۔ یہ آلِ ہارون میں تھیں اور روایات میں آیا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ اپنے صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح خود بھی زُہد وتقویٰ میں مشہور تھیں۔

☆ان کے عقم اور سن رسیدگی کا ذکر انجیل میں بھی ہے:

''زکریا نے فرشتہ سے کہا، میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی سن رسیدہ ہے۔'' (لوقاء-۱:۸۱)

''ان کی اولاد نہ تھی، کیونکہ ''الیشبع'' بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔''

(لوقاء-۱:۷)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع ایک بانجھ خاتون تھیں جن کے یہاں اولاد نہیں ہوتی تھی جبکہ وہ ابھی جوان تھیں مگر وقت گزرتا رہا اور ماہ وسال بیتتے چلے گئے یہاں تک کہ زکریا علیہ السلام ایک معمر بزرگ کی صورت اختیار کر گئے۔ جن کی ہڈیاں کمزور ہو چکی تھیں اور بالوں میں سفیدی پھیل چکی تھی! اور ان کی اہلیہ بھی بوڑھی ہو چکی تھیں مگر ایک ربانی نور تھا جو ان کے چہرے کا احاطہ کئے رہتا تھا جس سے ان کے وقار اور رعب میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

زکریا علیہ السلام نے مریم بنت عمران علیہا السلام کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یحییٰ، عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے بڑے تھے اور یحییٰ وہ پہلے شخص تھے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے (کلمۃ اللہ اور روح اللہ) ہونے کی تصدیق فرمائی اور عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل ہی یحییٰ قتل کر

Marfat.com

دیئے گئے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اور ایک روز یہ ہوا کہ مریم علیہا السلام اپنی بہن اور زکریا علیہ السلام کی اہلیہ ایشاع کے پاس آئیں تو ایشاع نے ان سے پوچھا کیا تمہیں محسوس ہوا کہ میں حاملہ ہوں؟ تو مریم علیہا السلام بولیں: اور میں بھی حاملہ ہوں۔

ام یحییٰ علیہا السلام کہنے لگیں میں محسوس کرتی ہوں کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ تمہارے پیٹ میں موجود بچے کو سجدہ کر رہا ہے۔

(الکامل ابن اثیر ۱/۲۹۹۔۳۰۰' البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۲/۶۵' بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۲۲۸)

زکریا علیہ السلام اور ان کی اہلیہ ایشاع اور ان کے بیٹے یحییٰ اطاعت گزاری کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا بڑا پسندیدہ عمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اس کی رضا حاصل کرنا ہی اس کا اصل مقصد ہے۔ اللہ عزوجل اسی مبارک گھرانے کی مدح بیان فرماتے ہیں:

''یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے ہیں''۔ (الانبیآء:۹۰)

اور زکریا علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ کیلئے اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام یہ بھی تھا کہ انہوں نے ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کو منکسر المزاج اور ان کا فرماں بردار بنایا تھا۔ وہ ماں باپ کی نافرمانی جیسے عمل سے قولاً وفعلاً کوسوں دور تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت اور فرماں برداری سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہی حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے''۔

(مریم ۱۴)

اللہ تعالیٰ اپنی رضا عطا فرمائیں۔ زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کو جو ایک صالح ماں..... اور وفا شعار نیک بیوی تھیں..... اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو نیکوکاروں سے ملائیں۔ (آمین)

Marfat.com

حضرت صفورا علیہا السلام

(زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام)

۱- وہ خاتون کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کے زیور سے آراستہ اور ادب و تہذیب سے پیراستہ کیا!

۲- موسیٰ علیہ السلام کو اپنے والد محترم کا پیغام پہنچاتے ہوئے انہوں نے نہایت دیانتداری اور بہترین کردار اور تربیت کا ثبوت دیا۔

۳- شرم و حیا' عفت و پاکیزگی اور احکام خدا پر عمل کرنے میں وہ ساری خواتین عالم کیلئے بہترین نمونۂ عمل ہیں۔

۴- صفورا علیہا السلام کی بڑی بہن کا نام لیّا تھا۔

۵- صفورا علیہا السلام وہ خاتون ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے حیا سے موصوف کیا اور ان کی شرم و حیا کی تعریف فرمائی تو کیا شرم و حیا کے لباس سے بڑھ کر یا اس سے خوبصورت لباس ہوسکتا ہے جو عورت کے جسم کی زینت اور پہچان ہے؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اتنے میں دو عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی''۔

(القصص' ۲۵)

۶- وہ نہایت دیانتدار اور مضبوط کردار کی حامل تھیں۔

۷- موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ صفورا علیہا السلام کی مختصر گفتگو ان کی فطری حیا اور کمال تربیت کا مظہر تھی۔

Marfat.com

حضرت صفورا زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک شاہی تربیت میں بچپن بسر کرتے کرتے شباب کے دور میں داخل ہوئے تو نہایت قوی اور بہادر جوان نکلے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ علیہ السلام عقل وفراست اور جسمانی طاقت میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔

''اور جب (موسیٰ) پہنچا اپنے زور پر اور ہوش سنبھالا تو بخشا ہم نے اس کو فیصلہ اور علم دیا اور اس طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔''

(قصص:۱۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں گشت کرتے ہوئے حالات کا مشاہدہ کرتے رہتے اور گاہے بگاہے بنی اسرائیل کی مدد کرتے۔

ایک دن وہ شہر سے باہر گھوم رہے تھے کہ راستے میں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی) ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اور اُسے مار رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونسہ رسید کیا جس سے وہ اچانک مر گیا۔ دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ ایک توکل والا اسرائیلی ہی تھا اور دوسرا کوئی اور قبطی نوجوان تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تم ہر روز لڑتے رہتے ہو۔ دوسری طرف قبطی پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ اسرائیلی سمجھا کہ آج موسیٰ علیہ السلام میرا بھی کام تمام کر دیں گے۔ اس لئے وہ چیخنے لگا اور بولا:

''جس طرح تو نے کل ایک جان (قبطی) کو ہلاک کر دیا تھا اس طرح آج مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے۔'' (قصص:۱۹)

Marfat.com

حکامِ شہر کل کے قتل کا کھوج نہ لگا سکے تھے، اسرائیلی کے اس شور مچانے پر یہ راز فاش ہوگیا۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سزا دینے کی باتیں ہونے لگیں۔ ایک خیر خواہ نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ تمھارے خلاف بادشاہ کے دربار میں مشورہ ہو رہا ہے۔ اب مصر سے نکل جانے کے سوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اللہ کا نام لے کر مصر سے نکل پڑے اور پریشانی کے عالم میں ''ارض مدین'' میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک کنوئیں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ کچھ آدمی اپنے مویشوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو لئے ہوئے الگ کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام ان کے قریب گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ دونوں الگ کیوں کھڑی ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے وہ جانوروں کو پانی پلانے خود نہیں آسکتا اور ہم کمزور ہیں۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے ان عورتوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ لڑکیاں اپنے گھر چلی گئیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھے اور دعا کی کہ:

''اے پروردگار اپنی طرف سے کوئی بھلائی تو مجھے بھیج دے۔ میں تیری مدد کا محتاج ہوں۔''

اس شام لڑکیوں کے جلدی گھر آنے پر ان کے بوڑھے باپ نے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ایک آدمی نے جو مسافر معلوم ہوتا ہے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا تھا۔ باپ نے ان میں سے ایک لڑکی سے کہا کہ وہ جائے اور اسے بُلا لائے۔ وہ شرمیلی چال چلتی ہوئی جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی۔ لڑکیوں کے باپ کے دریافت کرنے پر موسیٰ علیہ السلام نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اس شخص نے کہا اب یہاں آرام سے رہو، کسی قسم کا خوف نہ کرو، اب تم نے ظالموں کی قوم سے نجات پائی ہے۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا'' ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجئے۔ یہ بہترین آدمی ہیں، مضبوط اور امانت دار ہیں۔ (اس صاحبزادی کا نام بی بی صفورہ تھا)

کچھ دنوں کے بعد ان لڑکیوں کے باپ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان سے اپنی

Marfat.com

ایک لڑکی کی شادی کی خواہش کا اظہار کیا، آپ علیہ السلام کے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کچھ تو تھا نہیں بالآخر طے یہ پایا کہ آٹھ دس سال تک بکریوں کو چرائیں اور خدمت کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آٹھ سال کی شرط ہے اس کے بعد مزید دو سال رہنا میری مرضی پر منحصر ہے۔ بالآخر موسیٰ علیہ السلام دس سال تک وہیں (مدین میں) ٹھہرے رہے۔ دس سال مکمل ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ مصر جانے کا ارادہ کیا، آپ اپنی بیوی کے ساتھ وطن روانہ ہو گئے۔ (آپ علیہ السلام کی بیوی کا نام مفسرین صفوراء بتاتے ہیں)۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں اور ایک قول کے مطابق یہ چھوٹی صاحبزادی تھیں)۔ سفر بڑا کٹھن تھا، سردی کا موسم تھا۔ رات بڑی تاریک تھی راستہ چلنا بھی مشکل تھا راستے میں ایک جگہ روشنی نظر آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ شاید وہاں تاپنے کے لئے آگ مل جائے۔ اور کسی صحیح راہ بتانے والے سے بھی ملاقات ہو جائے:

''پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے کوئی چنگاری تمہارے لئے لاسکوں یا وہاں الاؤ پر کسی کو رہبر پاسکوں۔'' (طٰہٰ:۱۰)

وہاں پہنچے تو اللہ نے آپ علیہ السلام کو شرفِ کلام بخشا اور وہیں نبوت عطا کی۔

''اے موسیٰ علیہ السلام! میں ہوں اللہ پروردگار جہانوں کا۔'' (قصص:۳۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا مذکورہ قصہ قرآنِ حکیم میں متعدد سورتوں میں بیان ہوا ہے جو اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن اس میں ہمارے لئے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱- لڑکی کو اپنے والدین کی خدمت کرنی چاہئے اور اُنھیں ہر طرح سے آرام پہنچا کر خوش کرنا چاہئے اور ہمیشہ یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ والدین کی خوشی سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور ان (والدین) کے ناراض ہونے سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔

۲- شرم و حیا عورت کا بہترین زیور ہے۔ چلتے پھرتے بات چیت کرنے اور ہر کام میں عورت کو شرم و حیا ملحوظ رکھنی چاہئے اور کسی بھی قسم کی بے حیائی کا اظہار نہیں

Marfat.com

ہونا چاہئے۔

قرآنی آیات اور تذکرۂ زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

☆ (سورۃ القصص۔ آیات ۲۹-۲۲)

''اور جب آپ (موسیٰ علیہ السلام) روانہ ہوئے مدین کی طرف (تو دل میں) کہنے لگے اُمید ہے میرا ربّ میری راہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف (القصص:۲۲)

''اور جب آپ علیہ السلام مدین کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہا ہے۔ اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لے کر واپس نہ چلے جائیں۔ اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔'' (قصص:۲۳)

''تو آپ نے پانی پلا دیا ان (کے ریوڑ) کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔'' (۲۴)

''کچھ دیر بعد آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی (اور آ کر) کہا میرے والد تمھیں بلاتے ہیں تا کہ تم نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے اس کا تمھیں معاوضہ دیں۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو اُنھوں نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا ڈرو نہیں۔ تم بچ کر نکل آئے ہو ظالموں (کے پنجہ) سے۔'' (القصص:۲۶)

''ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا میرے (محترم) باپ اسے نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقتور بھی ہو دیانتدار

Marfat.com

بھی ہو۔" (۲۷)

"آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمھیں ایک لڑکی اپنی دو بچیوں سے بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک۔ پھر اگر تم پورے کرو دس سال تو یہ تمھاری اپنی مرضی۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔" (القصص:۲۸)

"پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کر دی اور (وہاں سے) چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کے ایک طرف آگ آپ نے اپنے اہلِ خانہ سے کہا تم ذرا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تا کہ تم اسے تاپ سکو۔" (القصص:۲۷)

☆ (سورۃ طٰہٰ آیات: ۱۰-۹)۔

"اور (اے حبیبؐ!) کیا پہنچی ہے آپ کو اطلاع موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی؟ جب (مدین سے واپسی پر تاریک رات میں) آپ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمھارے لیے اس سے کوئی چنگاری یا مجھے مل جائے آگ کے پاس کوئی راہ دکھانے والا۔" (طٰہٰ:۱۰-۹)

☆ (سورۃ النمل۔ آیات ۸-۷)

"(یاد فرماؤ) جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زوجہ سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ ابھی لے آتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آؤں گا تمہارے پاس (اس آگ سے) کوئی شعلہ سُلگا کر تا کہ تم اسے تاپو۔" (النمل:۷)

"پھر جب اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی کہ بابرکت ہو جو اس آگ میں

Marfat.com

ہے اور جو اس کے آس پاس ہے۔ اور (ہر تشبیہ و تمثیل سے) پاک ہے اللہ جو ربّ العٰلمین ہے۔'' (النمل:۸)

☆ اہم سبق:

اس قصے سے ہمیں ایک اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کا معاشرہ الگ الگ رکھا ہے اس لیے عورت کو محرم مردوں کے علاوہ دوسرے مردوں میں گھل مل کر نہیں رہنا چاہیے۔ اور نہ مردوں کے درمیان رہ کر کوئی کام کرنا چاہئے۔ اگر کبھی کوئی صورت پیش آجائے تو کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے اس کام سے مرد فارغ ہو جائیں اس کے بعد عورتوں کی باری ہو، اللہ تعالیٰ کو وہ عورت سخت ناپسند ہے جو مردوں کے درمیان گھل مل کر رہتی ہے اور اسے کچھ بھی شرم و حیا دامن گیر نہیں رہتی۔

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس راہ پہ چلانا مجھ کو

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرت صفورا علیہا السلام کی چال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی چال میں اٹھلاہٹ نہیں تھی بلکہ نہایت وقارانہ انداز میں چل کر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس) آئی تھیں''۔ (تفسیر ابی سعود (۹/۷)

☆ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ شرم و حیا کی وجہ سے صفورا علیہا السلام اپنا منہ چادر کے کنارے سے چھپائے ہوئے تھیں جبکہ اس وقت کی شریعت میں چہرے کا پردہ ضروری نہیں تھا۔

☆ صفورا علیہا السلام' موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں اور نہایت حیادار لہجہ میں بڑے ادب کے ساتھ ان تک اپنے والد کا زبانی پیغام پہنچایا کہ: ''میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں''۔ (القصص' ۲۵)

☆ بعض مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ چھوٹی بیٹی صفورا علیہا السلام ہی موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کو بلانے آئی تھی لیکن قرآن شریف میں اس چیز کی کوئی وضاحت نہیں ملتی۔

(تفسیر الماوردی ۳/۲۲۶)

☆ مفسرین کا کہنا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی شریک حیات کے طور پر دونوں لڑکیوں میں سے اس لڑکی کا انتخاب کیا جو ان کو بلانے آئی تھی کیونکہ وہ ان کی گفتگو اور طور طریق سے ان کے اخلاق اور پاکیزہ کردار کا اندازہ لگا چکے تھے اور انہیں خوبیوں کی بنا پر آپ علیہ السلام نے ان کو فوقیت دی۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ صفورا علیہا السلام تھیں اور اپنی بہن سے چھوٹی تھیں۔ (واللہ اعلم)

☆ اللہ تعالیٰ نے صفورا علیہا السلام کے پیش کردہ اس مشورے کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا ہے: ''ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجی آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں' ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو''

(القصص' ۲۶)

☆ صفورا علیہا السلام کی یہ سمجھداری برمحل تھی اس کا ثبوت عملی طور پر تو اسی وقت مل گیا تھا لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ گواہی بھی سب سے بڑا ثبوت ہے ان کی سمجھداری اور دانائی کا کہ انہوں نے فرمایا: ''سب سے زیادہ معاملہ فہم تین لوگ دیکھے یوسف علیہ السلام کے مالک عزیز مصر جس وقت انہوں نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ (اس کو خاطر سے رکھنا)! موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جب انہوں نے یہ کہا (کہ اباجی آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو)

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

(ازواج الانبیاء' ص ۲۰۳)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صفورا علیہا السلام سے نکاح ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام مدین میں دس سال کی مدت بھی پوری کر چکے تھے۔ مدین میں رہتے رہتے ایک روز موسیٰ علیہ السلام کے دل میں وطن کی یاد مچلنے لگی تو موسیٰ علیہ السلام نے صفورا علیہا السلام سے کہا کہ مجھے

Marfat.com

میری ماں، بہن اور بھائی ہارون بہت یاد آتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ تم مصر جانے کی تیاری کرو کہ میرے گھر اور خاندان والے سب وہاں ہیں۔ صفورا علیہا السلام نے اپنے شوہر کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے جلدی جلدی سفر کی تیاری شروع کر دی اور موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر کیلئے نکل پڑیں اور جیسے کہ مفسرین کہتے ہیں وہ اس وقت حمل سے تھیں اور اس سے پہلے ان کے یہاں دو بیٹوں کی ولادت ہو چکی تھی۔

انہوں نے اپنے والد اور بہن کو الوداع کہا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چل دیں۔ ان کے والد نے انہیں بڑی اچھی طرح دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا۔ راستے میں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کی خوشخبری سنائی اور وہ یہ خوشخبری لے کر صفورا علیہا السلام کے پاس آئے جو ان کی منتظر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ بی بی صفورا علیہا السلام سے راضی ہوں اور ان کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں کہ وہ ارحم الراحمین ہیں۔ (آمین)

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ

۱- وہ ان عورتوں میں سے تھیں کہ جو اپنے اخلاص اور شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری اور مصیبتوں پر صبر کے معاملے میں عورتوں کیلئے ایک قابل اقتدا نمونہ ہوتی ہیں۔

۲- وہ ایک عبادت گزار شکر گزار بندی تھیں۔

۳- انہوں نے سخت آزمائش کے وقت بھی اپنے شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ صبر کیا' جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طاعت کی حلاوت سے نوازا۔

۴- حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام (لیا بنت یعقوب) (فتح الباری (۴۸۶/۶) تاریخ طبری (۱۹۴/۱) تفسیر قرطبی (۲۰۹/۱۵) اور البدایۃ والنھایۃ (۲۲۱/۱) اور کچھ نے کہا ہے کہ وہ (لیا بنت منشا بن یعقوب) ہیں اور کسی نے کہا کہ ان کا نام (رحمۃ بنت افراثیم) ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: آپ کی بیوی کا نام رحمۃ تھا۔ اگر یہ قول سورۃ انبیاء کی آیت ۸۴ سے سمجھا گیا ہے تو یہ بھی دوراز کار امر ہے اور اگر اہل کتاب سے لیا گیا ہے تو وہ تصدیق تکذیب کے قابل چیز نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر' اردو بحوالہ ازواج الانبیاء' ص ۱۶۷)

Marfat.com

بی بی رحمت بنت افراثیم

(زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام)

اگر چہ حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت، زمانہ اور قومیت ہر چیز کے بارے میں اختلاف ہے۔ کوئی انھیں اسرائیلی قرار دیتا ہے کوئی مصری اور کوئی عرب، کسی کے نزدیک ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ کوئی انھیں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا آدمی قرار دیتا ہے۔ کوئی ان سے بھی دور کا، زیادہ سے زیادہ قابلِ اعتماد شہادت اگر کوئی ہے تو یہ کہ یسعیاہ بنی اور حزقی ایل بنی کے صحیفوں میں ان کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ صحیفے تاریخی حیثیت سے بہت زیادہ مستند ہیں۔ یسعیاہ بنی آٹھویں صدی اور حزقی ایل بنی چھٹی صدی قبل مسیح میں گزرے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نویں صدی یا اس سے قبل بزرگ ہیں۔

(تفصیلات کے لئے ہماری کتاب ''تاریخ انبیائے قرآن'' ملاحظہ فرمائیں)

لیکن حضرت ایوب علیہ السلام اپنی آزمائش کے ذریعہ بہت ہی مشہور و معروف ہوئے حتیٰ کہ ان کا صبر ضرب المثل بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کو بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا تھا۔ اس حالت میں ہمیشہ ان کی زبان پر خدا ہی کا شکر رہا، اسی کے گن گاتے رہے اور اسی کو سجدہ کرتے رہے، کبھی اللہ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہیں نکلے، پھر خدا نے ان سے مال و دولت چھین کر آزمانا چاہا، ان کی تمام پونجی ختم ہوگئی۔ ان کا امتحان یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ کہا جاتا ہے کہ انھیں جلدی بیماری (SKIN DISEASE) ہوگئی تھی۔ لیکن حضرت

Marfat.com

ایوب علیہ السلام نے ان تمام تکلیفوں کو بخوشی برداشت کرتے ہوئے صبر کیا۔ ان دردناک اور المناک حالات اور پریشان کن وقت میں تمام لوگوں نے انکا ساتھ چھوڑ دیا۔ اولاد سب مرگئی۔ رشتے دار دور ہو گئے۔ کوئی نہ تھا جو ان کی خدمت کرتا، صرف ایک بیوی رہ گئی تھی جوان کے سب کام کیا کرتی۔ وہی نیک خاتون حضرت ایوب کی دن رات خدمت کرتی! انھیں دلاسا دیتی، ان کی تیمار داری کرتی۔ شیطان لعین نے ان کو ہر طرح سے بہکانے کی کوشش کی کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیں اور انھیں تنہا پڑا رہنے دیں، پھر دیکھیں کہ ایوب علیہ السلام کیسے رہتے ہیں؟

لیکن اُنھوں نے اپنے شوہر کا ساتھ نہ چھوڑا، اسی بیماری کی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام نے ایک مرتبہ مزاج کی بے اعتدالی کے سبب اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھالی۔ اس پر بھی ان کی بیوی نے کسی حرفِ شکایت کا اظہار نہ کیا بلکہ آخری دم تک اپنے شوہر کے حقوق ادا کرتی رہیں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑا، بالآخر حضرت ایوب علیہ السلام اس آزمائش میں پورے اُترے، خدا کے حکم سے اُنھوں زمین پر اپنا پیر مارا جس سے ایک چشمہ نکل آیا اس کے پانی سے اُنھوں نے غسل کیا اور اسی کو پیا جس سے فوراً ہی ان کے تمام امراض دور ہو گئے۔ اور قسم کے سلسلے میں اللہ نے انھیں حکم دیا کہ سو تنکے والی جھاڑو سے ایک مرتبہ مارو اس سے قسم پوری ہو جائے گی۔

عہدِ عتیق میں ہے:

''عوض (UZ) کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اُونٹ اور پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے ایسا کہ اہلِ مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔'' (ایوب:۱-۳)

لیکن قرآن حکیم کے برخلاف توریت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر

Marfat.com

کرنے کے بجائے خدا کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس سے حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے جبکہ قرآنِ حکیم نے ان کو صابر و شاکر قرار دیا ہے۔

محسنِ انسانیت تاجدارِ مدینہ سُرورِ قلب وسینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ:

''مصائب میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اس کے بعد صلحاء کا نمبر ہے اور پھر حسبِ مراتبِ درجات۔''

اس قصے سے ہمارے لئے نصیحت کی کئی باتیں ہیں:

۱- انسان جس حالت میں بھی رہے اسے اللہ کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے، اگر اللہ اسے مال و دولت اور خوشحالی سے نوازے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور اگر تنگ حالی و پریشانی میں ہو تو صبر کرنا چاہئے۔

۲- ایک عورت کو شوہر سے وفاداری کے سلسلے میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی سے سبق لینا چاہیے۔ شوہر کی خدمت اور اس کی وفاداری ہی عورت کا اصل حسن ہے۔ شوہر کے حقوق کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بہت اہم ہے:

''اگر کسی کے لئے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' (ترمذی)

۳- ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ:

''تین آدمیوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے نہ قربانی۔ ان میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔'' (بیہقی)

ہر دو عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے
اُن کا دامن تھام لے جن کا محمد ﷺ نام ہے

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی وفادار بیوی کا نام رحمت بنت افراثیم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام تھا۔

☆ بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کی بیوی سیّدنا یوسف علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ (تفسیر مظہری (اُردو ترجمہ) جلد ششم ص ۲۸۷)

Marfat.com

بعض نے ایک واقعہ شیطان لعین کا یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن شیطان لعین (ابلیس) ایک طبیب حاذق کی صورت میں انہیں ملا اور کہا جب تک تمہارا شوہر (حضرت ایوب علیہ السلام) خنزیر کا گوشت کھا کر اوپر سے شراب کا پیالہ نہ پیئے گا ان کی بیماری ختم نہیں ہو گی۔ حضرت رحمت رضی اللہ عنہا نے یہ اشیاء مہیا کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے سامنے لے گئیں۔ اُنہوں نے فرمایا:

''بیوقوف! یہ شیطانِ لعین تھا تم نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اور یہ حرام چیزیں لا کر میرا ایمان خراب کرنے لگی ہو! اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو اس قصور کی پاداش میں (جو تم نے کیا ہے) تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔''

حضرت رحمت رضی اللہ عنہا شیطان کے اس بہکاوے پر شرمندہ ہوئیں اور معافی کی خواستگار ہوئیں۔ اور پھر اپنے شوہر نامدار کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

قرآنی آیات اور تذکرہ زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام

☆ (سورۃ الانبیاء- آیات ۸۴-۸۳) ☆

''اور یاد کرو ایوب کو جب پکارا اُنھوں نے اپنے ربّ کو کہ مجھے پہنچی ہے سخت تکلیف اور تو ارحم الرٰاحمین ہے (میرے حال زار پر بھی رحم فرما)۔''

(الانبیاء:۸۳)

''تو ہم نے قبول فرما لی اُس کی فریاد اور ہم نے دور فرما دی جو تکلیف اُنھیں پہنچ رہی تھی اور ہم نے عطا کیے اُسے اس کے گھر والے نیز اتنے اور ان کے ساتھ اپنی رحمت خاص سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے۔'' (الانبیاء:۸۴)

''اور یاد فرمایئے ہمارے بندے ایوب کو جب اُنہوں نے پکارا اپنے ربّ کو (الٰہی) پہنچائی ہے مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ۔'' (ص:۴۱)

''(حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پہ) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے ○ اور ہم نے عطا فرمایا اُنہیں ان کا اہل وعیال اور ان کی

Marfat.com

مانند اور ان کے ساتھ بطورِ رحمت اپنی جناب سے اور بطورِ نصیحت اہل عقل کے لیے۔'' (ص:۴۳-۴۲)

''اور (حکم ملا) پکڑ لو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مُٹھا اور اس سے مارو اور قسم توڑو بے شک ہم نے پایا اُنہیں صبر کرنے والا بڑا خوبیوں والا بندہ، ہر وقت ہماری طرف متوجہ۔'' (ص:۴۴)

ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار اولاد' بیویوں' لونڈیوں اور غلاموں سے نوازا تھا۔ ان کی بیوی لیّا اس پُر آسائش زندگی میں خوش اور مگن تھیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے ہرگز غافل نہیں تھیں اور ہر دم اس کی بے شمار نعمتوں کا شکریہ ادا کرتی تھیں۔ وہ ایک عبادت گزار اور شکر گزار بندی تھیں جو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے بیٹے بیٹیوں کو دیکھ کر خوش ہوتی تھیں اور اپنے پروردگار کی مشکور و ممنون تھیں کہ جس نے ان پر اور ان کے شوہر پر بے تحاشہ رزق' مال و دولت اور اولاد جیسی نعمتوں کی بارش کر دی تھی اور ان کو اپنے بے شمار بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ لیّا اس راز سے واقف تھیں کہ دوامِ نعمت اللہ کا ذکر ادا کرتے رہنے میں ہے اسی لئے وہ کثرت سے ذکر و شکر میں مشغول رہا کرتی تھیں اور ہر حق دار کو اس کا حق دیا کرتی تھیں اور اپنے شوہر ایوب علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر ضرورت مند اور محتاج کی مدد کرتی تھیں اور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ فرماتی تھیں۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ (لیّا) کو امتحان ربانی کے آگے سر جھکانا پڑا اور ان کو اور ان کے شوہر کو سخت آزمائش سے گزرنا پڑا مگر وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل و کرم کے سہارے اس امتحان اور آزمائش سے نہایت کامیابی اور سرخروئی کے ساتھ گزر گئیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور اپنے صابر شوہر کے ساتھ اخلاص اور وفاداری کے انمٹ نقوش چھوڑ گئیں! اور وفاداری بھی کس کی؟ اس شوہر کی کہ جن کے صبر و ہمت کی اللہ تعالیٰ نے بڑے خوبصورت انداز میں تعریف کی اور صبر اور ایوب علیہ السلام کا نام لازم و ملزوم بن کر رہ گیا۔ وہ صبر کہ جس کو اپنانے والے بغیر کسی حساب کتاب کے اللہ

Marfat.com

کے وعدے کے مطابق سیدھے جنت میں داخل ہوں گے۔

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی صاحبہ (لیا) سچائی کے بلند ترین مقام پر فائز ہوئیں اور نیکوکار لوگوں کے ساتھ اپنی جگہ بنائی کہ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مصیبت اور آزمائش کا وہ دور گزارا جس نے تقریباً اٹھارہ سال تک ان پر اپنے پر پھیلائے رکھے اور اس دوران انہوں نے ایک نیک' مخلص' وفادار' صابرہ اور اللہ کے حکم پر راضی برضا رہنے والی عورت کی بہترین مثال قائم کی۔

جب ایوب علیہ السلام کا مرض طول پکڑ گیا اور بیماری نے شدت اختیار کر لی تو سب نے ان سے ناتہ توڑ لیا۔ صرف ان کی بیوی لیّا جن کے دل میں اس حال میں بھی اپنے شوہر کیلئے محبت اور ہمدردی تھی۔ وہ دن رات ان کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ ہر طرح ان کا خیال رکھتی تھیں کیونکہ وہ گزرا وقت نہیں بھولی تھیں جب ہر طرح کی آسائش تھی۔ صحت و عافیت تھی تو ایوب علیہ السلام ان کا کتنا خیال رکھتے تھے اور ان کے ساتھ محبت اور الفت کا معاملہ کرتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی لیا کو خوشیوں کے بعد غم اور عیش و راحت کے بعد تنگی سے واسطہ پڑا' مال و دولت فنا ہو گیا' بال بچے ختم ہو گئے مگر ان کی پیشانی پر بل نہیں پڑا۔ منہ سے اف تک نہیں نکلا اور وہ اپنے صابر شوہر کے ساتھ مشکلیں جھیلتی' صبر و شکر کے مراحل طے کرتی رہیں۔ اسی لئے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے وصف میں کہتے ہیں: ''وہ ایک صابر' شاکر' محنتی' سچی' مخلص' وفادار' اجر و ثواب پر نظر رکھنے والی' ہدایت یافتہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا سے نوازیں''۔

(قصص الانبیاء' ابن کثیر' ص ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کو دوبارہ صحت مند اور توانا کر دیا اور ان دونوں میاں بیوی پر اپنے انعامات کی بارش کر دی اور ان کے مال و دولت' اہل و عیال' دوگنے چوگنے کر کے ان کو لوٹا دیئے۔ علماء تفسیر کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی کو دنیا میں اتنی ہی اولاد اور خدم و حشم عطا فرمائے جتنے آزمائش سے پہلے ان کے پاس تھے۔ کہا جاتا ہے کہ لیا علیہا السلام کے یہاں اس کے بعد

Marfat.com

چھبیس بیٹے پیدا ہوئے۔ سبحان اللہ! (ازواج الانبیاء' ص ۱۸۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور (دیکھو) ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے (جن کی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال و اولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں۔ ان لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور سب پر (بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگئی۔ (البقرۃ' آیات ۱۵۵۔۱۵۷)

Marfat.com

حضرت لیّا اور حضرت راحیل علیہما السلام

(حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیویاں)

☆ وہ یوسف علیہ السلام کی والدہ اور ابراہیم علیہ السلام کے پوتے کی بیوی تھیں۔

☆ ایک نیک صالح، متقی عبادت گزار بیوی تھیں۔

☆ ایک محبت کرنیوالی وفادار بیوی کی بہترین مثال تھیں، جو نہایت صابر تھیں اور قضاء قدرت پر راضی رہنے والی تھیں۔

☆ ان کے شوہر وہ نبی تھے جن کی بشارت فرشتوں نے ان کے دادا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کی زہد و عبادت کی پیکر دادی سارہ علیہا السلام کو دی تھی۔

☆ ایک ایسی خاتون جنہوں نے ہر طرح کی خیر و بھلائی میں ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں اور ایمان و تسلیم اور صبر میں اعلیٰ مثال قائم کی۔

☆ راحیل بنت لابان حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں۔ یہ عظیم خاتون حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں لابان کی بیٹی تھیں۔

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی اور راحیل کا مہر

جب یعقوب علیہ السلام شادی کے قابل ہوئے تو ان کے والد نے ان سے کہا کہ (حران) جاؤ اور اپنے ماموں (لابان) کی کسی ایک بیٹی کے لئے شادی کا پیغام دو کہ وہ دونوں ہی دین ابراہیمی پر ایمان لا چکی ہیں۔

پھر یعقوب علیہ السلام بیت المقدس سے عراق کیلئے روانہ ہو گئے۔ ساتھ میں اپنے والدین اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام اور رفقہٗ بنت بتوئیل (اسحاق علیہ السلام کی بیوی اور یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور یوسف علیہ السلام کی دادی۔ ان کا تعلق عراق کے علاقے (حران سے ہے) کی بے شمار دعائیں لے کر۔

اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو سارے عالم میں افضل بنایا اور وحی کے ذریعہ ان کو نبی منتخب کیا کہ وہ اپنے بندوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔

جب یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس (حران) پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات ان کی دونوں بیٹیوں (لیا) اور (راحیل) سے ہوئی۔ لیا بڑی تھیں اور راحیل چھوٹی تھیں۔ راحیل کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کی دولت سے بھرپور نوازا تھا وہ اپنی بڑی بہن (لیا) سے خوبصورت تھیں۔ تو جب یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی چھوٹی بیٹی راحیل کیلئے نکاح کا پیغام دیا۔ ان کے ماموں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اتنا مہر ہے کہ تم میری بیٹی راحیل کا مہر ادا کر سکو؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا ماموں جان اسی وقت تو میرے پاس نہیں ہے کیونکہ میں

Marfat.com

پردیسی ہوں۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کے ہاں سات سال کام کرنے اور بکریاں چرانے کی شرط طے کر لی اور اس طرح سے راحیل کا مہر ادا ہو جائیگا۔ آخر جب یعقوب علیہ السلام نے شرط پوری کر دی تو ان کے ماموں نے بھی راحیل کی رخصتی کی تیاری شروع کر دی۔ لیکن جب یعقوب علیہ السلام کو پتہ چلا کہ میرے ماموں جان نے میرا نکاح اپنی بڑی بیٹی لیا سے کر دیا ہے تو انہوں نے اپنے ماموں جان سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہاں کے رسم و رواج کے مطابق بڑی بیٹی کی شادی پہلے کی جاتی ہے۔ میرے بھانجے اگر تم راحیل کو اپنی بیوی بنانا چاہتے ہو' اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو سات سال میرے یہاں اور کام کر لو۔ اس طرح سات سال اور گزر گئے اور اس دوران یعقوب علیہ السلام کے یہاں (لیا) سے دو تین اولادیں ہوئیں اور آخر کار وہ دن آ پہنچا جس کا یعقوب علیہ السلام کو برسوں سے انتظار تھا۔ آخر راحیل کا نکاح ان سے ہو گیا۔ اس وقت ان کے مذہب کی رو سے جائز تھا کہ دو سگی بہنیں ایک ہی شخص کے نکاح میں ایک ساتھ رہیں (غالب امکان اسی بات کا ہے) اور پھر بعد میں (تورات) کی شریعت میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا)

(بعض مفسرین کی اس بارے میں بڑی لطیف رائے ہے! کہ یعقوب علیہ السلام نے راحیل سے نکاح جب کیا' جب ان کی پہلی بیوی (لیّا) وفات پا گئی تھیں کہ یہ زیادہ معقول اور باعث اطمینان ہے)

اور ایسا لگتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے ماموں (لابان) اس نکاح سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے اپنی ہر بیٹی کو ایک ایک باندی کا تحفہ دیا۔ بڑی بیٹی (لیا) کی باندی کا نام (زلفیٰ) تھا اور چھوٹی بیٹی (راحیل) کی باندی کا نام (بلھیٰ) تھا۔

اشارہ ملتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور راحیل کے نکاح کو کافی عرصہ گزر گیا مگر راحیل کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی جبکہ وہ دیکھتی تھیں کہ ان کی بڑی بہن (لیا) کے چار بیٹے ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے فطری طور پر ان کے دل میں (غیرت) جاگ اٹھی اور انہوں نے اپنی باندی (بلھیٰ) یعقوب علیہ السلام کو سونپ دی اور لگتا ہے کہ ان کے

Marfat.com

مقابلے پر (لیا) نے بھی اپنی باندی (زلفیٰ) انہیں سونپ دی اور دونوں باندیوں کے یہاں یعقوب علیہ السلام سے اولادیں پیدا ہوئیں۔

جب راحیل نے یہ دیکھا کہ ان کی بہن لیا اور دونوں باندیوں زلفیٰ اور بلہی کے یہاں بھی اولادیں ہو چکی ہیں جبکہ وہ ابھی تک اولاد سے محروم ہیں تو وہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئیں اور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعقوب علیہ السلام سے ایک پاکیزہ لڑکا عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی پکار سن لی اور ان کی کمزوری اور بے بسی پر رحم کر کے ان کی دعا قبول فرمالی اور ان کے حمل ٹھہر گیا اور ان کے یہاں ایک عظیم الشان' پاکیزہ صفت' حسین وجمیل بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ''یوسف'' رکھا۔

یوسف علیہ السلام اپنی پردادی سارہ علیہا السلام سے حیرت انگیز مشابہت رکھتے تھے' اسی لئے یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہاں چار بیویوں سے بارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ یوسف اور بنیامین کی والدہ راحیل علیہا السلام تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی ساری اولادوں میں سے یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔

راحیل علیہا السلام انبیاء کرام کی خواتین میں وہ خاتون ہیں جن کے واقعات زندگی جا بجا تاریخ کی کتابوں میں مہک رہے ہیں۔ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی مثال آپ تھیں۔ کہیں ایک وفادار بیوی تو کہیں ایک مشفق ماں' کہیں ایک عبادت گزار اور شکر گزار بندی ہیں تو دوسری طرف صبر و ہمت کا پیکر ہیں۔

اور لگتا ہے کہ راحیل کی شہرت کا یوسف علیہ السلام کی شہرت اور ان کی زندگی میں پیش آنیوالے واقعات سے گہرا تعلق ہے کیونکہ ان کو پیش آنے والے حادثات اور واقعات کے دوران انہوں نے مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور آزمائش کے وقت اپنے شوہر یعقوب علیہ السلام کا پورا پورا ساتھ دیا۔

عظیم خاتون راحیل' جو روئے زمین پر بسنے والے سارے شہنشاہوں سے زیادہ

Marfat.com

عظیم الشان شہنشاہ کی والدہ ہو کر بھی یہ نہ بھولیں کہ وہ ایک نبی کی بیوی اور ایک نبی کی ماں ہیں اور تا زندگی اپنے رب کی شکر گزار ہیں اور اس کی عبادت کرتی رہیں کہ اس نے ان پر ان کے شوہر پر اور ان کے بیٹے پر نعمتوں کی بارش کر دی تھی کہ بڑی مدتوں کے بعد جب کہ ملنے کی امید باقی نہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بچھڑے ہوؤں کو ملا دیا اور ایک جگہ جمع کیا اور انہوں نے اپنے صبر کا انعام دنیا میں ہی پا لیا تھا۔ اپنے اس بیٹے کے ذریعہ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازا اور منصب نبوت عطا کیا اور لگتا ہے کہ دیہات سے آنے کے بعد راحیل علیہا السلام نے بقیہ زندگی اپنے بیٹے کے ساتھ نہایت آرام وسکون اور ناز ونعم میں گزاری۔

راحیل علیہا السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں زندگی گزارتی رہیں یہاں تک کہ وہ ہنسی خوشی اپنے رفیق اعلیٰ سے جا کر مل گئیں۔

(راحیل علیہا السلام کی قبر آج فلسطین میں موجود ہے۔ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ راحیل کی قبر بیت اللحم اور بیت جالا کے درمیان راستے کے ایک طرف واقع ہے اور یہ قبر ایک قبہ کے نیچے واقع ہے جس کا رخ قبۂ صخرہ کی طرف ہے)

(ماخوذ' ازواج الانبیاء' ص ۱۴۵ تا ۱۶۲)

Marfat.com

☆

اِمراۃُ فرعون فرعون کی مومنہ بی بی (آسیہ رضی اللہ عنہا)

☆

عزیزِ مصر کی بیوی (زلیخا)

☆

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ حنہّ (HANNA)

☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ عنہا

Marfat.com

فرعون کی مومنہ بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ ہر شخص سے اس کے اچھے یا برے کاموں کی باز پرس ہوگی اور ان کے مطابق اسے آخرت میں جزا یا سزا ملے گی جس نے دنیا میں اچھے کام کئے ہوں گے وہ انھیں آخرت میں دیکھ لے گا اور جس نے برے کام کئے ہوں گے اُنھیں خواہ کتنا ہی چھپ کر کیا ہو وہاں اس کے سامنے آجائیں گے۔ اور اُس وقت کوئی رشتہ داری یا قریبی نہ بچا سکے گا، حسب ونسب، مال و دولت وہاں کوئی کام نہ آئے گا۔ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔:

''کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔'' (فاطر:۱۸)

کوئی عورت اگر بری تھی تو اس کی بخشش محض اس وجہ سے نہیں ہو جائے گی کہ اس کا شوہر نیک تھا اسی طرح اگر کوئی عورت نیک تھی مگر اس کا شوہر برا تھا تو شوہر کے بُرے اعمال پر بیوی کی گرفت نہیں ہوگی، حتیٰ کہ اگر کسی بری عورت کا شوہر نبی ہو تب بھی وہ عورت یہ کہہ کر نہیں چھوٹ جائے گی کہ اس کا شوہر اللہ کا نبی تھا۔ اسی طرح اگر ایک عورت نیک ہو لیکن اس کا شوہر کافر اور خدا کا بڑا دشمن ہو تب بھی اس کے بُرے اعمال کا اس (عورت) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور بیوی کو محض اس لئے سزا نہیں دی جائے گی۔ کہ اس کا شوہر اللہ کا دشمن تھا بلکہ بیوی اپنے نیک اعمال کے سبب جنت میں جائے گی۔

☆ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے دو بہت واضح مثالیں پیش کی ہیں، پہلی مثال حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی ہے، اُنھوں نے کفر کی روش اختیار کی تو کافروں کے ساتھ ہلاک کر دی گئیں اور ان کا نبی کی بیویاں ہونا کچھ کام نہ آیا،

Marfat.com

دوسری مثال فرعون کی بیوی کی ہے ان کا شوہر بہت بڑا کافر تھا لیکن اس کے باوجود ان کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ کی بیوی تھیں، مگر فرعون کے برے اعمال سے ان پر ذرہ برابر بھی حرف نہیں آیا، فرعون اپنے بُرے اعمال کے سبب جہنم کا ایندھن بنے گا اور اس کی بیوی اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے جنت کی مستحق ہوں گی۔ فرعون کی اس بیوی (مومنہ) کا نام ''آسیہ'' بتایا جاتا ہے۔

☆ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم

قرآن کریم میں آپ رضی اللہ عنہا کو ''اِمرأتُ فرعون'' کہہ کر پکارا گیا ہے۔ آپ کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔

☆ ذکر دو جگہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ یوں کہ:

''قصرِ شاہی کے نیچے بہتے ہوئے تابوت سے نکلے ہوئے بچہ کو دیکھ کر فرعون کی بی بی (فرعون سے) بولیں کہ یہ (بچہ) میری اور تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرنا۔'' (القصص:۹)

دوسری جگہ یوں آیا ہے کہ:

''اللہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی کی، جبکہ اُنہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار، میرے لئے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اُس کے عمل (کے وبال) سے بچا دے۔'' (التحریم:۱۱)

حضرت مولانا نعیم الدین مراد بادی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ ''کہ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو مغلوب کیا۔ تو یہ آسیہ آپ (موسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کئے انہیں چومیخا کیا اور بھاری چکی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا۔ جب فرعونی ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مکان جو جنت میں

Marfat.com

ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی سختیوں کی شدت ان پر سہل ہوگئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی رہائی کے لئے دعا کی جو قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی اور ابن کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اُٹھا کر جنت میں داخل کی گئیں۔ فرعون کی یہ بی بی (آسیہ) بہت نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم کرتی تھیں۔ (تفسیر خزائن العرفان۔ص۔۶۹۴،۱۰۱۰)

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں:

''ان بی بی صاحبہ کا نام اسلامی روایات میں ''آسیہ'' آیا ہے۔ یہ مومنہ تھیں..... توریت میں ان کا ذکر فرعون کی بیٹی کی حیثیت سے آیا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں توریت محرف کی اور بہت سی غلطیوں کی اصلاح کی ہے اس غلطی کی بھی تصحیح کر دی ہے اور جتلا دیا ہے کہ یہ خاتون فرعونِ وقت کی شاہزادی نہیں، ملکہ تھیں۔ یہ بھی بآسانی ممکن ہے کہ یہ شہزادی فرعونِ سابق کی ہوں۔ یعنی فرعونِ وقت کی بہن اور فرعونِ وقت نے شادی انھیں کے ساتھ کر کے انھیں ملکہ بنا لیا ہو۔ قدیم شاہی خاندانوں میں محرمات کے ساتھ نکاح کر لینے کا رواج اچھا خاصا رہا ہے، بلکہ مصر کے شاہی خاندانوں میں تو بادشاہ کی بہن عموماً ہی اس کی ملکہ بن جایا کرتی تھی۔ بادشاہ کی ہم کفو عورت سوا اس کی بہن کے کوئی اور خیال ہی نہیں کی جاتی تھی۔

ابو العالیہ رحمتہ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

''فرعون کے داروغہ کی عورت کا ایمان ان کے ایمان کا باعث بنا وہ ایک دن فرعون کی لڑکی کا سر گوندھ رہی تھی کہ کنگھی چھوٹ کر گر گئی تو اس کے منہ سے نکل گیا کہ کفار برباد ہوں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ بسم اللہ کر کے کنگھی اُٹھائی تھی۔ اس پر فرعون کی لڑکی نے کہا تو میرے باپ کے سوا کسی اور کو ربّ مانتی ہے اس نے کہا کہ میرا تیرا اور سب کا ربّ اللہ ہے۔ اس نے غصہ میں آ کر اس کو مارا پیٹا اور جا کر اپنے باپ کو بتا دیا۔ تو فرعون نے بلا کر پوچھا کہ تیرا میرے سوا کوئی اور ربّ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ

Marfat.com

ہاں میرا ربّ اللہ ہے۔

فرعون نے اس کو چت لٹا کر ہاتھ پاؤں میں میخیں لگوا دیں اور اُوپر سانپ چھوڑ دیئے کہ کاٹتے رہیں لیکن جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتی تو فرعون نے کہا کہ میں تیرے لڑکوں کو ایک ایک کر کے قتل کرا دوں گا باز آجاؤ اور مجھے سجدہ کر لے اُس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ اس ظالم نے اس کے ایک لڑکے کو منگوا کر قتل کرا دیا۔ اس کی ماں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صبر کیا، اس لڑکے کی روح نکلی تو اس نے کہا اے اماں! خوش ہو جا اللہ نے تیرے لئے بڑے بڑے ثواب تیار کر رکھے ہیں۔ پھر دوسرے لڑکے کو بھی اسی طرح قتل کرا دیا اور اس کی روح نے بھی ماں کو خوشخبری دی فرعون کی اہلیہ نے ان دونوں بچوں کی خوشخبری سنی تو ایمان لے آئی۔ اُدھر اس مظلوم عورت کی روح اللہ نے قبض کر لی اور اُس کی منزل اور مرتبہ جو خدا کے ہاں تھا وہ حجاب ہٹا کر فرعون کی بیوی کو بھی دکھا دیا گیا تو یہ اپنے ایمان اور یقین میں بہت بڑھ گئیں یہاں تک کہ فرعون کو بھی اس کا پتہ چل گیا تو اس نے ایک دن اپنے درباریوں سے کہا کہ تمھیں کچھ میری بیوی کی خبر ہے؟ تم اسے کیا جانتے ہو سب نے بڑی تعریف کی اور بھلائیاں بیان کیں۔ فرعون نے کہا کہ تمھیں نہی معلوم یہ میرے سوا دوسرے خدا کو مانتی ہے۔ پھر مشورہ ہوا کہ انھیں قتل کر دیا جائے۔'' (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مکمل قصص الانبیاء۔ص ۴۶۸)۔

فرعون غصے کے وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں میں میخیں لگوا کر مروا ڈالتا تھا چورنگ کر کے اوپر سے بڑا پتھر پھینکتا تھا جس سے اس کی روح نکل جاتی تھی۔

☆ میخوں کی سزا کا موجد فرعون تھا۔ اس سے پہلے یہ سزا کسی نے نہیں دی۔ اس لئے ''سورۃ الفجر'' میں فرمایا کہ ''وفرعون ذی الاوتاد'' (اور میخوں والا فرعون)۔

فرعون نے کہا کہ جو بڑی سے بڑی چٹان تمہیں ملے اُسے اُٹھا لاؤ اور اسے چت لٹا کر اسے کہا کہو کہ اپنے عقیدے سے باز آجائے تو میری بیوی ہے عزت وحرمت سے واپس لاؤ، اگر نہ مانے تو وہ چٹان اس پر گرا دو، اس کا

Marfat.com

قیمہ بنا دو، جب یہ لوگ پتھر لے کر آئے تو ان کو لٹا دیا اور پتھر ان پر گرانے کے لئے اُٹھایا تو اُنہوں نے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا۔ پروردگار عالم نے حجاب ہٹا دیئے۔ بی بی آسیہ نے جنت کو اور وہاں جو مکان ان کے لئے بنایا گیا تھا اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور ان کی روح پرواز کر گئی اور جس وقت پتھر پھینکا گیا تو اس وقت ان میں روح ہی نہ تھی۔ (ابنِ کثیر)

ایک روایت میں ہے کہ فرعون نے آخری دور میں اس نیک بی بی پر طرح طرح کے مظالم کئے انہی مظالم کی حالت میں جبکہ فرعون نے ان کو چوبخی کر رکھا تھا اور ان کے چاروں طرف آگ چھوڑ رکھی تھی تو اُنھوں نے سورۂ تحریم میں مذکور دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت آسیہ کو یا تو زندہ اُٹھا لیا گیا یا ان کا وہ محل جو جنت میں ان کے لئے تیار تھا ان کو دکھایا گیا اور ان کی جان، جانِ آفرین نے لے لی، یعنی فرعون نے ان کو شہید کر دیا۔ چونکہ ان میں ذاتی صلاحیت موجود تھی اس لئے کافر کے تلبس اور اس کی صحبت کا اثر ان کی روحانیت اور رفع درجات (درجات کی بلندی) پر نہ ہوا۔ (کشف الرحمٰن)۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردوں میں سے بہت سے لوگ درجۂ کمال تک پہنچے لیکن عورتوں میں یہ مرتبہ صرف مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کو نصیب ہوا۔''

(بخاری کتاب الانبیاء)

قرآنی آیات اور تذکرہ زوجۂ فرعون (حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا)

☆ (سورۃ القصص- آیات ۹-۸)☆

☆ ''پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تا کہ (انجامِ کار) وہ ان کا دشمن اور باعثِ رنج و الم ہے، بے شک فرعون، ہامان اور اُس کے لشکری خطا کار تھے۔''

☆ ''اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرنا شاید ہی ہمیں نفع دے یا ہم اُسے اپنا فرزند بنالیں

Marfat.com

اور وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔'' (القصص:۹)

☆ (سورۃ التحریم-آیت-۱۱) ☆

☆ ''اور اسی طرح اللہ نے اہلِ ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرمائی جب کہ اُس نے دعا مانگی اے میرے ربّ! بنا دے میرے لیے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا لے مجھے فرعون سے اور اُس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔'' (سورۃ التحریم-آیت:۱۱)

Marfat.com

عزیزِ مصر کی بیوی (زلیخا)

اللہ تعالیٰ نے جن بُری عورتوں کا نمونہ قرآنِ حکیم میں پیش کیا ہے۔ ان میں سے ایک عزیزِ مصر کی بیوی کا بھی ہے۔ سورہ یوسف میں قرآنِ حکیم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے تفصیل سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

قارئینِ ذی وقار! عزیز کسی شخص کا نام نہیں، ایک اُونچے عہدہ کا سرکاری نام ہے۔ جیسے وزیرِ اعظم، وزیرِ اعلیٰ، دیوانِ ریاست یا گورنر وغیرہ کے عہدے ہوتے ہیں۔ اسی قسم کا اور اسی مرتبہ کا یہ بھی ایک اعلیٰ عہدہ قدیم مصر میں تھا۔ پہلے عزیزِ مصر وہ شخص تھے جن کے گھر میں آ کر حضرت یوسف علیہ السلام بطور غلام فروخت ہوئے تھے اور پھر آگے چل کر خود حضرت یوسف علیہ السلام اس عہدے پر پہنچے۔

☆ توریت میں اسے "فوطیفار" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر صحیفۂ پیدائش میں دوبار آیا ہے۔

☆ پیغمبروں کی تاریخ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے باپ اور دادا، پر دادا سب اللہ کے محبوب پیغمبر تھے۔ ان کے گیارہ بھائی تھے۔ اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے بہت محبوب اور چہیتے بیٹے تھے۔ یہ دیکھ کر بھائی ان سے حسد کرتے تھے۔ ایک دن وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے اور ایک اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اس جنگل سے ایک قافلہ گزرا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا اور اپنے ساتھ مصر لے گئے مصر میں آپ علیہ السلام کو بہت سستے داموں فروخت کر دیا۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام بہت حسین وجمیل تھے۔ عزیزِ مصر نے ان کو خرید لیا اور اپنے گھر لے جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ اسے خاطر سے رکھنا۔ کیا عجب کہ ہم اس سے نفع حاصل کریں یا اسے اپنا بیٹا بنالیں۔'' (یوسف:۲۱) (بیوی سے مراد یہاں زلیخا زوجہ عزیز تھی)۔

اس طرح یوسف علیہ السلام عزیزِ مصر کے گھر میں رہنے لگے۔

☆ ''(حضرت یوسف علیہ السلام جب اُس عورت کے گھر رہائش پذیر تھے) تو وہ عورت جس کے گھر میں وہ تھے، اُنہیں اپنی خواہشِ نفس حاصل کرنے کو پھسلانے لگی۔''

(یوسف:۳۲)

اس آیت میں اشارہ عزیزِ مصر کی زوجہ کی جانب ہے جس کا نام ہماری روایتوں میں ''زلیخا'' آتا ہے۔ یہ عورت عجب نہیں کہ عمر میں یوسف علیہ السلام سے بڑی ہو جیسا کہ عزیزِ مصر کے قول (''نتخذہ ولدا'' یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں) سے مستنبط ہوسکتا ہے۔ یہ عورت جو کہا جاتا ہے کہ حسین وجمیل بھی تھی، بُری طرح یوسف علیہ السلام پر مائل ہوگئی اور ان سے اپنی خواہشِ نفس پورا کرنے پر تل گئی۔

☆ توریت میں ہے:

''اور اس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جورو کی آنکھ یوسف پر آ لگی اور وہ بولی کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو۔'' (پیدائش:۳۹:۷)

''اور وہ ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی۔ پر اُس نے اس کی نہ سنی کہ اس کے ساتھ سووے یا اس کے ساتھ رہے۔'' (پیدائش:۳۹:۱۰)

☆ قارئین محترم! آج کل کی فرنگی تہذیب کی طرح مصری جاہلی تہذیب میں حرام کاری بجائے خود کوئی بڑا عیب نہ تھی اور قرآنی لفظ ''فی بیتھا'' سے اشارہ یہ نکلتا ہے کہ گھر (جس میں یوسف علیہ السلام رہائش پذیر تھے) عزیز کا نہیں، زوجۂ عزیز کا تھا۔ مصری تمدن میں عورت یوں بھی بڑی حد تک آزاد اور خودمختار تھی۔ آخر جب یوسف علیہ السلام کسی طرح اُس کی خواہش پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر بالجبر برائی پر آمادہ کرنا چاہا اور دروازہ بند کرلیا۔

Marfat.com

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مالک کے احسانات کو یاد لاتے ہوئے صاف انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت سے بچنے میں مدد کی۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف بھاگے تو انکی قمیض پیچھے سے پھٹ گئی اور ٹھیک اُسی وقت عزیزِ مصر آ گیا۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو سارا الزام حضرت یوسف علیہ السلام کے سر ڈال دیا۔ اور کہنے لگی کہ تمہارے گھر والوں کے ساتھ جو برائی کا ارادہ رکھے اسے قید کر دینا چاہئے یا عبرتناک سزا ملنی چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برأت (پاکدامنی) ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ خود اس نے مجھے معصیت پر آمادہ کرنا چاہا تھا۔ قرآن حکیم میں ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کے سلسلہ میں یوں آیا ہے کہ:

''(زلیخا) ہی کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی اور (بتایا کہ) یوسف کا کرتا اگر آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں، اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی اور وہ سچے ہیں۔''

(یوسف: ۲۷)

(یہ گواہ کون تھا، اس باب میں کوئی مضبوط اور مستند روایت موجود نہیں۔ بعض مفسرین نے چار ماہ کا بچہ لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گویائی عطا کر دی تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''تاریخِ انبیائے قرآن'')

اس سے بھی حضرت یوسف علیہ السلام سچے ثابت ہوئے۔ کیونکہ آپ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ اس بات کا چرچا محل سے باہر پہنچا۔ شہر کے بڑے لوگوں کی عورتوں نے کہا کہ عزیزِ مصر کی بیوی اپنے غلام پر فریفتہ ہے یہ بڑی عجیب بات ہے۔

☆ قارئینِ محترم! اس وقت کے معاشرہ میں برائی کس قدر عام ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان عورتوں کے نزدیک برائی یہ نہیں تھی کہ ایک عورت غیر مرد کے ساتھ آشنائی رکھے اور شوہر کے ساتھ خیانت کر کے جنسی آسودگی کی کوشش کرے، برائی اگر تھی تو صرف یہ کہ ایک عورت ملکہ ہو کر اپنے حقیر غلام سے عشق لڑائے۔ یہی نہیں بلکہ اس زمانے میں بے حیائی بدکاری اور

Marfat.com

فواحش کے عام ہونے کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے ان عورتوں کو محل میں بلایا، ان کے لئے پر تکلف پارٹی کا اہتمام کیا اور پارٹی کے دوران انھیں اپنے غلام کا دیدار کرایا، اسے دیکھ کر وہ عورتیں ششدر رہ گئیں۔

☆ عزیز مصر کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو اُس نے اپنی بدنامی کے ڈر سے یہ بہتر خیال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے قیدی ساتھیوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ نے دو قیدیوں کے خواب کی تعبیر بتلائی، پھر ایک مرتبہ بادشاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بتلائی اور جس کے نتیجے سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی جس سے ملک ایک عظیم تباہی سے بچ گیا، اس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس نے حضرت یوسف کو بلا بھیجا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اس معاملہ کی تحقیق کرائی جائے۔ تو شہر کی برآوردہ عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی، اور عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ قرار دیا۔ (سورۃ یوسف - آیات: ۵۰-۵۱)

قرآن حکیم نے عزیز مصر کی بیوی کا صرف اسی قدر قصہ بیان کیا ہے۔

☆ قارئین محترم! اس قصہ سے اس وقت کے معاشرے کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر بگڑا ہوا تھا؟ فواحش کا کھلے عام ارتکاب ہوتا تھا اور برائی کو برائی نہ سمجھا جاتا تھا۔

☆ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت اگر اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور قیامت کے دن حساب اور جزا و سزا کے تصور کو فراموش کر دے تو کوئی چیز اُسے برائی سے نہیں روک سکتی' وہ خواہشات کے پیچھے دوڑے گی' اس کے نزدیک عصمت و عفت بے معنی چیز ہوگی اور وہ آخرت کو بھول کر دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے سے باز نہ رہے گی۔

Marfat.com

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ (حنہ)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ماں کا نام مسیحی نوشتوں میں ''حنہ'' (HANNAH) بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے مفسرین نے بھی یہی املا قبول کی ہے۔ یہ خاتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی تھیں۔ قرآن حکیم نے ان کا ذکر ''عمران کی بیوی'' اور ''مریم رضی اللہ عنہا کی ماں'' کے الفاظ سے کیا ہے۔ یہ بہت نیک اور پاکباز عورت تھیں۔ ان کی پاکبازی کی گواہی ان کے زمانہ کے لوگ بھی دیتے تھے اور آج تک عیسائی یہ گواہی دیتے آ رہے ہیں۔ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور وہ اُنہیں لے کر قوم کے سامنے آئیں تو لوگوں نے یہی کہا:

''اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔'' (مریم:۲۷)

اسرائیلیوں میں اس وقت دستور یہ تھا کہ اپنی چہیتی اولاد کو یروشلم میں ہیکل خداوندی کی خدمت اور مجاوری کے لئے وقف کر دیتے تھے اور اسے ہر طرح کے دنیوی کاروبار سے فارغ رکھتے تھے دعا میں ''آزاد'' رکھنے سے مراد یہی مشاغل دنیوی سے آزاد رکھنا ہے۔

چنانچہ جب مریم رضی اللہ عنہا کی ماں اُمید سے ہوئیں اور بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''اے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا میری اس پیش کش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔'' (آل عمران:۳۵)

لیکن جب مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو ان کی ماں بہت گھبرائیں، اس لئے کہ

Marfat.com

انھیں لڑکا پیدا ہونے کی اُمید تھی اس لئے انھوں نے ہیکل کی خدمت اور مجاوری کے لئے اسے وقف کرنے کی نذر مانی تھی۔ کیونکہ اُس زمانے میں ہیکل کی خدمت اور مجاوری کے لئے صرف نرینہ اولاد ہی وقف کی جاتی تھی۔ مریم رضی اللہ عنہا کی ماں (حنہ) کی اس دعا سے ان کی حیرت اور بے چارگی کا اندازہ ہوتا ہے:

''اے پروردگار! میرے یہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے..... اور لڑکا، لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، خیر میں نے اس کا نام ''مریم رضی اللہ عنہا رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔'' (آلِ عمران:۳۶)۔

بہر حال سنِ رُشد کو پہنچنے کے بعد اس وقت کے دستور کے برخلاف لڑکی ہونے کے باوجود حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا دن رات ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے لگیں، اس وقت ایک مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ انھیں کس کی کفالت میں دیا جائے، اس کے لئے ہیکل کے مجاوروں نے باہم قرعہ اندازی کی اور کافی بحث مباحثہ کے بعد قرعہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا جو ہیکل کے مجاوروں کے سردار تھے۔ اور غالباً رشتے میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے خالو تھے۔ اس لئے کہ مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ اور یحییٰ علیہ السلام کی ماں سگی بہنیں تھیں۔

☆ قرآن حکیم میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ کا تذکرہ سورۃ آلِ عمران کی آیات ۳۵ اور سورۃ مریم کی آیت ۳۷ میں موجود ہے۔ قرآن حکیم نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ کے بارے میں اسی قدر بیان کیا ہے۔ (بعض روایات میں آپ کا پورا نام ''حنہ بنت فاقوذا'' تحریر ہے۔ (کیفی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے کس قدر فکر مند رہتی تھیں اور اللہ کی بارگاہ میں کتنی عاجزی اور تضرع سے دعا کرتی تھیں۔ آج ہر صاحب اولاد کو ان کا اُسوہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

انسان کی عظمت کو ترازو میں نہ تولو
انسان تو ہر دور میں انمول رہا ہے

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ عنہا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ:

''(یہ اس وقت ہوا) جب تمہاری بہن چلتی ہوئی (فرعون کے محل میں) آئیں اور بولیں کہ میں تمہیں کسی ایسی (مرضعہ) کا پتہ بتادوں جو اس بچہ کو اچھی طرح پرورش کرے۔'' (طٰہٰ:۴۰)

جب فرعونِ قاہر کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ علیہ السلام کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل (RIVER NILE) میں ڈال دیا اور صندوق بہتا ہوا قصرِ فرعون کے نیچے پہنچا اور آپ اس سے نکال لیے گئے، لیکن اب مشکل رضاعت کی پڑی۔ آپ علیہ السلام کسی کی گود قبول نہیں کر رہے تھے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بڑی بہن اپنے کو اجنبی اور انجان بنا کر شاہی محل میں داخل ہوئیں اور خوش تدبیری کے ساتھ اپنی اور ان کی ماں کو رضاعت کے لئے وہیں بلوالیا۔

توریت میں ہے کہ ان کا اسم مبارک مریم رضی اللہ عنہا تھا۔ اور شارحینِ توریت نے کہا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۱۵ سال بڑی تھیں۔

توریت میں یہ قصہ یوں درج ہے:

''تب اس کی بہن نے فرعون کی بیٹی کو کہا، کہیے تو میں جا کے عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس لے آؤں تا کہ وہ تیرے اس لڑکے کو دودھ

Marfat.com

پلائے۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کہ جا، وہ لڑکی گئی اور لڑکے کی ماں کو بلایا۔ فرعون کی بیٹی نے اسے کہا کہ: اس لڑکے کو لے اور میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے درماہہ دوں گی۔ اس عورت نے لڑکے کو لیا اور دودھ پلایا۔
(خروج: ۷-۹)

توریت میں بیان ہے کہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ (موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم رضی اللہ عنہا) بھی نبیہ تھیں، شادی شدہ تھیں اور ان کے شوہر کا نام ''کالب بن جفنہ'' آیا ہے اور ان کے فرزند کا نام حور۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا)

توریت میں ان کے اور بھی کارنامے ہیں، مثلاً یہ کہ فرعون ولشکر فرعون کی غرقابی کے وقت یہ خواتین اسرائیل کی سرداری و رہنمائی کر رہی تھیں اور نغمہ حمد و مناجات میں لگی ہوئی تھیں۔ اسرائیلی روایتوں میں ان کی طرح طرح کی کرامتیں بیان ہوئی ہیں اور یہ بھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام انھیں کی نسل میں ہوئے ہیں۔ توریت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات دونوں بھائیوں کی زندگی ہی میں دشتِ صین (صحرائے سینا) کے مقام قادس میں ہوئی ہے۔

''بعد اس کے بنی اسرائیل کی جماعت پہلے مہینہ میں دشت صین کو آئی اور قادس میں رہنے لگی، مریم رضی اللہ عنہا وہاں مری اور وہیں دفن کی گئی'' (گنتی: ۴۰-۱)

ان کا ذکر قرآن حکیم میں سورۃ القصص میں بھی آیا ہے:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جب خبر پہنچی کہ نومولود موسیٰ علیہ السلام کو قصر فرعون میں بہتے ہوئے صندوق سے نکال لیا گیا ہے تو آپ نے اپنی دختر ہمشیرہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ذرا موسیٰ علیہ السلام کا پتہ تو لگانا، سو اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھ لیا اور فرعون والے (اس حال سے) بے خبر تھے۔'' (القصص: ۱۱)

قارئینِ ذی وقار! اس قصے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کی ہوشیاری، ذہانت و چالاکی اور ہمت کا پتہ چلتا ہے۔ بچے کو دریا میں ڈالے جانے کے بعد سے واپس اپنی ماں

Marfat.com

کے پاس آنے تک وہ مستقل بچے کے پیچھے لگی رہیں، اس کی نگرانی کرتی رہیں اور صندوق کو دور ہی سے دیکھتی رہیں کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اور کون اس کو نکال رہا ہے؟ اور یہ معلوم کرتی رہیں کہ بچے کے ساتھ کیا حالات پیش آ رہے ہیں؟ جب انھیں معلوم ہو گیا کہ ان کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملکہ (فرعون کی بیوی-آسیہ) نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے تو وہ مطمئن ہو گئیں لیکن برابر اس کے پیچھے لگی رہیں اور کسی بھی موقع پر اُنھوں نے کسی کو یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ان کا بچے سے کوئی تعلق ہے اور وہ اس کی تاک میں ہیں۔ سُبحان اللہ!

قرآنی آیات اور تذکرۂ اُختِ موسیٰ علیہ السلام

(موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ)

☆ (سورۃ طٰہٰ - آیت-۴۰)

☆ ''یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ (موسیٰ علیہ السلام) کی بہن اور کہنے لگی (فرعون کے اہلِ خانہ سے) کیا میں تمھیں وہ آدمی بتلاوں جو اس کی پرورش کر سکے پس (یوں) ہم نے آپ علیہ السلام کو لوٹا دیا آپ علیہ السلام کی ماں کی طرف تا کہ (آپ کو دیکھ کر) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور غمناک نہ ہو اور (تمھیں یاد ہے جب) تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پس ہم نے نجات دی تھی تمھیں غم و اندوہ سے اور ہم نے تمھیں اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال اہلِ مدین میں پھر تم آ گئے ایک مقررہ وعدے پر اے موسیٰ علیہ السلام!'' (طٰہٰ:۴۰)

☆ (سورۃ القصص- آیات ۱۲-۱۱)

☆ ''اور اُس (موسیٰ کی والدہ) نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے پس وہ اُسے دیکھتی رہی دور سے۔ اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔''

(القصص:۱۱)

☆ ''اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمھیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمھاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔'' (القصص:۱۲)

Marfat.com

ازواجُ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

☆ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ

☆ واقعہ افشاراز اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ

☆ واقعہ افک اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

☆ الذی انعم اللّٰہ علیہ وانعمت علیہ

(حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)

☆ قد سمع اللّٰہ و قول التی تجادلك فی زوجها

(حضرت خولہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بنت ثعلبہ)

Marfat.com

نساء النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

ذکر صرف دو جگہ ہے:

''اے نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جب کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔'' (الاحزاب:۳۲)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اُسے دوگنا عذاب ہوگا۔'' (الاحزاب:۳۰)

☆ فقہاء و مفسرین کرام نے ازواجِ نبی ﷺ کی فضیلت اسی آیت (الاحزاب:۳۰) ہی سے نکالی ہے اور پھر دوسری آیت (الاحزاب:۳۲) نے قرآن حکیم کے نص کی مہر اس پر لگا دی۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق قرآنی ہدایات

۱- ''اور نبی کی بیویاں ان کی (یعنی اہلِ ایمان کی) مائیں ہیں۔'' (سورۃ احزاب:۴)

۲- اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں، اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب:۲۹)

Marfat.com

۳- نبی ﷺ کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کے لئے یہ بہت آسان کام ہے، اور جو تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لئے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے۔''

(الاحزاب: ۳۰-۳۱)

۴- نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو، اپنے گھروں میں ٹک کر رہو، اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ کرتی پھرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہلِ بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کرے، یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہے۔ بے شک اللہ لطیف اور باخبر ہے۔''

(الاحزاب: ۳۲ تا ۳۴)

☆ اہلِ بیت کے سیاق میں کھلی ہوئی مراد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ہے اور یہی معنی سلف سے منقول بھی ہیں۔ ''**نزلت فی نساء النبی خاصته**'' (ابنِ کثیر عن ابنِ عباس) ''**اراد باهل البیت نساء النبی**'' (معالم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) ''**نزلت فی نساء النبی خاصته**'' (ابنِ جریر عن عکرمہ)

☆ لیکن محققین اہل سنت نے لکھا ہے کہ لفظ کی وسعتِ مفہوم رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں، نواسوں اور داماد کو بھی شامل ہے اور اس معنی کی سند حدیث نبوی ﷺ میں موجود ہے۔

۵- ''ہم نے تمھارے لئے حلال کر دیں اے نبی ﷺ وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کئے ہیں، اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں، اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور خالہ زاد، ماموں زاد بہنیں،

Marfat.com

جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی ﷺ کے لئے ہبہ کیا ہو، اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے، یہ رعایت خالصتاً تمہارے لئے ہے دوسرے مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں کیا حدود عائد کی ہیں (تمہیں ان حدود سے ہم نے اس لئے مستثنیٰ کیا ہے) تا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو، جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو، اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو، اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی، اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اور اللہ جانتا ہے، جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔

(الاحزاب:۵۰-۵۱)

۶- ''نبی کی بیویوں سے اگر تمھیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمھارے اور ان کے دلوں میں پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمھارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو، اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن ﷺ کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔''

(الاحزاب:۵۳)

۷- ''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔'' (الاحزاب:۵۹)

۸- ''اے نبی ﷺ! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمھارے لئے حلال کی ہیں (کیا اس لئے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' (سورۃ التحریم:۱)

Marfat.com

۹۔ ''جس وقت نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی تھی۔'' (التحریم:۳) (حدیث میں ان کا نام حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما آیا ہے)۔

☆ ازواجِ نبی یا امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن متفقہ طور پر حسب ذیل ہیں

۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد (متوفیہ ۱۰ نبوی بعمر ۶۵ سال)

۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ (متوفیہ ۵۴ ہجری) ماہ شوال

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ (متوفیہ ۵۸ ہجری رمضان المبارک) ۱۷۔ ماہ رمضان المبارک۔

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما (متوفیہ ۴۵ ہجری) زمانہ امارت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض نے ۴۱ھ اور ۴۷ھ بھی لکھا ہے۔

۵۔ حضرت زینبؓ رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ (متوفیہ ۴ ہجری) ماہِ ربیع الآخر

۶۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت اُمیہ (متوفیہ ۶۳ ہجری) زمانہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ بعض نے ۵۹ھ اور ۶۲ھ بھی لکھا ہے

۷۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش (متوفیہ ۳۰ ہجری) بعض نے ۲۰ھ اور ۲۱ھ بھی لکھا ہے۔

۸۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث (متوفیہ ۵۰ ہجری) بعض نے ۵۶ھ بھی لکھا ہے۔

۹۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان (متوفیہ ۴۴ ہجری) بعض نے ۴۰ھ بھی لکھا ہے۔

۱۰۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی (متوفیہ ۵۰ ہجری) بعض نے ۳۶ھ، ۵۶ھ اور ۵۵ھ بھی لکھ ہے۔

۱۱۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث (متوفیہ ۵۱ ہجری) بعض نے ۶۱ھ، ۶۲ھ اور ۶۳ھ بھی لکھا ہے۔

رضوان اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین

Marfat.com

بعض اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام بھی آئے ہیں۔ مگر وہ روایتیں قطعی نہیں۔ ان گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مذکورہ بالا آیات القرآن کے نزول سے قبل ہو چکا تھا۔ اس وقت صرف نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم

فضائلِ ازواج النبی ﷺ

جس طرح رسول عربی ﷺ بے مثل ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بے مثل ہیں کیونکہ فرمان ربی کے مطابق یہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں۔ یہ اہل بیت رسول ﷺ تھیں جنہوں نے آرائش دنیا کے مقابل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کیا تھا۔ یہ امہات المومنین تھیں جن کا مقدس نام سنتے ہی ہمارا سر ادب و احترام سے جھک جاتا ہے۔ روح کے اندر سکون اور سرور موجزن ہو جاتا ہے اور نظروں کے سامنے جنت کی بہاریں رقص و کناں ہو جاتی ہیں۔ لاریب ان کے قدموں کی دھول ہماری آنکھوں کا سرمہ اور جنت کا نشان ہے۔

یہ مبارک ہستیاں انگنت اوصاف حمیدہ کی حامل تھیں۔ مثلاً

☆ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ایثار و قربانی' فہم و فراست اور تدبر' حکمت و اطاعت کی پیکر تھیں۔

☆ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا شگفتگی' طبع اور فیاضانہ سخاوت کی صفت عالیہ سے مالا مال تھیں۔

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بلند پایہ معلّمہ امت' محسنہ خواتین' کشادہ دست' علم و حکمت کے نور سے مزین' ماہر علم الانساب' محبوبہ رسول کریم ﷺ' محدثہ' فقیہہ' صائب الرائے' اجتہاد فکر' غرباء کی غمگسار اور پابندی احکام و فرامین دین متین تھیں۔

☆ سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا زُہد و ریاضت' ایمان و ایقان اور جذبۂ حب رسول ﷺ میں سرشار تھیں۔

Marfat.com

☆ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی اور رحمت و بلندی درجات کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

☆ سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا اللہ کی راہ میں مصائب و شدائد جھیلنے والی' نہایت خدمت گزار اور عمدہ اخلاق و اعمال سے آراستہ تھیں۔

☆ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بلند حوصلہ' سیر چشم' جود و سخا اور حق گوئی کی خوبیوں کی مالک تھیں۔

☆ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کشادہ مغز' بلند ہمت' عالی ظرف اور عجز و انکساری کی دولت سے مالا مال تھیں۔

☆ سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا غیرتِ ایمانی' حوصلہ مندی اور سلیقہ شعاری کی مظہر تھیں۔

☆ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سلیم الفطرت' بردبار' عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سوز و گداز کے جذبات سے لبریز تھیں۔

☆ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا غریب پرور' پرہیزگار' فیاض' صلہ رحمی اور تسلیم و رضا کی خوگر تھیں۔

ان پاک باز اور طاہر ہستیوں کے حالات اور روز و شب سے پتہ چلتا ہے کہ زندگی گزارنے کے رنگ ڈھنگ کیا ہیں۔ مثلاً

☆ ازواجی زندگی بسر کرنے کا انداز کیسا ہو؟

☆ شوہر کو بیوی کے ساتھ کس طرح کا حسن سلوک اور محبت آمیز رویہ رکھنا چاہئے اور بیوی کو شوہر کا کیسا وفا شعار اور غمگسار ہونا چاہئے؟

☆ مزاح و شگفتگی طبع سے گھریلو ماحول کو کس طرح خوبصورت بنایا جا سکتا ہے؟

الغرض ان پاکیزہ ہستیوں نے علم و عرفان' ایثار و محبت اور ریاضت و عبادت کی ایسی شمعیں اور چراغ روشن کئے جن کی تابندگی اور روشنی قیامت تک برقرار رہے گی اور کبھی ماند نہ پڑے گی۔

Marfat.com

اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں ایک بلند درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّل محرم راز ہیں اور ابتدائے وحی کے موقع پر آپ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی تھیں۔ آپ کا نام خدیجہ اور لقب طاہرہ ہے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی مقدس بی بی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائد ہے۔ اور والد کا نام عامر بن لوئی (خویلد) ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی اور دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد آپ عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی بنام ہند پیدا ہوئی۔ اسی لئے آپ اُمّ ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔ حضور علیہ السلام سے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے جو کہ بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ رقیہؓ اُمّ کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

حضرت اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا۔ جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والی عورتوں کو گوشت ضرور بھجواتے۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر بہت رشک آتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو کچھ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا نے مجھے خدیجۃ الکبریٰ کی محبت دی ہے۔

(مسلم شریف فضل خدیجہ رضی اللہ عنہا)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو مر چکی ہیں۔ ''استیعاب'' میں ہے کہ اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں لیکن جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے وہ اسلام لائیں۔ جب میرا کوئی معین و مددگار نہ تھا انہوں نے میری مدد کی۔

☆ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب

☆ حدیث نمبر 1: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں کرتی جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا (کثرت سے) ذکر فرماتے ہوئے سنتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ خدیجہ کو موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بکری ذبح فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سہیلیوں کو اتنا گوشت بھیجتے جو اُنہیں کفایت کر جاتا۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 2: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام آ کر عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں جو ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں سالن اور کھانے پینے کی چیزیں ہیں، جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انہیں ان کے پروردگار کا اور میرا سلام کہیے اور انہیں جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے، جس میں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی''۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر 3: حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ اُنہوں نے جواب دیا: ہاں' آپ نے اُنہیں (جنت میں) ایسے محل کی بشارت دی تھی جو موتیوں سے بنا ہوگا اور اس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی''۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 4: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت حضرت مریم علیہا السلام ہیں اور (اسی طرح) اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت خدیجہ علیہا السلام ہیں''۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 5: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا (ہمارے گھر آئیں اور انہوں) نے خود حضور نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت طلب کرنا سمجھ کر کچھ لرزہ براندام ہو گئے۔ پھر فرمایا: خدایا! یہ تو ہالہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رشک ہوا۔ پس میں عرض گزار ہوئی کہ آپ قریش کی ایک سرخ رخساروں والی بڑھیا کو اتنا یاد فرماتے رہتے ہیں' جنہیں فوت ہوئے بھی ایک زمانہ بیت گیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کا نعم البدل عطا نہیں فرما دیا ہے'' (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 6: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر' حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے' لیکن حضور نبی اکرم ﷺ اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے تھے اور جب آپ کوئی بکری ذبح فرماتے تو اس کے اعضاء کو علیحدہ علیحدہ کر کے اُنہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والی سہیلیوں کے ہاں بھیجتے۔ کبھی میں اتنا عرض کر دیتی کہ دنیا میں کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ فرماتے ہیں ہاں وہ

Marfat.com

ایسی ہی یگانہ روزگار تھیں اور میری اولاد بھی ان سے ہے"۔ (بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر 7: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر رشک نہیں کیا' سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے (یعنی میں ان پر رشک کیا کرتی تھی) اور میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بکری ذبح فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دو۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دن غصہ میں آ گئی اور میں نے کہا: خدیجہ' خدیجہ ہو رہی ہے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدیجہ کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے"۔ (امام مسلم' ابنِ حبان)

☆ حدیث نمبر 8: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں فرمائی یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا"۔ (مسلم شریف)

☆ حدیث نمبر 9: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا ہے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے تھے حالانکہ میں نے اُنہیں کبھی بھی نہیں دیکھا تھا"۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 10: حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت پر اس قدر رشک نہیں کیا جس قدر کہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میری شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں (اور میں یہ رشک اس وقت کیا کرتی تھی) کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے حکم فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں خولدار موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دے دو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بکری ذبح

Marfat.com

فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو گوشت ضرور بھیجا کرتے''۔ (مسلم شریف)

☆ حدیث نمبر 11: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (اتباع و اقتداء کرنے) لئے چار عورتیں ہی کافی ہیں۔ مریم بنت عمران' خدیجہ بنت خویلد' فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہن''۔

(امام ترمذی' امام احمد)

☆ حدیث نمبر 12: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مکہ مکرمہ والوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اپنے شوہر) ابوالعاص بن ربیع کے فدیہ میں مال بھیجا جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار بھی تھا جو اُنہیں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے) جہیز میں ملا تھا جب ابوالعاص سے ان کی شادی ہوئی ہوئی تھی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرطِ غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی رقت طاری ہوگئی۔ فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو اس (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کے قیدی کو چھوڑ دیا جائے اور اس کا مال اسے واپس دے دیا جائے؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ابوالعاص) سے عہد و پیمان لیا کہ زینب کو آنے سے نہیں روکے گا۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما اور ایک انصاری صحابی کو بھیجا کہ تم یأجج کے مقام پر رہنا یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا تمہارے پاس آ پہنچے۔ پس اسے ساتھ لے کر یہاں آ پہنچنا''۔ (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا)۔

☆ حدیث نمبر 13: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے اور دریافت فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جنت کی بہترین عورتیں ہیں جو کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد' حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت آسیہ بنت مزاحم جو کہ فرعون کی بیوی ہے اور حضرت

Marfat.com

مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن ہیں"۔(امام احمد' ابن حبان' حاکم)

☆ حدیث نمبر 14: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے درآنحالیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر سلام بھیجتا ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ ہی السلام ہے اور جبریل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکات ہوں"۔(امام نسائی' امام حاکم)

☆ حدیث نمبر 15: امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں"۔(حاکم' بیہقی)

☆ حدیث نمبر 16: امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز فرض ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اُس کے رسول' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے برحق ہونے) کی تصدیق کی"۔

(امام حاکم' ابن ابی شیبہ)

☆ حدیث نمبر 17: حضرت ربیعہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں"۔ (اس حدیث کو امام حاکم نے بیان کیا)۔

☆ حدیث نمبر 18: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو اُن کی خوب تعریف فرماتے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں غصہ میں آ گئی اور میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رخساروں والی کا تذکرہ بہت زیادہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عورتیں اس کے نعم البدل کے طور پر آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل عطا نہیں فرمایا وہ تو ایسی خاتون تھیں جو مجھ پر اس وقت

Marfat.com

ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے اور میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور اپنے مال سے اس وقت میری ڈھارس بندھائی جب لوگ مجھے محروم کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی جبکہ دوسری عورتوں سے مجھے اولاد عطا نہیں کی''۔ (احمد' طبرانی)

☆ حدیث نمبر 19 : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ فرماتے تو ان کی تعریف اور اُن کے لئے استغفار و دعائے مغفرت کرتے ہوئے تھکتے نہیں تھے۔ پس ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ فرمایا تو مجھے غصہ آ گیا یہاں تک کہ میں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بڑھیا کے عوض (حسین و جمیل) بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ پس میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید جلال میں آ گئے' (یہ صورتحال دیکھ کر) میں نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ! اگر آج تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ مجھ سے دُور کر دے تو میں کبھی بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سخت الفاظ میں تذکرہ نہیں کروں گی۔ پس جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟ حالانکہ خدا کی قسم! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے اور میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور میری اولاد بھی ان کے بطن سے پیدا ہوئی جبکہ تم اس سے محروم ہو' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اسی حالت (قدرے ناراضگی کی حالت میں) میں صبح و شام آتے رہے''۔ (طبرانی)

☆ حدیث نمبر 20 : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کوئی شے پیش کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اسے فلاں خاتون کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی ہے' اسے فلاں خاتون کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھتی تھی''۔

(اس حدیث کو امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں بیان کیا ہے)

Marfat.com

تبصرہ

حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مقدس زندگی سے ماؤں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ کیا اور پہاڑ کی طرح ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہیں اور مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جاں نثاری کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلہ ملا کہ رب العالمین کا سلام ان کا نام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دلجوئی اور تسلی دینے کی عادت خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دلجوئی تو کہاں؟ الٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں۔ کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے، کبھی جھگڑا تکرار کر کے، کبھی غصہ میں منہ پھیلا کر کے۔

ماؤں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دلجوئی کیا کرو۔ (علامہ عبدالمصطفی اعظمی صاحب جنتی زیور، ص ۳۹۵)

Marfat.com

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

بہار گلشن ایماں خدیجہ
چراغ محفل عرفاں خدیجہ
ہے پاکیزہ تریں کردار جن کا
وقار عالم نسواں خدیجہ
وہ قندیل حریم مصطفیٰ ہیں
چراغ خانہ خیر صلی اللہ علیہ وسلم الوریٰ ہیں
دکھایا ان کو عفت کا نمونہ
خواتین جہاں کی رہنما ہیں
شریک حال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ
حیا و حلم کی پیکر خدیجہ
کلی ہیں وہ گلستان وفا کی
صفا و صدق کی مظہر خدیجہ
مرے آقا کی غم خوار و معین ہیں
مسلمانوں کا ایمان و یقیں ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم زوجہ خدیجہ
یکے از امہات المومنیں ہیں

(راجہ رشید محمود)

Marfat.com

حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ رمضان ۱۳ نبوی بروایت زرقانی ۸ نبوی میں آپ کا نکاح ہوا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ آپ سے کوئی اولاد نہ تھی' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت فرمانبردار بی بی تھیں اور اس وصف میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا فیاضی و سخاوت میں بھی اپنی مثل نہ رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تھیلی بھیجی' فرمایا کیا ہے؟ کہا گیا درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا کھجوروں کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ فرمایا اور تمام درہم تقسیم کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں۔ ایک بخاری میں بھی ہے اور صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور یحییٰ بن اسعد بن زرارہ نے ان سے روایت کی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کے سنِ وفات میں اختلاف ہے۔ واقدی کے نزدیک زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۴ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سالِ وفات ۵۵ ہجری قرار دیتے ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۴ ہجری میں وفات پائی۔ اس لئے ان کا زمانہ خلافت ۲۳ ہجری ہوگا اور یہ ہی آپ کا سن وفات ہوگا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی سکران بن عمر سے ہوئی تھی جو انتقال کر گئے۔

Marfat.com

فضائل ومناقب حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا

☆ حدیث نمبر 1 : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے کس کے نام قرعہ نکلتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک رات دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی' ماسوائے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی تھی اور اس سے ان کا مقصود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی تھی۔

(امام بخاری' امام ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا)

☆ حدیث نمبر2 : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے زیادہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عزیز تھیں' میری تمنا تھی کہ کاش میں اُن کے جسم میں ہوتی' حضرت سودہ بنت زمعہ کے مزاج میں تیزی تھی' جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ساتھ کی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی ہے' پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو دن رہتے تھے' ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا اور ایک دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کا''۔

(اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی نے روایت کیا)

تبصرہ

غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کا شانۂ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہو گیا اور پھر ان کی محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے اپنی باری کا دن کس خوشدلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا' پھر ان کی فیاضی اور سخاوت کو بھی دیکھو درہموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء ومساکین کے درمیان تقسیم کر دیا اور اپنے لئے ایک

Marfat.com

درہم بھی نہ رکھا۔

ماؤں بہنو! خدا کیلئے امت کی ماؤں کے طرز عمل سے سبق سیکھو اور نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھاؤ۔ حسد اور کنجوسی نہ کرو اور کام چور نہ بنو۔

؎ یہ وہ مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضور اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر لفظ اُمّ المؤمنین کا اِطلاق قرآن حکیم کے ارشاد ''وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ'' سے ماخوذ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور سرورِ عالم ﷺ کی نہایت مقدس بی بی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ اور کنیت اُم عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت اُمّ عبداللہ سیّد عالم ﷺ نے ہی رکھی تھی جبکہ آپ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بغرضِ تحنیک بحضور نبوی ﷺ پیش کیا گیا' تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ عبداللہ ہے اور تم اُمّ عبداللہ۔ (فتح الباری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام امیر المؤمنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور والدہ کا نام اُمّ رومان زینب بنت عامر ہے۔ جن کا انتقال 6 ہجری میں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ 10 نبوی (بعثت) میں حضور علیہ السلام کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ آپ کی عمر شریف اُس وقت چھ برس کی تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکم کی وساطت سے نکاح ہوا چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے بعد حضور سرورِ کائنات ﷺ تین سال مکہ میں مقیم رہے۔ 13 ہجری (نبوی) میں جب آپ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر ساتھ تھے۔ اہل وعیال کو مکہ چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کو مدینہ بلا لیا۔ حضور ﷺ نے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو لانے کے لئے حضرت عبداللہ بن اریقط کو بھیج دیا۔ ماہِ شوال 1 ہجری

Marfat.com

میں 9 سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

علمی زندگی

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علم و فضل کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں۔ اکابر صحابہ آپ کے علم و فضل کے معترف تھے اور مسائل میں آپ سے استفسار کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے 2210 احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے 174 حدیثوں پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا۔ بخاری نے منفردان سے 54 حدیثیں روایت کی ہیں۔ 68 احادیث امام مسلم نے منفرد طور پر روایت کی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے کہ جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی حل کرتی تھیں۔ تفسیر، حدیث، اسرارِ شریعت، خطابت، ادب اور انساب میں آپ کو بہت کمال حاصل تھا۔ مختصر یہ کہ ایک مسلمان کے لئے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ہیں۔ اُمّ المؤمنین ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ یعنی صدیق وہ ہیں جن کے داماد مکرم رسول، نہ صرف رسول بلکہ رسولوں کے رسول اور اللہ کے محبوب اور خاتم النبیین ہیں۔ سُبحان اللہ!

وفات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے 9 سال تک حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی بسر کی، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 48 سال زندہ رہیں اور 17 رمضان المبارک 57 ہجری میں وفات پائی۔ اُس وقت آپ کی عمر مبارک 66 سال تھی۔ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت مروان بن حکم کی طرف سے حاکمِ مدینہ تھے۔ اُنہوں نے نمازِ

Marfat.com

جنازہ پڑھائی۔

☆ فضائل ومناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ☆

☆ حدیث نمبر 1 : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔ لیکن آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ دیکھ سکتے ہیں وہ میں نہیں دیکھ سکتی (کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام اُنہیں نظر نہیں آ رہے تھے) (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 2: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں نے خواب میں دو مرتبہ تمہیں دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ سو پردہ ہٹا کر دیکھئے۔ جب میں نے دیکھا تو تم تھی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا کر کے ہی رہے گا''۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 3: حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سریہ ''ذات السلاسل'' کیلئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ کو انسانوں میں سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا: عائشہ' میں عرض گزار ہوا: مردوں میں سے؟ فرمایا: اس کا والد' میں نے عرض کیا: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: عمر' اس کے بعد آپ ﷺ نے چند دیگر حضرات کے نام لئے لیکن میں اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ کہیں میرا نام آخر میں نہ آئے''۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 4: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ ربِّ محمد کی قسم اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو

Marfat.com

ربِّ ابراہیم کی قسم! وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یارسول اللہ! اس وقت میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 5: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنے تحائف حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے میرے (ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص کردہ) دن کی تلاش میں رہتے تھے اور اس عمل سے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے تھے"۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 6: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وصال) میں (میری) باری طلب کرنے کیلئے پوچھتے کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر انور میری گود میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ قبض کر لی اور میرے گھر میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

☆ حدیث نمبر 7: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے لیس مسجد میں کھیل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تاکہ میں ان کا کھیل دیکھتی رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں سے چلی گئی۔ اب تم خود اندازہ کرو جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شائق ہو وہ کب تک دیکھے گی۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 8: امام ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور انہوں) نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ وہ اس وقت عالم نزع میں تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ یہ میری تعریف کریں گے۔ حاضرین نے کہا: یہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور سرکردہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اچھا انہیں اجازت دے دو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال

Marfat.com

ہے؟ جواب دیا: اگر پرہیزگار ہوں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ بہتر ہی رہے گا کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا انہوں نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی براءت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے وہ میری تعریف کر رہے تھے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! میں گمنام ہوتی''۔ (بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر 9: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرما دیتیں''۔ (بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر 10: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ایک فارسی پڑوسی بہت اچھا سالن بناتا تھا۔ پس ایک دن اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کیلئے سالن بنایا۔ پھر آپ ﷺ کو دعوت دینے کیلئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ بھی یعنی عائشہ (بھی میرے ساتھ مدعو ہے یا نہیں) تو اس نے عرض کیا نہیں' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (میں نہیں جاؤں گا) اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کو دعوت دی تو آپ ﷺ نے پھر انکار فرما دیا۔ اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کو دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی' اس نے عرض کیا ہاں یہ بھی' پھر دونوں (یعنی آپ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک دوسرے کو تھامتے ہوئے اٹھے اور اس شخص کے گھر تشریف لے گئے۔ (امام مسلم' امام احمد)

☆ حدیث نمبر 11: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ریشم کے سبز کپڑے میں (لپٹی ہوئی) ان کی تصویر لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں''۔ (ترمذی' ابن حبان)

☆ حدیث نمبر 12: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب

Marfat.com

رسول ﷺ کے لئے جب کبھی بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان سے اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے''۔

(ترمذی)

☆ حدیث نمبر 13: حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا''۔ (ترمذی' حاکم)

☆ حدیث نمبر 14: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ربّ کعبہ کی قسم! بے شک عائشہ تمہارے والد کو بہت محبوب ہے''۔ (ابوداؤد شریف)

☆ حدیث نمبر 15: حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ جو کہ حصرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دربان تھے' روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرنے کیلئے تشریف لائے..... تو انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو انہیں اجازت دے دو۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر میں انہیں اندر لے آیا پس جب وہ بیٹھ گئے تو عرض کرنے لگے: اے اُمّ المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو۔ آپ نے جواباً فرمایا: اور تمہیں بھی خوشخبری ہو' پھر انہوں نے عرض کیا: آپ کی اور آپ کے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کی ملاقات میں سوائے آپ کی روح کے قفس عنصری سے پرواز کرنے کے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ آپ حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بڑھ کر عزیز تھیں اور حضور نبی اکرم ﷺ سوائے پاکیزہ چیز کے کسی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور ابوا والی رات آپ کے گلے کا ہار گر گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ صبح تک گھر نہ پہنچے اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح اس حال میں کی کہ ان کے پاس وضو کرنے کیلئے پانی نہیں تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی ''پس تیمّم کرو پاکیزہ مٹی کے ساتھ'' (النساء۔۴۳) اور یہ سارا آپ کے سبب ہوا اور یہ جو رخصت اللہ تعالیٰ نے (تیمّم کی شکل میں) نازل فرمائی (یہ بھی آپ کی بدولت نصیب ہوئی) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت (یعنی بے گناہی) سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی جسے حضرت

Marfat.com

جبریل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے پس اب اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے جس میں اس (آیتِ برأت) کی رات دن تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! بس کرو میری اور تعریف نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی (جسے کوئی نہ جانتا ہوتا)''۔

(امام احمد' ابن حبان' ابویعلی)

☆ حدیث نمبر 16: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ایک آدمی سے کلام فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دحیہ کلبی کے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ان سے کلام فرما رہے ہیں' آپ نے فرمایا: کیا واقعی تم نے یہ منظر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اللہ تعالیٰ دوست اور مہمان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پس کتنا ہی اچھا دوست (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس) اور کتنا ہی اچھا مہمان (حضرت جبریل علیہ السلام) ہیں''۔ (اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 17: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشگوار حالت میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عائشہ رضی اللہ عنہا کے اگلے پچھلے' ظاہری و باطنی تمام گناہ معاف فرما۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اتنا ہنسیں کہ ان کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آ پڑا (یعنی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئیں) اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میری دعا تمہیں اچھی لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی دعا مجھے اچھی نہ لگے' پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی

Marfat.com

قسم! بے شک ہر نماز میں میری یہ دعا میری امت کیلئے خاص ہے"۔

(ابن حبان' حاکم' ابن ابی شیبہ)

☆ حدیث نمبر 18: حضرت عطا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر روزمرہ معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھیں"۔ (اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 19: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر شعر' فرائض (میراث) اور فقہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا"۔ (اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 20: امام زہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جملہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سمیت اس امت کی تمام عورتوں کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے"۔ (طبرانی)

☆ حدیث نمبر 21: امام قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کسی بھی خطیب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر بلاغت و فطانت والا نہیں دیکھا"۔ (طبرانی)

☆ حدیث نمبر 22: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن' فرائض' حلال و حرام' شعر' عربوں کی روایات اور نسب کا عالم نہیں دیکھا"۔ (ابو نعیم)

☆ حدیث نمبر 23: حضرت اُمّ ذرہ جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں' بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دو تھیلوں میں آپ کو اسی ہزار یا ایک لاکھ مالیت کا مال بھیجا۔ آپ نے مال (رکھنے کیلئے) ایک تھال منگوایا اور آپ اس دن روزے سے تھیں۔ آپ وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے بیٹھ گئیں۔ پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک درہم بھی نہ بچا۔ جب شام ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

Marfat.com

اے لڑکی! میرے افطار کیلئے کچھ لاؤ' وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی۔ پس اُمّ ذرہ نے عرض کیا۔ کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اب مجھے اس لہجے میں شکایت نہ کرو اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کر رہی تھی) تم نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں (تمہارے لیے) ایسا کر لیتی''۔ (ابونعیم' ابن سعد)

☆ حدیث نمبر 24: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر سخاوت کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی اور دونوں کی سخاوت میں فرق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھوڑی تھوڑی اشیاء جمع فرماتی رہتی تھیں اور جب کافی ساری اشیاء آپ کے پاس جمع ہو جاتیں تو آپ انہیں (غرباء اور محتاجوں میں) تقسیم فرما دیتیں جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (بھی) اپنے پاس کل کیلئے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتی تھیں''۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں بیان کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 25: حضرت عطا سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام اُمہات المؤمنین میں تقسیم فرما دیا''۔ (اس حدیث کو امام ہناد نے روایت کیا ہے)

☆ حدیث نمبر 26: حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور امام قاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور صرف عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کو افطار فرماتی تھیں۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ میں صبح کو جب گھر سے روانہ ہوتا تو سب سے پہلے سلام کرنے کی غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا۔ پس ایک صبح میں آپ کے گھر گیا تو آپ حالت قیام میں تسبیح فرما رہی تھیں اور یہ آیہ کریمہ پڑھ رہی تھیں۔ ''پس

Marfat.com

اللہ نے ہم پر احسان فرما دیا اور ہمیں نار جہنم کے عذاب سے بچا لیا''۔ (الطور۔ ۲۷) اور دعا کرتی اور روتی جا رہی تھیں اور اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھیں۔ پس میں (ان کی نماز سے فراغت کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں کھڑا کھڑا تھک گیا اور اپنے کام کی غرض سے بازار چلا گیا۔ پھر میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اسی حالت میں کھڑی نماز ادا کر رہی ہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں''۔

(عبدالرزاق' بیہقی' ابن جوزی)

تبصرہ

یہ عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ علم و فضل' زُہد و تقویٰ' سخاوت و شجاعت' عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ اس کو فضلِ خداوندی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال پیاری بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو۔ اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو!

Marfat.com

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
زوجہ پاک رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آیت تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
آپ تھیں محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اس قدر تھا ذات والا نفاست کا شعور
پر توے نور رسالت سے منور تھیں جبیں

نصف دیں امت نے پایا آپ ہی کے علم سے
واقف میر خفی تو حامل دین متیں

سیدہ و طاہرہ کا آپ نے پایا لقب
گوہر مقصود بخشے خسروئے روح الدین

ہم عصر کوئی نہ تھا حسن بلاغت دیکھئے
جذبہ ایثار ایسا کہ سخاوت نکتہ چیں

مانگ لے محمود بنت حضرت صدیق سے
علم و عرفاں کی ضیاء میں جلوہ نور یقیں

(محمود حسین محمود قادری)

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام بنت مظعون ہے۔ بعثت سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں جبکہ قریش کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی اور نکاح ہو گیا۔ آپ کی وفات شعبان ۴۵ھ میں زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ پہلے خنیس بن حذافہ کے عقد نکاح میں تھیں' جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے امام بخاری نے پانچ روایت کیں۔

فضائل و مناقب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

☆ حدیث نمبر 1: حضرت قیس بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو ان کے ماموں قدامہ اور عثمان جو کہ مظعون کے بیٹے ہیں آپ کو ملنے آئے تو آپ رو پڑیں اور کہا: خدا کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غصہ اور غضب کی وجہ سے طلاق نہیں دی' اسی دوران حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر تشریف لائے اور فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کر لیں''۔ بے شک وہ بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہیں اور بے شک وہ جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں''۔ (امام حاکم)

Marfat.com

☆ حدیث نمبر2: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حفصہ! ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور مجھے کہا: بے شک وہ (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) بہت زیادہ روزے دار اور قیام کرنیوالی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں"۔ (طبرانی)

تبصرہ

گھریلو کام دھندا سنبھالتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی۔ پھر حدیث وفقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں بلکہ دن رات کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شوہر کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیبیوں کی زندگی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس' کس قدر پاکیزہ اور کس درجہ نورانی زندگی تھی۔ ماؤں بہنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان امت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی بھی جھلک ہوتی تو تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی اور تمہاری گود میں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کو اسلامی شان اور زاہدانہ زندگی کی عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دعا کرتے اور جنت کی حوریں تمہارے لئے "آمین" کہتیں مگر ہائے افسوس کہ تم کو تو اچھا کھانے' اچھے لباس' بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹے رہنے' ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت ہی کہاں کہ تم ان امت کی ماؤں کے نقش قدم پر چلو۔ خداوند کریم تمہیں ہدایت دے۔ اس دعا کے سوا ہم تمہارے لئے اور کیا کر سکتے ہیں؟ کاش تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو اور امت کی نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہان میں سرخرو بن جاؤ۔ (علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

نام مبارک ہند' کنیت اُمّ سلمہ' والد کا نام سہل اور والدہ کا نام عاتکہ تھا۔ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد بن مغیرہ کے نکاح میں تھیں۔ انہیں کے ہمراہ اسلام لائیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ یہ پہلی عورت ہے جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد بڑے شہسوار تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور احد میں چند زخموں کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کی نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور نو تکبیریں کہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی سرکار کیا سہو ہوا ہے۔ فرمایا یہ ایک ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔

ازواج میں سب کے بعد اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے واقدی ۵۹ ھ' امام ابراہیم حربی ۶۲ ھ' امام بخاری کی تاریخ میں ۵۸ ھ اور بعض روایتوں میں ۶۱ ھ آیا ہے جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں جن سے تیرہ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے اور تین کو امام بخاری اور تین کو امام مسلم نے منفرداً ذکر کیا ہے۔

فضائل و مناقب حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

☆ حدیث نمبر 1: ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت جبرایل علیہ السلام ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہے پھر چلے گئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا۔ یہ کون

Marfat.com

تھے؟ یا جو کچھ بھی آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے جواب دیا کہ حضرت دحیہ تھے۔ حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھا تھا لیکن میں نے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دوران خطبہ بتایا کہ وہ حضرت جبرائیل تھے یا جو کچھ بھی آپ ﷺ نے فرمایا معمر کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کس سے سنا ہے تو انہوں نے بتایا ہاں' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے''۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر2: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس تین دن رہے۔ پھر فرمایا: تمہاری اہمیت اور چاہت اپنے شوہر کی نظروں میں ہرگز کم نہیں ہوئی۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام کرلوں اور (لیکن) اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہا تو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا''۔ (مسلم شریف)

☆ حدیث نمبر3: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن ان کے پاس ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ پس خادم آیا اور عرض کیا: حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا (گھر کی) دہلیز پر کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے لئے میرے اہل بیت کے راستے سے ہٹ جایا کرو۔ (یعنی انہیں بلا اجازت گھر میں آنے دیا کرو) پس وہ خادم گھر کے ایک کونے میں چلا گیا۔ پس حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اندر تشریف لائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے نواسوں کو اپنی گود میں بٹھایا اور اپنا ایک دست مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور انہیں اپنے ساتھ ملایا اور اپنا دوسرا دستِ اقدس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر رکھا اور انہیں بھی اپنے ساتھ ملایا اور ان دونوں کو چوما اور پھر ان سب پر کالی کملی بچھا دی پھر فرمایا: اے اللہ! تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف' میں اور میرے اہل بیت' حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو پکار کر عرض کیا: اور میں بھی یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم بھی''

(احمد' امام ابن ابی شیبہ)

Marfat.com

تبصرہ

اللہ اکبر! حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی صبر و استقامت' جذبۂ ایمانی' جوش اسلامی' زاہدانہ زندگی' علم و عمل' محنت و جفاکشی' عقل و فہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول' اے زمین! بتا' کیا تم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جیسی شیر دل اور پیکر ایمان عورت کو ان سے پہلے کبھی دیکھا تھا؟

ماؤں بہنو! تم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیبیوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور خدا کیلئے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم کیا ہو؟ تم بھی مسلمان عورت ہو۔ خدا کے لئے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ!

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

نام مبارک رملہ' اُمّ حبیبہ کنیت' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور عبداللہ بن جحش سے نکاح ہوا۔ اپنے شوہر اول کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبداللہ بن جحش جا کر عیسائی ہو گئے اور آپ اسلام پر قائم رہیں۔ اختلاف مذہب کی بنا پر دونوں میں علیحدگی ہو گئی اور انہیں اُمّ المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ۴۴ھ میں وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ آپ سے ۶۵ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

فضائل و مناقب حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

☆ حدیث نمبر 1: اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ رکعات نفل پڑھے گا اس کیلئے ان کے بدلہ میں جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دن کے بعد کبھی بھی یہ بارہ رکعات ترک نہیں کیں''۔

(امام مسلم' ابن خزیمہ)

☆ حدیث نمبر 2: امام زہری بیان کرتے ہیں کہ شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی شادی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار ہزار درہم حق مہر پر کی اور اس کی خبر بذریعہ خط حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا''۔ (ابوداؤد)

☆ حدیث نمبر 3: امام زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان بن حرب

Marfat.com

(قبول اسلام سے قبل) مدینہ منورہ آئے تو وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ (مشرکین مکہ کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر) مکہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوسفیان نے حضور اکرم ﷺ سے صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں توسیع کیلئے گزارش کی لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے انکار فرما دیا۔ پس وہ کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے لیکن جب وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کیلئے بڑھے تو اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بستر لپیٹ دیا۔ انہوں نے کہا: اے میری بیٹی! کیا تو اس بستر کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے یا میری وجہ سے اس بستر سے؟ انہوں نے فرمایا: یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا (پاکیزہ نورانی) بستر ہے اور تم ایک نجس اور مشرک انسان ہو۔ (یہ سن کر) انہوں نے کہا: اے میری بیٹی! البتہ میرے بعد تم شر میں مبتلا ہو گئی ہو"۔ (اس حدیث کو امام ابن سعد نے روایت کیا ہے)

تبصرہ

اللہ اکبر! حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے۔ سردار مکہ کی شہزادی ہو کر دین کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ میں ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی ایک جھونپڑی میں رہنے لگتی ہیں۔ پھر بالکل ناگہاں یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زمین میں تنہا ایک سہارا تھا۔ عیسائی ہو کر الگ تھلگ ہو گیا اور کوئی دوسرا سہارا نہیں رہ گیا مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں بھی ذرا بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ ایک ذرا بھی ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا' نہ انہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا' نہ اپنے کافر بھائیوں' بھتیجوں سے کوئی مدد طلب کی۔ خدا پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی خدا کی عبادت میں لگی رہیں۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل و کرم اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس نے ان کو اپنے محبوب ﷺ کی محبوبہ بی بی اور ساری امت کی ماں بنا دیا کہ قیامت تک

Marfat.com

ساری دنیا ان کوام المومنین (مومنوں کی ماں) کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی خدا کے اس فضل وکرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! دیکھو ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ تو دنیا میں اجر ملا ہے ابھی آخرت میں ان کو کیا کیا اجر ملے گا؟ اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم لوگ تو ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی وعظمت کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں ممتاز حیثیت کی مالک ہیں۔ نسبی حیثیت سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نہایت قانع' فیاض طبع اور سخی تھیں۔ عبادت میں خشوع وخضوع کے ساتھ مشغول رہتی تھیں۔ انہیں کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم میں سے مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ یہ استعارہ ان کی فیاضی اور سخاوت کی طرف تھا۔ چنانچہ پیش گوئی کے مطابق ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے ان کا وصال ہوا۔ سن وصال ۲۰ ھ ہے۔ ۵۳ سال کی عمر پائی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ بوقت نکاح ان کی عمر شریف ۳۵ سال تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہی ہیں جن کا نکاح پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا سے کرنا چاہا تھا مگر یہ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے تو یہ آیہ مبارکہ "ماکان لمؤمن ولا مؤمنة" الخ نازل ہوئی پھر یہ بھی راضی ہوگئیں۔ نکاح ہوا لیکن دونوں میں نباہ نہ ہوسکا۔ حضرت زید نے طلاق دے دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا اور کتاب مجید میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ یہ نکاح اللہ عزوجل نے کیا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں وہ ہوں جس کا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان پر حضور علیہ السلام کے ساتھ کیا.....

آپ رضی اللہ عنہا سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ دو پر بخاری ومسلم کا اتفاق ہے۔

☆ فضائل ومناقب اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ☆

☆ حدیث نمبر 1: حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کو کسی زوجہ مطہرہ کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ جیسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان کا ولیمہ ایک بکری کے ساتھ کیا تھا"۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 2: امام عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی ان کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت کھلایا اور یہ (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) حضور نبی اکرم ﷺ کی باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر اظہار تفاخر کیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا ہے"۔

(بخاری شریف)

☆ حدیث نمبر 3: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا"۔

(بخاری' نسائی)

☆ حدیث نمبر 4: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (میری وفات کے بعد) مجھے تم سب میں سے زیادہ جلد وہ بیوی ملے گی جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتی تھیں اور زیادہ صدقہ وخیرات کرتی تھیں"۔ (مسلم شریف)

☆ حدیث نمبر 5: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور وہی حضور نبی اکرم ﷺ کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر تھیں اور میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار' اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی' سچ بات کہنے والی' صلہ رحمی کرنے والی اور صدقہ وخیرات کرنیوالی

Marfat.com

کوئی عورت نہیں دیکھی اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی کوئی عورت دیکھی ہے۔ اس عمل میں جس کے ذریعے وہ صدقہ کرتیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی تھیں' البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں''۔ (مسلم شریف)

☆ حدیث نمبر6: حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بے شک زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ''اوّاہہ'' ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اوّاہہ کا کیا مطلب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاشعہ (بہت زیادہ خشوع وخضوع کرنے والی)''۔ (ابونعیم' ابن عبدالبر' ذہبی)

تبصرہ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زیور خوشخبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدۂ شکر ادا کیا اور خوشی میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔ پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی ایک نظر ڈالو کہ شہنشاہ دارین کی ملکہ ہو کر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء ومساکین کو دے دیا کرتی تھیں اور صرف اسی لئے محنت و مشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسکین نوازی وغریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کیلئے نصیحت آموز و قابل تقلید شاہکار ہیں۔ خداوند کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com

اُمّ المؤمنین

ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام مبارک زینب اُمّ المساکین لقب یہ اس لئے کہ آپ فقرا کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ آپ پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور ۳ ھ میں آپ عقد نبوی میں آئیں۔ نکاح کو دو تین ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی ہیں جن کا وصال حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری میں ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔

☆ مومن عورت کی صفات ☆

۱- متقی عورت

۲- غیب کی حقیقتوں پر ایمان رکھنے والی عورت

۳- نماز قائم کرنے والی عورت

۴- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی عورت

۵- نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان رکھنے والی عورت

Marfat.com

۶-آخرت کی منزل پر یقین رکھنے والی عورت

☆ سورۃ انعام کی فضیلت ☆

بعض روایات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ یہ سورۃ جس مریض پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں۔

(یعنی سورۃ انعام) (معارف القرآن' جلد۳' ص۵۱۲)

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ اپنی اس حکومت کی نگرانی کی جواب دہ ہے''۔ (حدیث رسول مقبول ﷺ)

Marfat.com

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ نے اپنی ذات کو بحضور نبی ﷺ ہبہ کیا۔ نام مبارک میمونہ' والد کا نام حارث' والدہ کا نام ہند تھا۔ پہلے مسعود بن عمر بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد ابورہم سے نکاح ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ستر حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے سات پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم ﷺ کی آخری منکوحہ تھیں۔

☆ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب☆

☆ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام مومن عورتیں آپس میں بہنیں ہیں (پھر فرمایا) اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا' اس کی بہن اُمّ فضل بنت حارث اور اس کی بہن سلمی بنت حارث جو حمزہ کی بیوی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کی اخیافی بہنیں ہیں''۔ (نسائی' حاکم' طبرانی)

تبصرہ: ان کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا۔ انہوں نے خود حضور اکرم ﷺ سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں اپنی جان رسول اکرم ﷺ کو ہبہ کرتی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ماؤں بہنو! دیکھ لو۔ حضور ﷺ کی مقدس بیبیوں کو حضور ﷺ سے کیسی والہانہ محبت تھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا! ان امت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا!

اعظمی مومن ہوں' ربّ العٰلمین میرا خدا
رحمۃ للعالمین صل علی میرے رسول

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی جو غزوہ مریسیع ۵ ھ میں قتل ہوا اور یہ بھی لونڈی غلاموں کے ہاتھ آئیں اور ثابت قیس بن شماس انصاری کے حصہ میں آئیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور عقد نکاح میں لیا۔ ربیع الاول ۵۰ ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ سے سات حدیثیں مروی ہیں۔ دو بخاری میں اور دو مسلم میں ہیں۔

☆ فضائل ومناقب اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ☆

☆ حدیث نمبر 1: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھنے کے بعد علی الصبح ہی ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ اس وقت اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے تشریف لائے اور وہ وہیں بیٹھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت سے میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں تم اسی طرح بیٹھی ہو۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار ایسے کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

"سبحان اللّٰہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضانفسہ وزنۃ عرشہ و مداد کلماتہ"

Marfat.com

اللہ کی حمد اور تسبیح ہے۔ اس کی مخلوق کے عدد اور اس کی رضا اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر''۔

(امام مسلم' ابن ماجہ' نسائی)

☆ حدیث نمبر2: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند فرماتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص برّہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا''۔ (امام مسلم' احمد)

تبصرہ

ان کی زندگی بھر کا یہ عمل کہ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ لگاتار ذکر الٰہی اور وظیفوں میں مشغول رہنا۔ یہ ان عورتوں کیلئے تازیانۂ عبرت ہے جو نماز چاشت تک سوئی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دیندار اور امتیوں کا یہ حال زار کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ فرائض سے بھی بیزار۔ بلکہ الٹے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار۔ الٰہی توبہ' الٰہی تیری پناہ!

یا اللہ! ہمیں معاف فرما دے۔

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

نام مبارک زینب' باپ کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو بنونضیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا۔ جو بنوقریظہ کے سموأل کی بیٹی تھی۔ ان کی پہلی شادی شام بن مشکم سے ہوئی۔ طلاق کے بعد دوسری شادی کنانہ بن الجاالحقیق کے ساتھ ہوئی۔ ۷ ھ میں جب قلعہ قموص (خیبر) فتح ہوا تو کنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور بھائی بھی کام آئے اور یہ گرفتار ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دحیہ سے لے کر آزاد کیا اور نکاح فرمایا۔ ۵۰ ھ میں ساٹھ سال کی عمر پا کر وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔
آپ رضی اللہ عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں جن میں سے صرف ایک متفق علیہ ہے۔

☆ فضائل ومناقب اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

☆ حدیث نمبر 1: حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا اور ان کی رہائی کو ان کا حق مہر بنایا"۔ (متفق علیہ)

☆ حدیث نمبر 2: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ وہ رو پڑیں۔ اتنے میں ان کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ وہ رو رہی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا: حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نبی (یعنی حضرت ہارون علیہ السلام) کی بیٹی ہو۔ تمہارے چچا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) بھی نبی ہیں اور نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی ہو۔ پس وہ کس بات میں تم پر فخر کرتی ہیں۔ پھر فرمایا: اے حفصہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور اس طرح کی

Marfat.com

باتیں نہ کیا کرو)۔ (ترمذی' احمد)

☆ حدیث نمبر3: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک بات پہنچی تھی۔ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو جبکہ میرے شوہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں"۔ (ترمذی' حاکم)

☆ حدیث نمبر4: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مال غنیمت کا وہ حصہ ہیں جنہیں آقا علیہ السلام نے اپنے لئے منتخب فرمایا"۔
(ابوداؤد' ابن حبان' حاکم)

تبصرہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بنا پر خود نکاح فرما لیا تا کہ ان کے خاندانی اعزاز و اکرام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے تم غور سے دیکھو گے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا۔ کچھ عورتوں سے اس بنا پر نکاح فرما لیا کہ وہ رنج و غم کے صدموں سے نڈھال تھیں۔ کچھ عورتوں کی بیکسی پر رحم فرما کر۔ کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کیلئے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کیلئے ان کو یہ اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں ان کو شامل کر لیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز ہرگز اپنی خواہش نفس کی بنا پر نہیں تھا اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھیں بلکہ یہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں۔ حالانکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کی تمنائیں نہ کرتی۔

Marfat.com

مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دو عالم ﷺ کا کوئی قول، کوئی فعل، کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کیلئے نہ ہو۔ آپ ﷺ نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کیلئے کیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے جو کہا وہی دین ہے بلکہ آپ ﷺ کی ذات اکرم ہی مجسم دین ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

Marfat.com

تین عورتیں

میری نگاہ ناز میں یہ مہ جبیں ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

پہلا بند

پہلی حسین آمنہ بی بی نظر میں ہیں
عظمت کی جن کے تذکرے ہر ایک گھر میں ہیں
مژدہ یہ آمنہ کو پیمبر سناتے ہیں
آغوش میں تمہاری شہہ دین آتے ہیں
وہ معجزہ سراپا ہیں آئینہ کمال
سایہ نہ ہوگا جسم کا وہ پیکر جمال
فرزند آمنہ کا نہ ہوگا کوئی جواب
نازل انہیں پہ ہوگی خدا وند کی کتاب
سردار انبیاء ہیں ہدایت بھی آئے گی
وہ آئیں گے تو دولت رحمت بھی آئے گی
امی لقب تو ہوگا مگر فخر دو جہان
قدرت عطا کرے گی انہیں اپنی خود زبان
فرش زمیں پہ آئیں گے لے کر وہ عظمتیں
مرعوب کر سکیں گی نہ باطل کی طاقتیں

Marfat.com

روشن کریں گے کلمہ توحید کا چراغ
مہکے گا کائنات میں انسانیت کا باغ
خدمت میں ان کی حضرت جبریل آئیں گے
غار حرا میں سورہ علق پڑھائیں گے
اے آمنہ تو سب سے بڑی خوش نصیب ہے
جن کی تو ماں بنے گی خدا کا حبیب ہے
جلوہ نما جو ہوں گے وہ نور مبین ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

دوسرا بند

ہیں دوسری حسین مقدس نگاہ میں
گزری ہے جن کی عمر شریعت کی راہ میں
آنکھوں میں جن کی شرم و حیا کا جمال تھا
کردار بے نظیر تھا اور بے مثال تھا
پردے کا بھی خیال شریعت کا بھی خیال
فرمان تاجدار شفاعت کا بھی خیال
ملتی نہیں ہے جن کی خواتین میں مثال
شہزادی رسول میں اللہ رے کمال
جن کو ادب سے پیکر صبر و رضا کہیں
جن کو ادب سے پیکر شرم و حیا کہیں
وہ آبروئے سید کونین فاطمہ رضی اللہ عنہا
دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر حسنین فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سنئے کہ کیا جہیز دیا تھا حضور ﷺ نے
اک تکیہ چارپائی تھی اک چکی دو گھڑے
لیکن ملول بنت رسول خدا نہ تھیں
حیدر کے آگے شکوہ بہ لب فاطمہ نہ تھیں
کردار فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے دل نشین ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

تیسرا بند

حاکم ہے حاکموں کا جو چاہے خدا کرے
وہ جس کو چاہے شانِ فضیلت عطا کرے
کیا مرتبہ حلیمہ کو بخشا کریم نے
قطرے کو دریا کر دیا رب عظیم ہے
لیتے ہیں ان کا نام بڑے احترام سے
ہے پیار سب کو دائی حلیمہ کے نام سے
اللہ رے یہ دائی حلیمہ کا مرتبہ
پیتے تھے جن کا دودھ شہنشاہِ انبیاء
بھائی کا حصہ چھوڑ کے وہ فخر دو جہان
پیتے تھے دودھ دائی حلیمہ کا ہے بیان
فرمایا ان کو مائی حلیمہ حضور ﷺ نے
بخشا زبان پاک سے رتبہ حضور ﷺ نے
تعریف پیارے بچے کی کیسے کرے زبان
جب آئے گود میں تو حلیمہ کا ہے بیان

Marfat.com

ہر ایک سمت نور مبیں دیکھتی تھی میں
فرش زمین سے خلد بریں دیکھتی تھی میں
فخر عرب ہیں آپ ہی فخر عجم ثمر
تعریف کیا کرے گی یہ نوک قلم ثمر
یہ فخر آسمان ہیں فخر زمین ہیں
دنیا میں تین عورتیں سب سے حسین ہیں

(سید یونس علی ثمر ماچوی)

Marfat.com

واقعہ اَفشاءِ راز اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

''سورۃ التحریم'' میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے سلسلہ میں ایک واقعہ مذکور ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ آیات کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

''(اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ) نبی نے ایک بات اپنی کسی بیوی سے راز میں کہی تھی پھر جب اس بیوی نے (کسی اور پر) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس (افشاءِ راز) کی اطلاع دے دی تو نبی نے اس پر کسی حد تک (اپنی بیوی کو خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا پھر جب نبی نے افشاءِ راز کی) یہ بات بتائی تو اُس نے پوچھا آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو توبہ تمھارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اور اگر نبی کے مقابلے میں تم نے باہم گروہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبریل علیہ السلام اور تمام صالح اہلِ ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔ ان کا ربّ قریب ہے اگر وہ تمھیں (سب بیویوں کو) طلاق دے دے تو اللہ اُسے ایسی بیویاں تمھارے بدلے میں عطا فرمائے گا جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ (شادی شدہ) ہوں یا باکرہ

Marfat.com

(کنواریاں)۔ (التحریم:۵-۳)

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ انبیاء ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو ایک راز کی بات بتائی تھی لیکن اس بیوی نے راز کو راز نہ رکھ کر اسے آنحضور ﷺ کی کسی دوسری بیوی پر ظاہر کر دیا اور اس پر اللہ نے سخت تنبیہ فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ دونوں بیویاں اس راز کو پی گئیں اور کسی کو آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا بات تھی جو سرورِ کائنات ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو بتلائی تھی اور جس پر انھیں تنبیہ کی گئی۔ اگر کچھ معلوم ہو سکا تو صرف اتنا کہ وہ دونوں بیویاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ رسول اکرم ﷺ کی بیویوں میں وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنھوں نے حضور ﷺ کے مقابلے میں گروہ بندی کی تھی (ایکا کیا تھا) جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تنبیہ فرمائی، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب مجھ پر اتنا تھا کہ میری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ پوچھوں، آخر ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا واپسی پر راستے میں ایک جگہ وضو کراتے ہوئے مجھے موقع مل گیا اور میں نے پوچھ ہی لیا، اُنھوں نے بتایا کہ وہ دونوں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔''

قارئینِ محترم! اس واقعہ سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ انسان سے غلطی ہونا عین ممکن، لیکن کبھی کوئی غلطی سرزد ہو جائے اور بندہ اس پر فوراً توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔

مجرمِ عصیاں نے جب استغفر اللہ کہہ دیا
حق نے بھی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کہہ دیا

Marfat.com

واقعۂ اِفک

اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

قرآن حکیم کی سورۃ نور میں ''واقعۂ اِفک'' بیان ہوا ہے۔ ''اِفک'' کے معنی ہیں ''اُلٹنا'' چونکہ اس واقعہ میں منافقین نے سرورِ کائنات ﷺ کی حرم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کی تھی، اور ایک بہت بڑا فتنہ برپا کر دیا تھا۔ اور جھوٹی باتیں منسوب کر کے واقعہ کو اُلٹ دیا تھا اس لئے اس کو ''واقعۂ اِفک'' کہتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر پر جانے لگتے تو قرعہ ڈال کر فیصلہ فرماتے کہ آپ ﷺ کی بیویوں میں سے کون آپ ﷺ کے ساتھ جائے گی۔

''غزوہ بنی المصطلق'' (۵ ہجری) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ شریکِ سفر تھیں۔ غزوہ سے واپسی کے وقت مدینہ کے قریب ایک منزل پر رات کے وقت آنحضرت ﷺ نے پڑاؤ کیا۔ رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ضرورت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں ہار آپ رضی اللہ عنہا کا ٹوٹ گیا اور اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا محمل شریف اُونٹ پر کس دیا (باندھ دیا) (قاعدہ یہ تھا کہ کوچ کے وقت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہودج (محمل) میں بیٹھ جاتی تھیں اور لوگ اُسے اُٹھا کر اُونٹ پر رکھ دیتے تھے) اور اُنہیں یہی خیال رہا کہ اُم المؤمنین اس ہودج میں

Marfat.com

تشریف فرما ہیں۔ قافلہ چل دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا واپس آکر قافلے کے پڑاؤ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔ قافلہ کے پیچھے پڑی گری چیز اُٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے (یہ ان کی ڈیوٹی تھی)۔ اس موقع حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اس کام پر مامور تھے۔ جب وہ آئے اور اُنہوں نے آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو دیکھا تو بلند آواز سے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے پردہ کرلیا انہوں نے اپنے اُونٹ کو بٹھایا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو کر لشکر کے ساتھ جا ملیں۔ اس پر بہتان لگانے والے منافقین سیاہ باطن نے اوہامِ فاسدہ پھیلائے۔ اور ان میں سب سے پیش پیش عبداللہ بن اُبی بن سلول عوفی خزرجی مدنی (متوفی ۹ ہجری) تھا۔ قرآن حکیم میں یوں آیا ہے:

"وہ جس نے اس (فتنہ) میں سب سے بڑا حصہ لیا، اسے عذاب بھی سخت ہونے والا ہے" (نور:۱۱)

☆ بعض مسلمان بھی اس کے دامِ فریب میں آگئے۔ ان میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، مسطح رضی اللہ عنہ بن اثاثہ اور حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش شامل تھی۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں ایک روز اُمِ مسطح سے اُنہیں یہ خبر معلوم ہوئی اس سے آپ رضی اللہ عنہا کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی۔ اس حال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طہارت میں یہ آیات اُتریں اور آپ رضی اللہ عنہا کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآن حکیم کی بہت سی آیات آپ کی طہارت وفضیلت میں بیان فرمائی گئیں۔ اس دوران میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرِ منبر بہ قسم فرمادیا تھا مجھے اپنے اہل وعیال کی پاکی وخوبی بالیقین معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کر سکتا

Marfat.com

ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ اُم المؤمنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت بیان فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ اس طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن نے قسمیں کھائیں۔ آیت نازل ہونے سے قبل ہی حضرت اُم المؤمنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے۔ آیات کے نزول نے ان کا عزو شرف اور زیادہ کر دیا۔ تو بدگوئی کرنے والوں کی بدگوئی اللہ اور اُس کے رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک باطل ہے اور بدگوئی کرنے والوں کے لئے سخت ترین مصیبت ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن اُبی، حسان اور مسطح کے حد لگائی گئی۔ (مدارک)

☆ اس موقع پر نازل ہونے والی آیات کا ترجمہ یہ ہے:

''جو لوگ یہ بہتان گڑھ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک گروہ (ٹولہ) ہے اس بات کو تم اپنے لئے شر (بُرائی) نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لئے خیر (بھلائی) ہے جس نے اس میں جتنا حصہ لیا۔ اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا ہے اور جس نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لئے تو سب سے بڑا عذاب ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے؟ وہ لوگ الزام کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب جبکہ وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کا رحم و

Marfat.com

کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کے بدلے میں بڑا عذاب تم کو آلیتا (ذرا غور کرو تم کیسی غلطی اس وقت کرتے چلے جارہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی جارہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جارہے تھے جس کے بارے میں تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ تم اسے ایک چھوٹی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سُبحان اللہ، یہ تو ایک بہت بڑی تہمت ہے۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو، اللہ تم کو صاف صاف ہدایت دیتا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں بے حیائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بہت ہی شفقت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے تو (یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بہت ہی برے نتیجے دکھاتی) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شیطان کے بتائے ہوئے طریقے پر نہ چلو جو اس کے پیچھے چلے گا تو وہ اسے بے حیائی اور بُرائی کا حکم دے گا۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہوسکتا، مگر اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔" (سورۃ نور:۱۱ تا ۲۰)

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ:

''(وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ ﷺ اس شخص سے کہہ رہے تھے، جس پر اللہ نے اپنا فضل کیا اور آپ ﷺ نے بھی عنایت کی کہ تو اپنی بیوی کو (اپنی زوجیت میں) رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔'' (الاحزاب:۳۷)

☆ وہ کون قابلِ رشک ہستی تھی جس پر اللہ کے فضل کی بھی صراحت آگئی ہے اور رسول اکرم ﷺ کی عنایت کی بھی؟ مراد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جیسا کہ قرآن حکیم ہی کی اسی آیت میں آگے چل کر تصریح ہے۔ یہ آنحضور ﷺ کے آزاد شدہ غلام تھے۔ ان کا عقد (نکاح) قریش کی ایک عالی نسب اور حسن و صورت میں ممتاز خاتون ''زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ساتھ ہوا، جو تاجدارِ مدینہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ لیکن نباہ ان سے نہ ہو سکا۔ یہ وقت آنحضرت ﷺ کے لئے خود سوچ بچار کا تھا۔ ایک طرف حالات ایسے ہو گئے تھے کہ اب تعلق عقد باقی رہنا ناممکن سا تھا۔ لیکن دوسری طرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے یہ امر انتہائی دل شکنی اور سبکی کا باعث ہوتا کہ وہ عمر بھر ایک آزاد شدہ غلام کی مطلقہ کہلائیں۔ اس وقت عرب کے معاشرے میں یہ بات انتہائی غیرت کی تھی۔ اشک سوئی کی صورت صرف یہ تھی کہ بعد طلاق آنحضور ﷺ اپنے عقد میں لے لیں، لیکن دشواری یہ تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے بھی تھے اور ان کی مطلقہ سے عقد کر لینا عرب معاشرہ میں ایک

Marfat.com

سخت عیب تھا۔ تو آپ ﷺ اسی تردد اور تذبذب میں تھے کہ وحیٔ قرآنی نے خود ہی فیصلہ کر دیا اور زینب رضی اللہ عنہا کو زید رضی اللہ عنہ کے عقد سے نکال کر آنحضور ﷺ کے عقد میں دے دیا۔

☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام قرآن حکیم میں صرف ایک جگہ آیا ہے:

''اور جب زید نے اس (عورت) سے قطع تعلق کر لیا تو ہم نے اس کا نکاح آپ (ﷺ) کے ساتھ کر دیا تا کہ مومنین کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی نہ رہے۔'' (الاحزاب:۳۷)

تمام صحابیوں رضی اللہ عنہم میں یہ شرف صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام صراحت کے ساتھ قرآنِ حکیم میں وارد ہوا ہے اور اسی بناء پر بعض لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''افضل الصحابہ'' قرار دیا ہے۔

☆ پورا نام ابوامامہ زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی رضی اللہ عنہ (یعنی قبیلہ الکلب سے تھے)۔ ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی معن سے تھیں۔ نصرانی خاندان کے تھے۔ ان کی عمر آٹھ سال تھی کہ ان کی ماں انھیں اپنے میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی قین بن جسر کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بھی تھے۔ پھر اُنہوں طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں زید رضی اللہ عنہ کو فروخت کر دیا۔ خریدنے والے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام تھے۔ اُنھوں نے زید رضی اللہ عنہ کو مکہ لا کر اپنی پھوپھی کی خدمت میں نذر کر دیا۔ آنحضور ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید کو بعثت سے قبل ہدیتاً آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال تھی۔ کچھ مدت بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ اور چچا کو پتہ چلا تو وہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو چاہیں فدیہ لے لیں مگر ہمارا بچہ ہمیں دے دیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں لڑکے کو بلاتا ہوں اگر وہ

Marfat.com

تمہارے ساتھ جانا چاہے گا تو میں کوئی فدیہ لئے بغیر چھوڑ دوں گا لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ اسے خواہ مخواہ نکال دوں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے ان کی خواہش دریافت فرمائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں آپ ﷺ کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ آنحضرت ﷺ اسی وقت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور حرم میں جا کر قریش کے مجمع میں اعلان فرمایا کہ آپ سب گواہ رہیں آج سے زید رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے، اسی بنا پر لوگ ان کو زید رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ کہنے لگے۔

☆ نبی کریم ﷺ جب منصب نبوت سے سرفراز ہوئے تو چار ہستیاں ایسی تھیں جنہوں نے ایک لمحہ تردد کے بغیر آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کر لیا۔ ایک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، دوسرے حضرت زید رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چوتھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ کی عمر تیس سال تھی۔ ۴ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا (اپنی پھوپھی زاد بہن) کے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور اس کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا۔ اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی:

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔'' (الاحزاب:۳۶)

اس آیت کے سنتے ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندان والے راضی ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کا نکاح پڑھایا۔ ایک سال سے کچھ ہی مدت زیادہ گزری تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت زید نے اُم کلثوم بنت عقبہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کی

Marfat.com

شادی ذرّہ بنت ابی لہب سے ہوئی۔ لیکن ان دونوں کو بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔ اُنھوں نے ہند بنت عوام اور آنحضرت کی آزاد کردہ کنیز اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا سے بھی شادی کی۔ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کے ہاں اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

☆ مواخات ہجرتِ مدینہ سے قبل ہی خاندانِ رسول میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قائم ہو چکی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بہادر سپاہی تھے۔ غزوہ بدر سے موتہ تک تمام اہم غزوات میں خوب دادِ شجاعت دی اور بڑی پامردی سے لڑے۔ بلکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں مدینہ منورہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا شرف بھی حاصل کیا اور وہ بھی ایک بار نہیں متعدد بار۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس فوج کشی میں زید رضی اللہ عنہ شریک ہوتے امارت کا عہدہ اُنھی کو عطا ہوتا۔ اس طرح وہ نو بار سپہ سالار (COMMANDER IN CHIEF) بنا کر بھیجے گئے۔ ۸ ہجری میں ۵۵ سال کی عمر میں غزوہ موتہ میں سردار و علمبردار لشکرِ اسلامی کی حیثیت سے شہید ہوئے۔

؎ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ:

''اگر زید رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھی کو اپنا جانشین بناتے۔''

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

Marfat.com

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ

وہ خاتون جن کی شکایت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سنی اور ان کے بارے میں قرآن حکیم میں حکم نازل کر کے ان کا تذکرہ زندہ جاوید بنا دیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ ہیں۔ ان کا نکاح ان کے چچا زاد بھائی حضرت اَوس رضی اللہ عنہ بن صامت سے ہوا تھا۔ جن کا شمار جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ دونوں ایک ساتھ مشرف با سلام ہوئے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوا:

''اللہ نے سن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کئے جاتی ہے اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔'' (سورۃ المجادلہ:۱)

☆ حضرت اَوس رضی اللہ عنہ بن صامت ایک معمر آدمی تھے بڑھاپے کی وجہ سے ان کے مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا تھا۔ معمولی معمولی بات پر ان کو غصہ آجایا کرتا تھا اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو بہت کچھ کہہ دیا کرتے تھے۔ ایک دن غصہ میں انھوں نے کہ دیا ''انت علی کظھر اُمّي'' (یعنی تم مجھ پر میری ماں کی طرح ہو)۔ فقہ کی اصطلاح میں اسے ''ظہار'' کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ماں کی طرح اپنے اوپر حرام کر لے۔

☆ جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ بہت نادم و پشیمان اور سخت پریشان ہوئے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بے چین تھیں چنانچہ وہ اس مسئلہ کو لے کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ آپ اس کا کچھ حل بتا دیں اور گھر کو بگڑنے سے بچا

Marfat.com

لیں، اس وقت تک اس قسم کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا تھا۔ لہٰذا تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ نے بھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم اس پر حرام ہوگئی ہو یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نالہ وفریاد کرنے لگیں اور بار بار سرورِ کائنات ﷺ سے عرض کرنے لگیں کہ اوس میرے چچا کے بیٹے ہیں، اُنھوں نے غصہ میں آکر یہ بات کہی ہے، میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اُنھوں نے طلاق نہیں دی ہے۔ کوئی ایسی صورت بتایئے کہ میری اور میرے بوڑھے شوہر اور بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا اصرار جاری تھا کہ سرورِ دو عالم ﷺ پر یکا یک نزولِ وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور خدا نے اس مسئلہ کا فیصلہ فرما دیا، سرورِ انبیاء ﷺ نے فرمایا: خولہ اپنے شوہر سے کہو کہ کفارہ میں ایک لونڈی آزاد کر دیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو مسلسل ساٹھ روزے رکھیں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دیں، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ کسی بھی چیز (ان میں سے) کی استطاعت نہیں رکھتے تو خود حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے اوس کی مدد کی، اس طرح انھوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

☆ اس واقعہ کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا تھا، اور حضرت خولہ کی ہر شخص بہت زیادہ عزت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو روک لیا ور انھیں نصیحت کرنے لگیں اور بہت دیر تک نصیحت کرتی رہیں، کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جن کو یہ بات ناگوار گزری، ان میں سے ایک نے کہا بڑی بی تم نے امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوراً بول اُٹھے:

''یہ جو کہتی ہیں کہنے دو تمھیں معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں۔ ان کی بات تو سات آسمانوں کے اُوپر سنی گئی تھی۔''

اور انھیں کے بارے میں

Marfat.com

''سورۃ مجادلہ'' نازل ہوئی تھی۔ مجھے اللہ کے ناچیز بندے کو تو ان کی بات بدرجۂ اولیٰ سننی چاہئے۔''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کچھ بندے اللہ کے نزدیک اتنے مقرب ہوتے ہیں کہ اگر وہ کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی بات کو پورا ہی کر دیتا ہے۔ تاجدارِ مدینہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہت سے پراگندہ بال اور غبار آلودہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے شاید ایسے ہی لوگوں کا نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

Marfat.com

☆ قرآن کی فریاد

☆ عورت قرآن کی نظر میں

☆ عورت دانایانِ فرنگ کی نظر میں

☆ کتابیات / ماخذ

Marfat.com

قرآن کی فریاد

ماہر القادری

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں

جزدان حریر و ریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

جب قول و قسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں

کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

مجھ سے محبت کے دعوے ، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، یوں بھی میں ستایا جاتا ہوں

Marfat.com

☆عورت قرآن کی نظر میں☆

۱- ''اے لوگو! ڈرو اپنے ربّ سے جس نے پیدا فرمایا تمھیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے'' (سورۃ النساء:۱)

۲- ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم آؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو اور پہلے پہلے کر لو اپنی بھلائی کے کام اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ تم ملنے والے ہو اس سے اور (اے حبیب ﷺ!) خوشخبری دو مومنوں کو۔'' (البقرۃ:۲۲۳)

۳- ''اور بنا لیا کرو دو گواہ اپنے مردوں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن لوگوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو تم (اپنے لیے) گواہ تا کہ اگر بھول جائے ایک عورت تو یاد کرائے (وہ) ایک دوسری کو۔'' (البقرۃ:۲۸۲)

۴- ''مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لیے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو تمھیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انھیں سمجھاؤ اور پھر الگ کر دو انھیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انھیں

Marfat.com

پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمھاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ
یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے"

(سورۃ النساء:۳۴)

۵- "اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے (اس کی) زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کر لیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کے لیے) بہتر ہے اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔"

(النساء:۱۲۸)

۶- "اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہوتے، نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو۔ اور اگر تم درست کر لو (اپنا رویہ) اور پرہیز گار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔" (النساء:۱۲۹)

۷- "وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے باغات کا، رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں۔ یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ نیز (وعدہ کیا ہے) پاکیزہ مکانات کا سدا بہار باغوں میں اور رضائے خداوندی ان سب نعمتوں سے بڑی ہے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔" (سورۃ التوبۃ:۷۲)

۸- "تو اُن کے پروردگار نے قبول کر لی اُن کی دعا (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔" (آل عمران:۱۹۵)

۹- "جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اُسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے اُنھیں اُن کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔" (سورۃ النحل:۹۷)

Marfat.com

۱۰-''اور تا کہ عذاب میں مبتلا کر دے منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھے ہیں۔ اُنہیں پر ہے بُری گردش اور ناراض ہوا اللہ تعالیٰ ان پر اور (اپنی رحمت سے) اُنہیں دور کر دیا اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جہنم۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔'' (سورۃ الفتح:٦)

۱۱- اور اُس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرما دیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔'' (الروم:۲۱)

عورت اور مرد میں برابری

۱- ''اور نہ آرزو کرو اس چیز کی، بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر مردوں کے لیے حصہ ہے اُس سے جو اُنھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس سے جو اُنھوں نے کمایا اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (النساء:۳۲)

۲- تو قبول فرمالی اُن کی التجا اُن کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا، تم میں سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمھارا جُزو ہے بعض کی تو وہ جنھوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لیے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹا دوں گا اُن (کے نامہ عمل) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا اُنھیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزا ہے (ان کے اعمالِ حسنہ کے) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔'' (آلِ عمران:۱۹۵)

۳- ''اور جس نے عمل کیے اچھے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ ظلم کیے جائیں گے تل بھر۔'' (النساء:۱۲۴)

۴-''جو کوئی بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اُسے عطا

Marfat.com

کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے اُنھیں ان کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔'' (النحل:۹۷)

۵- ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے اور یاد کرنے والیاں، تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم۝ (الاحزاب:۳۵)

عورتیں حسنِ سلوک کی مستحق ہیں

☆ اے ایمان والو! نہیں حلال تمھارے لیے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو اُنھیں تاکہ لے جاؤ کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انھیں بجز اس صورت کے کہ ارتکاب کریں کھلی بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو اُنھیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لیے) خیرِ کثیر۔'' (النساء:۱۹)

Marfat.com

☆عورت دانایانِ فرنگ کی نظر میں☆

۱- عورت آدمی سے بنائی گئی ہے اور آدمی مٹی سے۔ (رنڈالف)

۲- عورت مصیبت وغم کو کم کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (باربولڈ)

۳- عورت کا بناؤ سنگار اس کے دل کی حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

۴- خوبصورت عورت دیکھنے سے آنکھ، لیکن نیک دل عورت دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ (سموئیل)

۵- عورت اور شراب سب کو احمق بنا لیتے ہیں۔

۶- خدا تعالیٰ نے عورت کو مرد کی پیشانی سے نہیں بنایا کہ وہ مرد پر حکومت کرے نہ اس کے پاؤں سے پیدا کیا کہ وہ اس کی غلامی کرے بلکہ اس کی پسلیوں سے پیدا کیا کہ وہ اس کے دل کے قریب ہو۔

۷- ایک حسین اور باعصمت خاتون خدائے قدوس کی صنعت کاملہ کا نمونہ، فرشتوں کی حقیقی شان وشوکت، زمین کا نادر معجزہ اور دنیا کی عجیب ترین چیز ہے۔ (جھیلر)

۸- عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اس کا انتقام لے لیتی ہے۔ (ٹیلر)

۹- ایک عورت صرف ایک راز مخفی رکھ سکتی ہے اور وہ ہے اُس کی عمر کا راز۔ (مارکوئس)

۱۰- کسی خاتون کے پاس اس قدر ملبوسات نہیں ہونے چاہیں کہ پہننے کے وقت اُسے یہ سوچنا پڑے کہ کون سا لباس پہنوں۔ (ڈان ہیرلڈ)

۱۱- بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ناقابلِ برداشت ہوتیں۔

Marfat.com

۱۲- عورت سے بے نیاز ہوکر زندگی بسر کرنا ناقابلِ معافی جرم اور فطرت سے بغاوت ہے۔ (ہٹلر)

۱۳- اگر فیشن کی سرپرستی عورت نہ کرتی تو ہزاروں درزی بھوکے مر جاتے۔
(آسکر وائلڈ)

۱۴- عورت کے ساتھ زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ مگر عورت کے بغیر زندگی بسر کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ (آسکر وائلڈ)

۱۵- عورت کا دل ہمیشہ چاند کی طرح بدلتا رہتا ہے لیکن اس کا باعث ہمیشہ مرد ہوگا۔

۱۶- میٹھی سے میٹھی عورت بھی ترشی ہوتی ہے۔ (نطشے)

۱۷- عورت سب سے اچھا اور سب سے آخری آسمانی تحفہ ہے۔ (ملٹن)

۱۸- وہ جو عورت کی خواہش کے رخ کو قوت سے بدلنا چاہتا ہے۔ بیوقوف ہے۔
(سموئل ٹیوک)

۱۹- میں عورت کے بارے میں اپنی رائے اس وقت دوں گا جب میرا ایک پاؤں قبر میں ہوگا۔ پھر جب میں اپنی رائے دے چکوں گا تو تابوت میں کود کر اس کا ڈھکنا بند کرلوں گا اور اندر سے پکاروں گا ''اب میرے ساتھ جو چاہو کرلو۔'' (ٹالسٹائی)

۲۰- عورت کی ''ہاں'' اور ''نہیں'' میں اتنا قُرب ہوتا ہے کہ ان کے درمیان سوئی بھی نہیں سما سکتی۔

۲۱- عورت نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو احمق بنایا تھا۔ اس وقت سے یہی ہوتا آیا ہے آج بھی اس کا مشاہدہ ہوسکتا ہے کہ عورت نے مرد پر حکومت کی اور شیطان نے عورت پر۔

۲۲- یہ خیال کہ میں عورت ہوں اور مجھے کسی عورت سے شادی نہیں کرنا پڑے گی۔ میرے لئے بے حد اطمینان بخش ہے۔ (میری مافلیگو)

۲۳- ڈاکو کو یا تو آپ کی زندگی کی ضرورت ہوگی یا دولت کی۔ لیکن عورت کو دونوں کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

۲۴- قدیم دور کے شرفا یہ کہا کرتے تھے کہ عورت کے نام کی اشاعت صرف دو مرتبہ ہونی چاہیے۔ ایک تو اس وقت جب کہ وہ کسی کے عقد میں آئے اور دوسرے اس موقع پر جب وہ دنیا کو خیر باد کہے۔ (آرتھر)

قارئینِ محترم! قرآن حکیم جیسی مقدس اور آخری کتاب میں متعدد مقامات پر اور ایک مکمل سورۃ ''النساء'' یعنی عورتوں کے نام سے ذکر کر کے عورت کے بلند انسانی درجے اور مرتبے کا اظہار فرمایا جو عورت کا اللہ کی نظر میں مقام ہے۔ ہم تبرکاً ایک آیت کا ترجمہ تحریر کر رہے ہیں:

''اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا ایک جان سے اور اسی سے اس کا جوڑا (بیوی) پیدا فرمایا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور ڈرو قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے سے بے شک اللہ تعالیٰ ہر وقت تم پر نگران ہے''۔ (النساء:۱)

درویش لاہوری حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک لطیف و باریک و عجیب و غریب اور دلچسپ و حقیقت افروز اپنے اشعار میں عورت کی عظمت اور اس کے وجود کے مقصد کو بیان کرتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کتابیات / مآخذ (تذکرہ قرآنی خواتین)

۱- ربُّ العالمین ----القرآن الحکیم

۲- پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ----تفسیر ضیاء القرآن

۳- ابنِ کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ----تفسیر القرآن الحکیم

۴- ابوالکلام آزاد صاحب ----ترجمان القرآن (تفسیر القرآن)

۵- حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ----تفسیرِ مظہری (اردو ترجمہ)

۶- البخاری محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ----صحیح بخاری شریف

۷- عثمانی شبیر احمد صاحب ----فوائد عثمانی حاشیہ وترجمہ قرآنِ حکیم

۸- مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحب ----قصص القرآن (مکمل)

۹- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ----تفہیم القرآن

۱۰- مولانا رحمت اللہ سبحانی لودھیانوی صاحب----مخزنِ اخلاق

۱۱- الترمذی محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ----جامع السنن

۱۲- النسائی احمد بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ ----السنن

۱۳- ابن ماجہ محمد بن یزید القزوینی رحمۃ اللہ علیہ ----السنن

۱۴- ابنِ خلدون، عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ----تاریخ الانبیاء قبل از اسلام

۱۵- محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ----طبقات ابنِ سعد (ترجمہ)

۱۶- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ----عرفان السنۃ

۱۷- ازواج انبیاء- احمد خلیل جمعہ مترجم خدیجہ فرحین- کراچی

☆ ان کے علاوہ بہت سے اخبارات ورسائل سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ لاہور، ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور' ماہنامہ ضیائے حرم' ماہنامہ ہمدرد صحت ڈائجسٹ کراچی وغیرہ۔

Marfat.com

مصنف کی دیگر زیر طبع تصانیف

تذکرہ اولیاء اللہ خواتین	تاریخ انبیائے قرآن

قرآن حکیم اور تصوف

عظیم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	عظیم مسلمان فاتحین

انوارِ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف	تصوف سے انکار کیوں؟

عظیم ائمہ اربعہ

قرآن حکیم اور جدید سائنس	انوارِ اولیاء اللہ

معجزاتِ قرآنِ حکیم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com